

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہست این تصنیف نوری پیرا ہو با خدا
 کامل و اکمل مکمل جامع و نور الہی

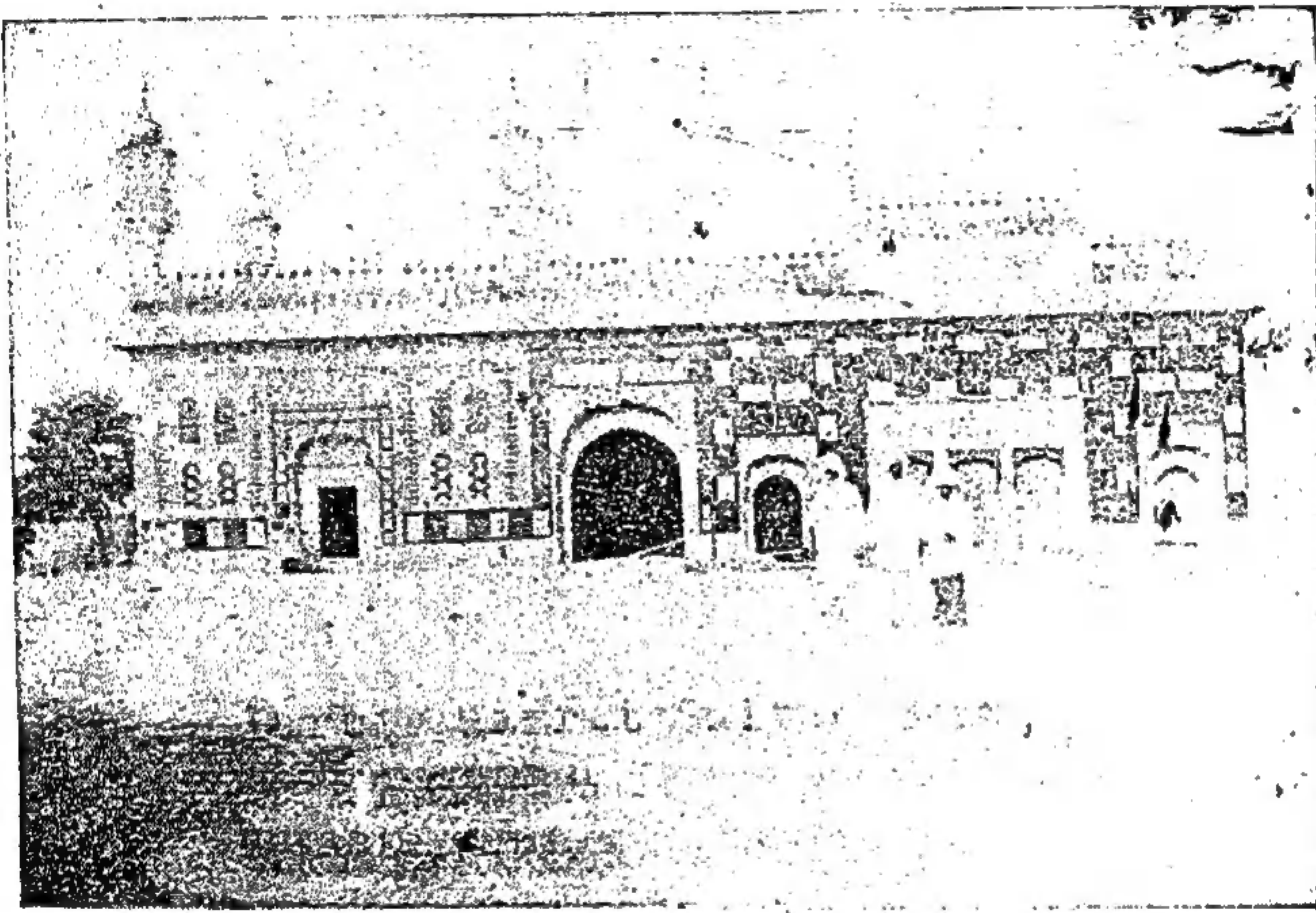
قلم نوری

نور الہی

تصنیف لطیف سلطان العارفين حضرت سلطان باہو قدس سرہ العزیز

مترجم فقیر نور محمد سرری قادری قدس سرہ العزیز

هو



روضۂ اقدس حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

محمد

عَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ ﷺ



نور الہدی

تصنیف لطیف

سُلطان العارفين حضرت سلطان باهو قدس سرہ العزیز

مترجم

فقیر نور محمد سروری قادری



تعداد ۱۰۰۰

۱۰۵۰۶۱



کتاب خانہ اسلامیہ
 جامعہ اسلامیہ
 لاہور

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں :-

۱۰۰۰
 ۱۰۰۰
 ۱۰۰۰

۲۹۷۶۶۲
 پ ۲۲ ج
 ۱۱۸۰۲

پہلا ایڈیشن
 دوسرا
 تیسرا



کتاب خانہ اسلامیہ
 جامعہ اسلامیہ
 لاہور

فہرست مضامین حق نمبر ۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	مختصر حالات حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس سرہ	۲۹	۱	مختصر حالات حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس سرہ	۲۹
۲	ولادت	۳۰	۲	ولادت	۳۰
۳	اسم باہو کی وجہ تسمیہ	۳۱	۳	اسم باہو کی وجہ تسمیہ	۳۱
۴	اسم باہو کے رموز و اشارات	۳۲	۴	اسم باہو کے رموز و اشارات	۳۲
۵	تاریخ احوال و مزار مبارک	۳۳	۵	تاریخ احوال و مزار مبارک	۳۳
۶	آپ کا طریقہ	۳۴	۶	آپ کا طریقہ	۳۴
۷	ابیات فقیر نور محمد قدس سرہ	۳۵	۷	ابیات فقیر نور محمد قدس سرہ	۳۵
۸	آپ کی تصانیف	۳۶	۸	آپ کی تصانیف	۳۶
۹	ابیات فقیر نور محمد قدس سرہ در شان سلطان العارفين باہو	۳۷	۹	ابیات فقیر نور محمد قدس سرہ در شان سلطان العارفين باہو	۳۷
۱۰	آپ کی بیعت	۳۸	۱۰	آپ کی بیعت	۳۸
۱۱	اس کتاب کی تعریف مصنف کی زبانی	۳۹	۱۱	اس کتاب کی تعریف مصنف کی زبانی	۳۹
۱۲	باب اول	۴۰	۱۲	باب اول	۴۰
۱۳	فضیلت کلمہ طیب	۴۱	۱۳	فضیلت کلمہ طیب	۴۱
۱۴	عام اور خاص کے کلمہ پڑھنے میں فرق	۴۲	۱۴	عام اور خاص کے کلمہ پڑھنے میں فرق	۴۲
۱۵	کامل مرشد طالب کو اسم اللہ ذات خورشید کلمہ کو دیتا ہے اور طالب کو کہتا ہے اس کلمہ پڑھنے سے دل پر لکھو	۴۳	۱۵	کامل مرشد طالب کو اسم اللہ ذات خورشید کلمہ کو دیتا ہے اور طالب کو کہتا ہے اس کلمہ پڑھنے سے دل پر لکھو	۴۳
۱۶	باب دوم	۴۴	۱۶	باب دوم	۴۴
۱۷	تصور اسم اللہ ذات	۴۵	۱۷	تصور اسم اللہ ذات	۴۵
۱۸	شرط مرشد کامل	۴۶	۱۸	شرط مرشد کامل	۴۶
۱۹	دیدار اور لقا تین طریقوں سے درست ہے	۴۷	۱۹	دیدار اور لقا تین طریقوں سے درست ہے	۴۷
۲۰	ذکر تجلیات	۴۸	۲۰	ذکر تجلیات	۴۸
۲۱	بعض کو مطالعہ لوح محفوظ بعض کو دل پر بذریعہ دلیل اور بعض کو حضرات ناظرات کا مرتبہ مل جاتا ہے	۴۹	۲۱	بعض کو مطالعہ لوح محفوظ بعض کو دل پر بذریعہ دلیل اور بعض کو حضرات ناظرات کا مرتبہ مل جاتا ہے	۴۹
۲۲	حلم حجاب ذکر حجاب	۵۰	۲۲	حلم حجاب ذکر حجاب	۵۰
۲۳	اثر خاکیلے حضرت سرور دو عالم صلعم	۵۱	۲۳	اثر خاکیلے حضرت سرور دو عالم صلعم	۵۱
۲۴	داگرہ اسم اللہ ذات اسم محمد سرور کائنات صلعم	۵۲	۲۴	داگرہ اسم اللہ ذات اسم محمد سرور کائنات صلعم	۵۲
۲۵	تصور آبی - مادی - آتشی - سماوی وغیرہ	۵۳	۲۵	تصور آبی - مادی - آتشی - سماوی وغیرہ	۵۳
۲۶	پانزدہ چرخ کیمیا	۵۴	۲۶	پانزدہ چرخ کیمیا	۵۴
۲۷	قائمی ظاہر و قاضی باطن و علم نعم البدل	۵۵	۲۷	قائمی ظاہر و قاضی باطن و علم نعم البدل	۵۵
۲۸	ذکر تصور و قسم تصورات	۵۶	۲۸	ذکر تصور و قسم تصورات	۵۶
۲۹	صفت تصور	۵۷	۲۹	صفت تصور	۵۷
۳۰	ذکر دم	۵۸	۳۰	ذکر دم	۵۸
۳۱	باب چہارم	۵۹	۳۱	باب چہارم	۵۹
۳۲	مرشد اور طالب کی صفت	۶۰	۳۲	مرشد اور طالب کی صفت	۶۰
۳۳	عارف کامل حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی مجلس سے	۶۱	۳۳	عارف کامل حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی مجلس سے	۶۱
۳۴	بے نصیب کو نصیب دلا دیتا ہے	۶۲	۳۴	بے نصیب کو نصیب دلا دیتا ہے	۶۲
۳۵	نشان مرشد کامل	۶۳	۳۵	نشان مرشد کامل	۶۳
۳۶	حضور کی قسمیں	۶۴	۳۶	حضور کی قسمیں	۶۴

Shahid & Co LHK

101 DIV

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱۵۴	شرح غرق	۸۶	۹۹	۵۵	انسانوں، انسانوں میں فرق
۱۵۵	طالب مرید قادری اہل نور باطن محصور	۸۷	۱۰۵	۵۶	کتاب نور الہدیٰ اسرار الوحی ہے
۱۵۶	تشریف مرشد کامل قادری	۸۸	۱۱۳	۵۷	مرشد حبیب اور مرشد رقیب
۱۵۶	بیان انتہائے فقر	۸۹	۱۱۵	۵۸	ذکر شکستہ دل اور شکستہ قبر
۱۵۷	کامل حیات، کامل محبت، کامل ذات	۹۰	۱۱۶	۵۹	شرح حضورؐ
	باب ہشتم		۱۱۸	۶۰	ذکر علم
۱۶۱	در بیان توبہ و نظر مرشد کامل و دیدار اور مستی وغیرہ	۹۱	۱۲۰	۶۱	صفت فقیر ولی اللہ کامل
۱۶۱	شرح توبہ	۹۲	۱۲۲	۶۲	فقیر کامل کیلئے ہر طاعا حلال اور اس کی ہر بات سچی ہوتی ہے
۱۶۵	آدمی کے اعمال کے دفتر	۹۳	۱۲۳	۶۳	ذکر حضرات
۱۶۶	باطنی حجابات	۹۴	۱۲۵		باب نهم
۱۶۶	شرح طے و استغراق	۹۵	۱۲۵	۶۴	شرح علم و معرفت
۱۶۹	شرح ظاہر و باطن	۹۶	۱۲۵	۶۵	تمام علوم قرآن میں ہیں
۱۷۰	بعض کو باطن عیاں طود پر نظر آتا ہے	۹۷	۱۲۶	۶۶	کیمیاء و قسم کی ہیں
۱۷۰	شرح عشق	۹۸	۱۲۹	۶۷	حجت مولیٰ فیرض اولیٰ سید اور ترک دنیا سنت ہے
۱۷۲	شرح وجودیہ	۹۹	۱۳۱	۶۸	جمہ علم قرآن و حدیث کی کلید اور ذریعہ حصول علم
۱۷۵	شرح خواب	۱۰۰	۱۳۲	۶۹	علم عین ہے
۱۷۷	شرح الہام	۱۰۱	۱۳۳	۷۰	عارف چند قسم کے ہوتے ہیں
۱۷۸	شرح موت	۱۰۲	۱۳۳		ہر مرتبہ اسم ذات سے حاصل ہوتا ہے
	باب نهم		۱۳۴		باب ششم
۱۸۰	شرح انسان، فنا فی الہیہ وغیرہ	۱۰۳	۱۳۴	۷۱	ذکر حضرات نقش وجودیہ
۱۸۱	شرح سید	۱۰۴	۱۳۴	۷۲	دائرہ سی شہدوت
۱۸۲	شرح حاجی	۱۰۵	۱۳۵	۷۳	دائرہ نودتہ نام اللہ تعالیٰ
	باب دهم		۱۳۸	۷۴	نقش ہفت اندام چشمہ نور
۱۸۲	شرح فقر و صفت فقیر و مرشد کامل	۱۰۶	۱۳۹	۷۵	علیہ مبارک حضور اکرم صلعم
۱۸۲	شرح فقر	۱۰۷	۱۴۰	۷۶	دائرہ حضرات رسانندہ بذات صفات
۱۸۴	مراتب عنایت	۱۰۸	۱۴۱	۷۷	نقش وجودیہ ذکر قربانی
۱۸۷	ذکر فقیر مالک الملکی	۱۰۹	۱۴۳	۷۸	نقش دو شیران محکوس کا
۱۹۰	فقر اور اسم اللہ ذات کا بوجھ زمین اور آسمان بھاری ہے	۱۱۰	۱۴۴	۷۹	نقش موکل صاحب شمشیر بکھند
۱۹۲	صفت مرشد جامع	۱۱۱	۱۴۵	۸۰	نقش چار ذریعہ چشمہ ہائے
۱۹۳	شرح فقر کے تین حروف کی	۱۱۲	۱۴۶	۸۱	نقش سلطان الفقر
۱۹۵	ذکر مراتب محفوق	۱۱۳	۱۴۸	۸۲	دریائے زرف توحید
۱۹۶	فقیر تصور اسم اللہ سے فقر ختم اور موکلات کو حاضر کر لیتے ہیں	۱۱۴	۱۴۸	۸۳	چشمہ سیما ہی ازل و چشمہ یخون جگر عاشقان
۱۹۶	فقیر تمام جہان کیلئے روشنائی نور دینے والا اور جان عزیز ہے	۱۱۵	۱۴۹	۸۴	نقش دائرہ حضرات ہر درجہ عالم مخلوقات
۱۹۹	حقیقت فقر	۱۱۶			باب ہفتم
۲۰۱	تصور اسم اللہ ذات کا طریقہ	۱۱۷			
۲۰۳	مناجات مولانا کتاب ہذا اور شان قطب ربانی	۱۱۸			
	خوش نصیبانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ				
			۱۴۹	۸۵	نعت حضرت پیر و ستگیر قدس اللہ سرہ العزیز و صفت علم
				۸۶	طریقہ قادری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مختصر حالات مصنف

ولادت

مصنف کتاب حضرت سلطان العارفين فنا فی عین ذات یا ہوں حضرت شیخ سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز صلح جنگ پنجاب کے ایک قصبے شورکوٹ میں تاسیخ ۱۲۳۰ھ ہجری پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت محمد بازید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم، حافظ قرآن اور فقیہ مسئلہ دان تھے جس سے جو سلطنت مغلیہ کے خاص منصبدار تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا اولیاء کاملین میں سے تھیں۔ باوجود صاحب استعداد اور ولی اللہ مادر زاد ہونے کے قدرت نے حضرت سلطان العارفين کو ظاہری اور باطنی پرورش اور صوری و معنوی تربیت کیلئے ایسی پاک لطن اور پاک باطن خاتون کے دامن میں ڈالا جس نے بچپن ہی میں آپ کے جسم ظاہر اور قلب ظاہر کو نور حضور سے منور کر ڈالا۔ چنانچہ آپ اپنی لقائیت لطیف میں جا بجا اپنی والدہ کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ اور مختلف مقامات میں آپ کی ولایت کے کمالات کو بطور فخر و مباہات بیان فرماتے ہیں۔

اسم باہو کی وجہ تسمیہ

آنحضرت کی والدہ ماجدہ کو باطن میں بذریعہ الہام قبل از ولادت اعلام ہوا کہ آپ کے لطن سے عنقریب ایک ایسا ولی اللہ عارف واصل اور فقیر کامل ظہور فرمائے گا جو آخری زمانے میں تمام روئے زمین کو اپنے انوار فیضان اور اسرار عرفان سے پروا ور محو کر دے گا۔ اس مولود مسعود کو باہو کے مبارک نام سے موسوم کرنا۔ کہ وہ صاحب اسم باہمی یعنی باہو بناد ہوگا۔ حضرت سلطان العارفين اپنی کتب متبرکہ میں اس بات کا کمال شکر یہ ادا فرماتے ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام باہو رکھا۔ چنانچہ آپ ایک کتاب میں فرماتے ہیں:

رحمت حق بر روان راستی باد کہ نام من باہو ہناد

”یعنی مائی راستی صاحبہ کی روح پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کہ انہوں نے ہمارا نام باہو رکھا۔ اور ایک دوسری جگہ ایک شعر میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

رحمت و غفران بود بر راستی راستی از راستی آراستی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور بخششیں ہوں مائی راستی صاحبہ پر جنہوں نے ہمارا نام باہو رکھا کہ تسمیہ کا یہی ادا

کیا۔ اے اللہ! تو ہی نے ہماری والدہ ماجدہ) مائی راستی صاحبہ کو (جیسا کہ ان کے نام سے ظاہر ہے) راستی اور سچائی سے آراستہ کیا۔

اسم باہو کے رموز و اشارات

آنحضرت اللہ تعالیٰ کے اسم ہو کے عین مظہر میں اور اپنی تصانیف شریف میں اپنے آپ کو فقیر باہو خانی عین باہو ذکر فرماتے ہیں۔ اور بجا اپنی معیت۔ افعال اور فنا و بقا

حضرت ہوں بیان فرماتے ہیں۔ اور اسم باہو اور یاہو میں کبھی نثر اور گاہے نظم میں عجیب مرموز اشارات اور کنوین کنایات اور فرماتے ہیں۔ اور اس میں آپ بڑے اسرار عجیبہ اور معارف غریبہ کا انکشاف فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ "اگر بائے بشریت حامل نہ بودے باہو عین یاہو است" یعنی اگر بائے بشریت حامل نہ ہوتی باہو عین یاہو تھا۔ اور پیغمبر فرماتے ہیں۔

باہو با یک نقطہ یاہو میشود و در باہو روز و شب یاہو بود

ترجمہ دو باہو صرف ایک نقطے سے یاہو بن جاتا ہے۔ باہو کا ورد دن رات یاہو رہتا ہے۔ ایک اور مصرع میں فرماتے ہیں۔

تو نمی دانی کہ باہو با خدا است

یعنی تو نہیں جانتا کہ باہو کے معنی ہیں با خدا یعنی اللہ کے ساتھ اصل اور متصل۔ اور اس شعر میں نہایت ہی عجیب رمزاں فرماتے ہیں۔

سرحد خوانی طالب از باہو بیاب اسم باہو چھپت یعنی کج و ہاب

ترجمہ "اے طالب! اگر طالب از باہو بیاب" تو جو کچھ بھی چاہے فقیر باہو سے طلب کر کیونکہ اسم باہو الٹا و ہاب ہے۔ یعنی اسم باہو کو اگر الٹا کر پڑھو تو وہ ہاب بن جاتا ہے۔ یعنی فقیر باہو اللہ تعالیٰ کے انوار ذات و صفات میں فنا و لغاؤ کی حالت کر چکا ہے۔ اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت اسم و ہاب سے انفس میں متصف اور آفاق میں جلوہ گر ہے۔ اسم باہو کے متعلق بیشمار رموز و اشارات آپ کی کتب میں پائے جاتے ہیں۔ اس عارف سبحانی اور شہباز لامکانی کے اسم مبارک میں نہایت عجیب و غریب برکات اور تاثیرات دیکھنے میں آتے ہیں۔ اگر آپ کے اسم مبارک کے جملہ اسرار و معارف مفصل سمجھ جائیں تو ایک علیحدہ دفتر بن جائے۔ یہ مختصر دیباچہ اس کا متحمل نہیں اس لئے مختصر عرض کیا گیا ہے۔ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہے۔ اور بارہا دیکھا گیا ہے کہ آپ کے اسم مبارک میں وہ باطنی مقناطیس اور نوری قوت جاذبہ پائی جاتی ہے کہ اکثر طالبان حق نے جب آپ کا اسم گرامی سن لیا ہے۔ بس بے اختیار آپ کے والد و شہید ہو گئے ہیں۔ بعض خشک مزاج، تنگ حوصلہ، حاسد کو چشم ہماری اس بات سے آتش پاہوی گئے اور اسے ہماری نحوش اعتقادی پر محمول کریں گے۔ لیکن دانا سلیم العقل منصف مزاج شخص جب کبھی اس اسم مبارک

باہو کی ترکیب و تلفظ پر غور کرے گا۔ اور اس کے معنوی مفہوم پر ناقدانہ اور منصفانہ نگاہ ڈالے گا۔ تو انشاء اللہ اس اسم مبارک کی تاثیر اور برکت سے سرگزاں کار نہیں کرے گا۔ اور اس اسم کی حقیقت اس پر کھل جائے گی۔ اور یقیناً اسی نتیجے پہنچے گا۔ کہ آپ کا یہ اسم گرامی واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلام حق اور اہم مطلق کا نتیجہ ہے اور بس۔ بلکہ بعض طالبانِ انسی پر تو صرف اسم باہو کے سنتے ہی حالت وجد طاری ہو جاتی ہے۔ اور ان کا لطفِ قلب بے اختیار ذکر اسم اللہ سے جاری ہو جاتا ہے۔

جمالِ حسنِ یوسف را چہ می دانند اخوانش
نہ اینجا پرس اندوے کہ صد شرح و بیان دارد
اسم اور جسم کے طلسم اور اسم و مسمیٰ کے معجزے سے محض عارف لوگ واقف ہیں۔ جاہل نفسانی لوگ ان الزام کو کیا جاتیں
ہے آنکھ والا تیری قدرت کا تماشا دیکھے
دیدہ کو رو کو کیا آئے نظر کیا دیکھے!
اللہ اللہ کیا ہی مبارک اور موثر اسم ہے کہ سنتے ہی دل میں گرہ جاتا ہے۔ دانا زندہ دل آدمی کو اسم کے روزن
سے باغِ مسمیٰ کی بو آ جاتی ہے ع قیاس کن ز گلستانِ بہار

آیت مولف فقیر نور محمد سروری قادری عفی عنہ :-

من نمی بخیم ز حق باہو خدا	اللہ اللہ ایں چہ باہو؟ با خدا
بر دلم ثبوت است کا نقش الحجر	اللہ اللہ ایں ذاب کج نگر
کس ندارد در جہاں نام چہنیں	اللہ اللہ ایں چہ نام نازنین
ایں چہنیں اسمے نے دارد بشر	اللہ اللہ ایں چہ نام پُر اثر
سر سہر باہو است باہو مہر	بشر تو باہو است باہو سر
خاک باہو صاف ہوئے ہو وہر	باہو بایک نقطہ یا ہوئے شود
بائے دریا گشت ہو باہو شہر	جسم باہو غرق دریا ہو شہر
ہائے ہو دو چشم باہو عین بین	اسم باہو اسم عظم داں یعتین
ہست باہو سر اسرار خدا	تو چہ دانی سر باہو با صفا
مے کند پرواز اندر لامکاں	منزل اوست بیرون از لگاں
پیش او صد سنگ و لہا گشت آب	نیم نظرش بہتر از صد آفتاب
نعرہ ہو ہو کشد چوں قمر سیہ	نیم نظرے گر کند موسیٰ دے

تاریخ وصال و مزار

حضرت سلطان العارفين نے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تریسٹھ سال کی عمر پائی ہے۔ آپ نے ۱۱۰۰ھ ہجری میں بتاریخ یکم جمادی الثانی اس دار فانی سے دار البقاء کی طرف رحلت فرمائی ہے۔

اور حق سے واصل ہوتے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں میں جو آپ ہی کے اسم مبارک موضع سلطان باہو کے موسم ہے۔ اور تحصیل شورو کوٹ ضلع جھنگ پنجاب میں واقع ہے۔ زیارت گاہ خواص و عوام اور مرجع جمعہ انام ہے۔ آپ کی تربیت اس دور غفلت و زمانہ ظلمت میں طالبان حق کے مردہ مسموم قلوب کے لئے تریاقِ کبر اور اکسیرِ اعظم کا حکم رکھتی ہے۔ ہزار ہا تشنگانِ معرفت آپ کی نظر فیض اثر سے سرشار ہوئے ہیں۔ اور بے شمار مردہ قلوب اس چشمہ آب حیات سے زندہ پیدا ہوئے ہیں۔

ابیات مولف فقیر نور محمد سروری قادری عفی عنہ

تربت باہو چوں کوہ طور دال	موسیا! بر خیز نورِ شریان
ہو بر آید و مہم از خاک او	ہو کند ہو ہو کند غاشاک و
از در و دیوار باہو دم بم دم	ہو بر آید لیک از دگوش کم
مردہ پیراں فلک اند خاک شد	زندہ باہو پاک بر افلاک شد
سے نمایند مردہ باہو مردہ را	زندہ دل بسند باہو با خدا
پر ہو اسر آگہ یا ہو نہ شد	ناگہ گدائے درگاہ باہو نہ شد
دست چوں در دامن باہو فدم	محرم دل واقف یا ہو شدم
مے تے شد تشنگ لب گردید سے	از عطش باہر نفس نالید سے
ثمرت شیری مرا باہو چشانند	اسم اللہ بچو گل در دل نشانند
از خم میم محمد داد جام	پختہ شد از عشق مار جان خام
اسم اللہ در دم پیچے خورد	طاہر دل ریخت بر بالاکشد
پیشوایم شد محمد پیشوا	در دم اسم محمد کرد جا
اں ہمہ از فیض باہو یافتم	اجان و دلی قربان باہو یافتم

آپ کا طریقہ سروری قادری ہے۔ اس پاک طریقے کی خصوصیت اور طرۃ امتیاز یہ ہے کہ اس میں کامل مرشد طالب صاحب استعداد کو ایک نگاہ ہی سے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی

آپ کا طریقہ

پکھری میں حاضر کر دیتا ہے۔ اور ذاتِ حق تعالیٰ کے مشاہدے میں ایک ہی توجہ سے ناظر کر دیتا ہے۔ طریقہ سروری قادری میں مرشد مربی طالب حق کو اگر چاہے سالہا سال تک خدمت مال و جان کے امتحان میں رکھتا ہے۔ اور جس وقت طالب اس باطنی امتحان کی بھٹی سے زرخاں کی طرح پاک اور صاف ہو کر نکلتا ہے تو بس ایک ہی نگاہ سے اسے گنج بے رنج، راز بے ریاضت اور مشاہدے مجاہدہ عطا فرماتا ہے۔ اس پاک طریقے میں رنج ریاضت، چلے پھلے، جس دم کا عبث الم، ابتدائی سلوک و ذکر فکر کی الجھنیں سرگز نہیں ہیں۔ یہ طریقہ ظاہری ریاکارانہ لباس، رنگ و صنگ سے پاک اور ہر قسم کے مشائخانہ طور اطور مثلاً عداوت و ستارے سے بیزار ہے۔ ہر طریقے کا ایک خاص نبوی مشرب ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ اس طریقے کے پیشوا اور امام کا قدم ایک خاص نبی کے قدم پر ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض طریقے عیسوی مشرب ہوتے ہیں۔ ایسے طریقے کے طالب صاحب تجرید و تفرید، اہل ترک و توکل ہوا کرتے ہیں۔ اور بعض طریقے سنی مشرب صاحب روضہ خائفہ طالب عز و جاہ ہوتے ہیں۔ بغض باطن میں بیشمار مشرب اور سلوک اور سائیکن کے الگ الگ قدم ہیں اور گو سب اپنے آپ کو محمدی مشرب بتاتے ہیں کیونکہ سب اسی پاک شجر طوبی کی شاخیں ہیں۔ اور اسی روکھے ہیں لیکن دراصل محمدی مشرب طریقہ صرف طریقہ قادری ہی ہے۔ اور بس باقی سب طریقے اس کے تاج اور فروغ ہیں۔ جیسا کہ اس پاک طریقہ کے سرور اور پیشوا سلطان الاولیاء حضرت غوث محمدی محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کا قول ہے۔

وَكُلُّ دَلِيلٍ لَهُ قَدَمٌ وَارِثِي عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرُ الْكَوَالِ

ترجمہ:- ہر دلی کا ایک خاص قدم ہے لیکن میرا قدم اپنے جد بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہے۔ اور جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا لائے ہیں اسی طرح حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا لایا ہے۔ چنانچہ آپ کے مشہور و معروف اور صادق و مصدوق قول سے ظاہر ہے کہ قدیمی ہذا علی لاقبہ کلّ دلی اللہ یعنی میرا قدم حبلہ اولیا کی گردن پر ہے۔ اور آپ کا یہ فرمان زمانہ حال، ماضی اور مستقبل میں نافذ و جاری ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

وَدَلَالِي عَلَى الْاَقْطَابِ جَمْعًا فَحَكْمِي نَافِذٌ فِي كُلِّ حَالٍ

ترجمہ:- اور مجھے اللہ تعالیٰ نے حبلہ (اولین و آخرین) اقطاب زمانہ کا (ابدی) والی دوائی غوث بنادیا ہے۔ اور میرا یہ حکم ہر زمانہ (حال، ماضی اور مستقبل) میں نافذ و جاری رہے گا۔ چنانچہ آپ سے کسی نے پوچھا آپ کے مرید اور دوسرے طریقے کے مریدوں میں کتنا فرق ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اَلْبَيْضُ بِالْأَفْرِ قَدْ رَجِيَ كَالْيَقِيمِ یعنی میرا انداز ہر امرغ کے برابر ہے۔ اور جب وہ (مضیہ ناسوتی) توڑ کر فضا سے قدس میں پرواز کرنے لگتا ہے۔ تو پھر وہ غنقلے قدس بن جاتا ہے جس کی نہ کوئی قیمت لگائی جاسکتی ہے۔ اور نہ تمام دنیا کے پرندے اس کی برابری کر سکتے ہیں۔ آپ ستر بار

اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے چکے ہیں۔ نبی آپ نے یہ بیان جاری فرمایا ہے۔ اَلْمُرِيدُ لَا يَمُوتُ اِلَّا عَلٰى الْاِيْمَانِ یعنی میرا مرید نہیں مرے گا۔ مگر ایمان پر یعنی اگر ابتدہ حال میں کیسا ہی آلودہ مصیبت کیوں نہ ہو لیکن آخر میں جب طریقہ قادری میں قدم رکھیں گے تا سید ایزدی اس کے شاملی حال ہو جائے گی۔ اور موت کے وقت آنحضرت کی توجہ اور نظر فیض انہی سے لطیفہ قلب اسم اللہ اور کلمہ طیب سے جاری ہو جائیگا اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے گزے گا اور اس کا خاتمہ بالآخر ہوگا۔ حدیث۔ مَنْ كَانَ آخِرَ كَلَامِهِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلا حِسَابٍ وَبِلا عَذَابٍ اِنْ سَرَقَ وَانْ زَنٰى یعنی موت کے وقت جس شخص کا آخری کلام کلمہ طیب ہو وہ شخص بے حساب اور بلا عذاب بہشت میں داخل ہوگا۔ چاہے اس کے ذمے کسی قسم کے گناہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہوں لیکن مصیبت یہ ہے کہ بہت طریقے اپنے آپ کو طریقہ قادری سے منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اس طریقہ معنی سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ اور بہت لوگ اپنے آپ کو مرشد قادری بتاتے ہیں۔ لیکن ان میں کوئی فضل اور کوئی عبادت قادری کی نہیں پائی جاتی۔ ایسے مرشدوں کا خاص جھوٹا دعویٰ یہ ہے کہ وہ بیعت کے وقت طالبوں کو یہ کہتے ہیں کہ ہم جملہ طریقوں میں مجاہد ہیں۔ اور ہر طریقے میں بیعت کرتے ہیں۔ ایسے روکاند مرشد جس طریقہ قادری کو بدنام کرتے ہیں۔ طالب مرید قادری عالم ناسوت میں جسے نفس کے ساتھ دیگر طالبان طریقہ کی حیوانی ناسوتی صورتوں میں شیر کی مانند نمودار ہوتے ہیں اور فصائے باطن میں جب پرواز کرتے ہیں تو دیگر مہرمان باطن کے درمیان شہباز بلکہ ہمارے لاپتہ کی طرح جلوہ گر ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ اس پاک طریقے کا کیا کہنا ہے۔ اس کی قدر و قیمت وہی جانتے ہیں جو صحیح طور پر اس میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس کی مستی سے وہی لوگ واقف ہیں جو اس ساتی بادۂ الہی کے دور میں شامل ہو چکے ہیں ۵

فوق این بادہ نیابی بخدا ناخشی

آیات مولف فقیر نور محمد سروری قادری عفی عنہ

باز آرد انکماں بر حسب تیر
سے زند تیرے کہ لہر زاند زمین
الحذر از دست قدرت الخضر
مردہ دل باشد شقی مادی
قادری را داد قادر برتری
سایا بر سنگ گر سری زند
قادری بر ملا مکان یکدم روند
قادری یک دم بموئے جانسیا
قادری سر مست آواز الہی

قادری راست قوت اند قدیر
زہ کند قوس قضا را این چنیں
قادری را دست قدرت می شمر
ہر کہ می باشد عند قوت تری
ہر طریقہ شد عند قوت تری
ابتدائے قادری را کہ رسد
دیگران چوں کش بادم کنند
دیگران اذکار دارند در شہاد
آں یکے شد یا سر و قوام دست

آں یکے باچہ و غلوت خراب	قادر ہی عین عنایت بے حجاب !
آں یکے از بہر ز تسبیح خواں	قادر ہی اند مال و زر خواہاں
قادر ہی تارک نے دنیا سے پلید	ابتداءً قادر ہی چوں بایزید
قادر ہی حاضر بہ ہزم مصطفیٰ	قادر ہی قادر بود در دوسر
قادر ہی را دلمی باشد حضور	مشہور شیر نر اہل الفتبور
قادر ہی را توجہ دانی اے گدا	قادر ہی ہمراز دالم باحتدا
قادر ہی بودین احمد جاں فدا	قادر ہی قربان بہ نام خدا
خاک پائے قادریم خاک را	جاں نثارم جاں فدایم جاںپار

قادریم سروریم سرورند
خاک پائے شاہ میراں شاہربان

آپ کی تصانیف

اس زمانے کے اکثر کلم غم اور نادان مرید اپنے مرشدوں اور پیروں کے کشف کرامات اور حالات و کمالات بیان کرنے میں بے جا مبالغہ اور ناز و غلو کرتے ہیں۔ اور اس مثل کے مصداق ہوتے ہیں کہ "پیراں نے پرند بلکہ

مریدیاں سے پرند" لیکن ہم ناظرین صاحب بصیرت اور ناقدان صاحب دانش کے سامنے ایک ایسا خزانہ کشف و کرامات پیش کرتے ہیں۔ جسے صاحب تدبیر سلیم و عقل فہیم اپنی سمجھ، بصیرت و فواد کی کسوٹی پر پرکھ سکتا ہے۔ قولہ تعالیٰ ولا تقف ما لیس لك بلہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مستقولا، اے طالب! کیا تو سمجھتا کہ وہ کان کرم اور گنج کرامات کیا ہے؟ یہ کتاب مستطاب ہے "نور الہک" جس کا ہر حرف اور لفظ گو سر بے بہا ہے۔ اور جس کا محض مطالعہ ہی طالب صاحب صدق و صفا کو بے رنج و ریاضت واصل کر دیتا ہے۔ اور داخل کر دیتا ہے بہریم محمد صلعم وآلہ وسلم ا منا و صدقنا۔

کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایک آیت سے متجاوز کتابیں علم تصوف میں تصنیف فرمائی ہیں۔ من جملہ ان کے تقریباً چھوٹی بڑی چالیس کتابیں قلمی زبان فارسی راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔ علم تصوف میں اس فقیر کا مطالعہ بہت وسیع رہا ہے۔ اور تقریباً ہر زبان و ہر زمان کے جملہ متقدمین و متاخرین سائین و مشائخ کی تصانیف کو ایک ایک کر کے دیکھا ہے لیکن جو تاثیر اور برکت حضرت سلطان العارفينؒ کی کتابوں میں پائی ہے۔ دیگر تصانیف سے کہیں اس کی بوجہ بھی نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ شاہد حال ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا آنحضرتؐ کی روح پر فوج کتاب کے حروف اور عبارت میں اس طرح جاری اور جاری ہے کہ محض کتاب کے پڑھنے سے ہی طالب کے وجود میں حضرت سلطان و جید الزمان

کی توجہ کا نور برق براق کی طرح ہے واسطہ متصل ہو جاتا ہے اور اس مطالعہ کو بے ریا خدمت بمقام راز پہنچا دیتا ہے۔ اور بلا
مجاہدہ صاحب مشاہدہ بنا دیتا ہے کیسی خوش قسمت ہے وہ زبان جو اس بیان حق ترجمان سے گویا ہے۔ اور کس
قدر مبارک ہیں وہ کان جو اس اقلے حق سبحان سے سنا لیں۔ اور کتنی سعادت مند ہے وہ آنکھ اور دل جو اس سخن
کنہ کن اور علم من لدن سے بینا اور دانا ہے۔

آیات مولف فقیر نور محمد سیدی تاج الدین عفی عنہ

مرشد پیر باجوہ بے مثال	شہل او ہرگز ندیدم با کمال
نور امین است در حسین او	دولت دارین در کفین او
شہد ذات است در آغوش او	قلم قلب است در یاغوش او
بادہ عشق است اندر جام او	بہتر از صد پختگاں یک خام او
ما تاب دیگرال شدنا پدید	آفتابش دایم اندر مزید
خام گوید خام تصنیفات او	پختگاں داند از لذات او
معرفت را سہل و آسان ساختہ	خام مسکہ در غسل انداختہ
ہر چہ گفتہ عین گفتہ عین حق	عارفان گیرند از وی خوش سبق
ہر کتاب دوست پیر را ہر	ہست در سے نور با ہو مستتر
ہر سطر شریعت الہیہ را حق	مخزن السرار مولی ہر در حق
ہر حرف درایت از علم لدن	ہر سخن سرسیت از ہر ارکن
جہاں از خواند شود عالم کمال	عالم از خواند شود صاحب فضل
مردہ دل را زندگی بخش دوام	زندہ دل را قرب بخشہ لکام
دولت دارین شد محتاج را	زو گدائے یافت تحت قیام را
سایکاں زارہ نما بیدیش پیش	نوشدارو ہست بر ہلے ریش
بست خضر را ہر گمشدہ را	رہکشاند ہر یک رہ بستہ را
کھنر تہی سالہ بر فہم انقود	نیم نظر سے پیر کامل کر دچوں
شریک دیرینہ بنستم از وجود	یک نگاہ پیر کامل چوں نمود
شہسوار سے کر دچوں بر من نظر	زندہ گشتم تہا و دانی چوں خضر
زندہ کردی زندہ باشی تا ابد	نور داری نور باشی با احمد

من غلام و بندہ فرمان توام	من سدا ممتون احسان توام
میوہ ہا از گلشن تو چیدام	رحمت و لطافت از تو دیدام
گلگشت شاداب باد از جنال	گلشت مامون باد از نغزال
بر سر طور تو اسیم چوں کلیم	زوق بازار تو باد اے کریم
بر سر طور مزارت دیدام	در پے نور ہدی گردیدہ ام
فیض تو بادا چوں بال برید	نور تو بادا مزید اندر مزید

اے خدا مقبول بادا ایں کلام
ایں دعا پیر باہو و السلام

واضح ہو کہ آنحضرت کی تصانیف کی عبارت بظاہر بہت سلیس اور سادہ ہے۔ اور بعض خشک مزاج عالم بھی علم ظاہری علم پر مغرور اور حقیقت حال سے بہت دور اسے خامی سے مشوب کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ اس خامی میں وہ حق انکلامی پنہاں ہے جس کا ہر حرف، لفظ اور سطر مراد امر نور ہے۔ کیونکہ اس کی عبارت حضرت بلید الرحمن کی زبان حق ترجمان سے مذکور ہے اور خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے دوام منظور ہے۔ کیونکہ یہ بات امر مسلم ہے کہ آنحضرت کو چنانچہ علم ظاہری حاصل نہیں تھا۔ اور اہل عمر ہی سے بسبب مجہوم واردات غیبی اور کثرت فتوحات لایبی آپ کو ظاہری علوم کی تحصیل کی فرصت نہیں ملی۔ چنانچہ آپ ایک کتاب میں فرماتے ہیں۔

من و محمد عربی ہر دو امی بودہ ایم

یعنی میں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو امی ہوئے ہیں۔ اور نیز فرماتے ہیں یہ ایں فقیر را علم ظاہری چنداں نمودہ انا و واردات و فتوحات علم باطنی چنداں علوم کشادہ برائے اظہار اس دفتر بائید۔ لکن بزرگان قل و دل فرمودہ اند کہ اگرچہ طبیعت ما را علم ظاہر ز علم باطنی جاں گشتہ ظاہر

مالا مکاشفات و تجلیات انوار ذات الہی فراغت و فرصت علم ظاہری و ورود و ظایف ندا و کہ ہر وقت باستفراق دریا سے تہ روف تو بہید مستغرق سے مالم۔ تو جہد! اس فقیر کو علم ظاہری حاصل کرنے کا پہنچاں موقع نہیں ملا لیکن بذریعہ واردات غیبی اور فتوحات لایبی اس قدر باطنی علوم ہم پر کھلے ہیں جن کے اظہار کے لئے دفتر با چاہشیں۔ لیکن بزرگان نے فرمایا ہے کہ بات عمدہ وہ ہے کہ قل و دل سے یعنی مختصر سو مگر ذلت کثرت پر کرے

اے اگرچہ میں علم ظاہری حاصل نہیں ہوا تاہم علم باطنی سے ہمارا ضمیر روشن اور دل پاک ہو گیا ہے۔ اس لئے جملہ علوم بذریعہ انکسار اس میں سمائے ہیں۔ ہمیں مکاشفات اور تجلیات انوار ذاتی کے سبب علم ظاہری کے حصول کا موقع نہیں ملا۔ اور نہ ہمیں ظاہری ورود و ظایف کی فرصت ملی ہے کیونکہ ازل سے اب تک ہر وقت

اور ہر لمحہ توحید کے دریائے شرف میں مستغرق رہے ہیں۔ لیکن ہاوجود اس قدر استغراق کے بھی سنت نبوی اور شریعت مصطفویٰ پر آنحضرتؐ اسی طرح مقیم اور ثابت قدم رہے ہیں کہ مدت العمر آپ سے ایک مستحب بھی فوت نہیں ہوا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

ہر مراتب از شریعت یافتہ پیشوائے خود شریعت ساختم

اے طالب ناقص خام خیال ! یہ سب حقیقی عارف کا حال ہے

بر کفہ جام شریعت ابر کفہ سندان عشق ہر ہوسنا کے نذرند جام و سندان باخلاق

اجکل کے جھوٹے مدعی، خلافت شریعت بے دین لوگ عارف کامل ہرگز نہیں ہو سکتے جو سنت نبوی کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ اور ایسے ہم جنس بے دین جہاں کو اپنے پیچھے لگا لیتے ہیں۔ اور عام جہلا میں بزرگ اور عارف کامل مشہور ہو جاتے ہیں۔ اگر ان سے نماز روزہ وغیرہ پابندی شریعت کے بارے میں باز پرس کی جائے تو کہتے ہیں کہ یہ ظاہری شریعت ظاہری لوگوں کیسے ہے۔ ہم باطنی حبسوں کے ساتھ خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھتے ہیں اور اسی طرح ترک ماسویٰ کا دائمی روزہ رکھتے ہیں یعنی ہم باطنی شریعت کے پابند ہیں۔ اور مطلق اور فقیروں کے الگ الگ راستے ہیں۔ اس قسم کے بشمار وہابیات خرافات بکتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ باطنی شریعت یعنی طرفیت کا مکمل اسی ظاہری دودھ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور باطنی علم اسی ظاہری علم سے پیدا ہوتا ہے۔

علم ظاہر ہرچہ کہ علم باطن ہرچہ شیر ! کے بود بے شیر مسک کے بود بے پیپر

چنانچہ باطنی نماز یعنی نماز کا حضور اسی ظاہری نماز میں کمال استغراق اور پوری محویت کا نام ہے۔ اسی سے اس کا ظہور اور اسی نماز کی حسن ادائیگی سے ہی سینے میں نور اور باطنی سرور پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی ظاہری روزے کی مکمل پابندی سے جلد اعضا اور جوارح امساک عن المناہی اور ترک المعاصی کے عادی ہو کر باطنی روزے یعنی ترک ماسویٰ کی شکل بتاتے ہیں و علیٰ ہذا القیاس۔ بھلا جن بو الہوسوں کو ظاہری شریعت کی پابندی کی تاب اور طاقت نہ ہو انہیں باطنی شریعت کی کیا مجال جن کے پاس دودھ نہیں انہیں مکھن کہاں سے حاصل ہو۔

مرد درویشی بے شریعت اگر بر در بواگس باشد

در چو کشتی رواں شود بر آب عمادش مکن کہ جس باشد

حضرت سلطان العارفین کا شیوہ غول اور گمنامی رہا ہے۔ اور اکثر اپنی تصانیف میں طالبوں کو اس کی تلقین

فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

عارفان کے بے بوند این خود فروش

این چنین کم می بوندند جہاں زیاروش

تا توانی خویش را از خلق بفروش

از دروں شو آشنا و از برون بیگانوش

آنحضرت اپنی تصانیف میں طالبان حق کیلئے ان عین باتوں کی اکثر تاکید فرماتے ہیں۔ ایک گمنامی اور معمول۔ دوم ترک دنیا بوالفضل۔ تیسرے قیام واستقامت برشریعت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور آپ نے تمام کسب سلوک کا اصل الاصول ان اشغال پر قائم رکھا ہے۔ یعنی تصور اسم اللہ ذات و اسم محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم و افضل الاذکار ذکر کلمہ طیبات و دعوت قرآن آیات۔ اور فرماتے ہیں کہ ان اشغال سے طالب پر دو شہتی مقام کھل جاتے ہیں کہ ان سے بالا اور بلند مقام باطن میں اور کوئی نہیں ہے۔ ایک مشاہدہ حق ذات دوم دوام حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ کی بیعت

آنحضرت کو باطن میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست بیعت فرمائی ہے۔ اور آپ کو اویسی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض اور تلقین و ارشاد ربانی حاصل ہوا ہے۔ آپ کتاب «امیر الکونین» میں فرماتے ہیں کہ عرصہ تیس سال تک مرشد کامل کی طلب میں جا بجا پھرتا رہا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس طویل عرصہ میں بیشمار مرشدوں کو دیکھا ہے۔ اور ان میں سے اکثر کامیاب عافیین کو ملے اور ان کی جان و دل سے خدمت کی ہے۔ اور ان کے فیوضات سے حظ وافر حاصل کیا ہے۔ لیکن اس زمانے کے ان فیوضات اسما و صفات سے آپ کا قلب ظرم سیراب نہیں ہو سکا۔ کیونکہ آپ کو ازل سے ہی ذاتی انوار کی فطرتی طلب اور تلاش تھی۔ چنانچہ آپ ایک ہندی دوسرے میں فرماتے ہیں۔

ج دیار رحمت و انوش کیتو سے اجر جی پیاسا

آخر اس وسیع عرصہ عمیق اور جذب و عشق حقیقی نے آپ کو اس سالہ سال کا سرور و وجہاں سید المرسلین و احمد مجتبیٰ ختم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جمیع جمیع صفات تک پہنچا دیا۔ اور اس بحر انوار ذات میں سے اس قدر حصہ وافر حاصل کیا۔ اور نور مطلق ہو کر فقر کے ایسے بلند ترین مقام پر اپنے آپ کو پہنچا دیا جہاں سے اوپر اور کوئی مقام باقی نہ رہا۔ اور جہاں پر کوئی بزرگ اور ولی آپ کے ہمسر اور ہمتا نہ رہا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

جائیکہ من رسیدم اہمکاں نہ بچکس
نہباز لا مکانم اس جا کجا گس را
عرش قسم و کرمی کوین رہیابد
افرشتہ ہم نگذر آسنا نہ جا ہوس را

چنانچہ آنحضرت کو خود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے باطن میں دست بیعت فرمایا۔ اور سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے آپ کو نوری حضور فرزند نبایا۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

دست بیعت کرد مرا مصطفیٰ
دل خود خواندہ است دارا محبت
شہ اجازت یا ہوا از مصطفیٰ
خلق را تلقین بکن بہر از خدا

خاکیا تم از حسین و از حسن معرفت گشت است برین سخن

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :-

فرزند خود خواند است مارا فاطمہ معرفت فقیر است برین عالمہ

ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ - ایک دفعہ اس فقیر کو باطن میں لے گئے پھر حضرت محمد مصطفیٰ کے حضور میں لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس فقیر کو دیکھ کر خوش وقت ہوئے اور فرمایا (خُنْ يَدِي) میرا ہاتھ پکڑ۔ چنانچہ آپ نے مجھے دست بیعت کر کے تعلیم تلقین فرمائی۔ اور حکم فرمایا کہ اے باہو! خلی خدا کی باطن میں امداد کیا کر کہ تو مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی ہے۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت پیر محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے حوالے کر کے فرمایا کہ یہ فقیر باہو ہمارا نوری اور محمودی فرزند ہی اس کو آپ بھی باطنی تلقین اور ارشاد فرمادیں۔ چنانچہ حضرت پیر و سنگیر نے بھی اپنے باطنی فیض سے مالا مال فرمایا۔ اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں :-

مشہور ہے کہ چوں برین نگاہ ازانل تا ابد ہے پویم براہ

غرض حضرت سلطان الغافلین کو دست بیعت ایسی طور پر باطن میں حضرت سید الانبیاء محمد مصطفیٰ سے حاصل ہوئی اور حضرت پیر و سنگیر محبوب سبحانی نے ہی آپ کو تعلیم و تلقین باطنی فرمائی۔ اس سلطان و حید الزمان اور شہباز لامکان کا درجہ اور شان و کم و گمان سے باہر ہے۔ آپ کی تصانیف سراسر الفاظ نوری اور کلمات حضور پر مشتمل ہیں جس شخص کو آپ کی تصانیف پر یقین اور اعتماد نہیں آتا۔ وہ یقیناً معرفت سے بے نصیب اور کم طالع ہوتا ہے۔ اور یہ اس کی دین و دنیا میں خواری اور حرماں کی علامت ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ہماری کتاب معرفت سے انہی محروم اور کو چشم شوم کو ہرگز پسند نہیں آئے گی۔ ظاہری عالموں، شاعروں اورادیبوں اور فن کار صحافیوں کی تصانیف کی زیب و زینت اور فصاحت و بلاغت محض الفاظ اور عبارت کے چھلکے میں ہوا کرتی ہے۔ ان میں نہ اصلی مغز اور نہ حقیقی معانی ہوتی ہے۔ لیکن اہل اللہ فقہاء کی باتیں محض الہام آسمانی اور القاء روحانی ہوتی ہیں۔ وہ صاحب استعداد ذاتی فطری طالب کے دل میں روحانی جوش اور باطنی ہزیرہ پیدا کرتی ہیں۔ دیگر آنحضرت نے اپنی کتاب میں اس ذاتی اور انتہائی نقیض کو بیان فرمایا ہے جس کا کہیں نہ تھا بھی دیگر صوفیاء و فقہاء متقدمین و متاخرین میں نہیں ملتا۔ لہذا آپ کی تصنیف ایک نہایت نرے فقر اور انتہائی تصوف کی حامل ہے۔ جو آپ سے پہلے گویا ایک راز سرسبز کی طرح اویلا رکابین کے سینوں میں محفوظ چلا آتا تھا۔ اور محض سینہ سینہ خاص الخاص صاحب استیاد و طالبان حق کو نظر اور توجہ سے ملا کرتا تھا۔ یہ وہ علم ہے جس کا تخم انزل سے کسی نبی یا ولی کے سینے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور بعد اُس کی حیات و تجربہ و نور نظر سے بیجا جاتا ہے۔ مادی عقل اور دنیوی فہم اس علم کی سمجھ سے یا نکل کوتاہ ہے۔ اور نہ کسی نفسانی گہی کتابی اور رسمی عالم کو اس علم لسنی کی طرف راہ ہے۔ یہ وہ علم

ہے جس کا منظر انبیاء و اولیاء کے معجزات و کرامات ہیں۔ ہوا پر مطالعہ کو چاہیے کہ کتاب پر ہفتے وقت دل کو اس وسوسہ شیطانی سے پاک کرے صاف رکھے کہ معاذ اللہ یہ مقامات اور مراتب جو حضرت سلطان العارفین نے اپنی کتاب میں بیان فرماتے ہیں۔ ان کا حصول ناممکن اور محال ہے۔ لہذا یہ مست اور مجذوب لوگوں کے شیطانات کی طرح سکر کی باتیں ہیں۔ لیکن حاشا و کلاً ایسا سرگزشت نہیں ہے۔ حضرت سلطان العارفین نے اپنی تصانیف میں جو کچھ بیان فرمایا ہے اسے پہلے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور صحیح طور پر آزمایا ہے۔ چنانچہ آپ ہر جگہ یہی فرماتے چلے جاتے ہیں۔

ایں قال من بر حال من اور کئی علمہ بحالی

”یعنی میری یہ قیل و قال میرے اپنے حال پر دال ہے اور میرے اس علم کی شاہد وہ ذاتِ ذر و الخلیل ہے اور بس۔“ دیگر تمام عمر کسی قسم کا مجذوبانہ سکر اور سہوا آپ کے صمیمیہ و سچائی نہیں ہوا۔ بلکہ مدت العمر ایسے صاحبِ ہوش و پابندِ شریعت کامل ساک رہے ہیں کہ سنتِ نبوی اور فرائض حق تو کیا ایک مستحب بھی آپ سے کبھی فوت نہیں ہوا۔ آپ نے جو کچھ بیان فرمایا ہے وہی کر کے دکھایا ہے۔ اور آج بھی دکھا رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ دنیا میں آج بھی کامل صاحبِ اکسیر نظر تو موجود ہیں۔ مگر جہان میں طالبِ صاحبِ استعداد مثلِ کبریتِ احمد مفعول ہیں۔ طالبِ لعل و گہریت و گہرِ نور شید۔ ہچمال و عجل گوہر و کان است ہنوز۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ طالبِ بیا طالبِ بیا بتارسانم روز اول باخذ بہ ہر طالب حق بودن حاضر۔ از ابتدا تا انتہا یک دم برہم مرد عارف کامل فقیر فی اللہ کو اس طرح صاحبِ مراتبِ عظمیٰ و اہل مقاماتِ اعلیٰ ہونا چاہیے۔ ورنہ دنیا میں مادی شجہ سے اور مغلی کرشمے تو مسریم اور ہٹیا ٹرم کے ذریعے جوگی مادی اور جادو گر لوگ بھی دکھاتے ہیں۔ اور سائنس و علمِ جدید کے ذریعے تو اہل یورپ نے اپنے مادی کمالات کے ذریعے دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ مرد عارف کامل کے کمالات ان سے بہت اعلیٰ اور بلند تر ہونے چاہئیں۔ اہل یورپ کو سائنس کے ان مغلی کمالات پر اس قدر مغرور اور مازاں نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ کامل عارف لوگ اپنی روحانی طاقتوں سے وہ فوقِ العادت معجزاتِ حقول کا رہائے نمایاں کر چکے ہیں کہ مادی علوم و اسلے اگر انہیں دیکھ پائیں تو زندگی رہ جائیں۔ انشاء اللہ وہ وقت آنے والا ہے۔ جبکہ یہی اہل سائنس اور ماہرینِ علمِ جدید اپنے مادی علوم میں انتہائی عروج کو پہنچ جائیں گے اور باوجود مابوجہ کی طرح قافِ قلب کی سدِ سکندری میں سرورِ رخ بنالیں گے تب روحانی دنیا کی طرف متوجہ ہو کر مذہبِ درد و معانیت کا دم بھرنے لگیں گے۔

اے طالبِ سعادت مندنیک نہاد! اس زمانہ کفر و الحاد اور دورِ ظلم و فساد میں اگر تجھے کوئی ابدی منجا و دلجاریا سرمدی مسکن و ماویٰ درکار ہے۔ تو وہ محض معرفتِ اقرب الہی اور مشاہدہ و دیدارِ پروردگار ہے۔ کیونکہ آخر یہی ہے سب کائنات کا مرجع و معاد۔ اور اگر تجھے یہ سعادت حاصل کرنے کی آرزو ہے تو اس زمانے میں اس کتاب سے بہتر وسیلہ اور خوشتر جیلہ اور کوئی نہیں پائے گا۔ کیونکہ یہ زمانہ نقطہ الرجال ہے۔ اس زمانہ ظلمت اور دورِ غفلت

میں مردِ عارف کامل کا وجود عیناً مثال ہے۔ اے طالب ہوشمند! اس کتاب کو مضبوط پکڑ لے۔ اور دینِ رات اس کا مطالعہ کیا کر اور اے اپنا حوزہ جاں بنالے۔ انشاء اللہ اس کا مطالعہ تھوڑے دنوں میں تیرے تشنهٔ مستحقِ دل کو آبِ حیات عرفان سے سیراب کر دیگا۔ اس وقت تو اس کی صداقت کی داد دیگا۔ اور تہہ دل سے اس فقیر کا مسکریہ ادا کرے گا۔

اے طالب ہوشمند! یہ کتاب تیرے لئے ایک ایسا مرشدِ کامل ہے جو ہر وقت تیری رہنمائی کے لئے تیرے ساتھ شامل ہے۔ جو نہ تجھ سے کسی نذر نیاز اور خدمت کا خواہاں ہے۔ اور نہ طالبِ منزلت و احسان ہے۔ نہ تجھے ذکرِ فکر جس دم چلتوں چلیوں کے رنج و ریاضت میں ڈالے۔ بلکہ بقدرِ عافیت و بہسزائی آسائش تجھے حق کے حوالے کر ڈالے۔ اور تودہ سب کچھ پالے جو ہر انسان کا مقصد و مقصدِ حیات ہے۔ یعنی مشاہدہٴ حق ذات اور دوامِ حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔

اے طالب اہل یقین! اگر تیرا بخت یا اور ہماری بات پر باور ہے تو عجیب نہیں کہ اس کتاب کے مطالعہ سے تھوڑے عرصہ میں تجھے مشاہدہٴ حق ذات ہاتھ آئے۔ یا تجھ پر بزمِ انبیا و اولیاء کھل جائے اور تجھے یہ نذر آئے کہ

يا ايها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي

ترجمہ: اے صاحبِ نفسِ مطمئنہ! مرتجی اپنے رب کی طرف ایسی حالت میں کہ تو اس سے راضی ہو اور وہ تجھ سے راضی ہو پس میرے خاص بندوں کے گروہ میں شامل ہو کر میرے بہشتِ قرب و وصال میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت مصنفؒ نے اس کتاب میں علمِ تقویٰ کی بعض خاص خاص غیر معمولی اصطلاحات استعمال کی ہیں۔ اور فقر کے نہایت بلند مقامات بیان فرمائے ہیں جو عہدِ صاحبِ مطالعہ کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ لیکن اس سے غفلت اور ناامید ہرگز نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ بار بار مطالعہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ کتاب میں حضرت سلطانِ عارفین کی روح اور باطنی توجہ یہاں ہے۔ کتاب خود معلم اور شاگرد بن جاتی ہے۔ اور تمام پیچیدہ عقیدے اور باریک نکات خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ اس کتاب کے خالی پڑھنے سے ہی بے واسطہ اہل مطالعہ کے اندر نور کی بجلی پیدا ہو جاتی ہے جس سے خود بخود طاریہٴ دل میں اللہ تعالیٰ کا شوق اور طلب کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ آنحضرتؐ نے اسی کتاب بنام

”نور الہدٰی“ کی نسبت بلا کذب و خلاف اور بے لاف و گزاف بالکل صاف صاف اسی کتاب میں جو کچھ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ شاہدِ حال ہے کہ ہم نے اسے اسی طرح صحیح پایا ہے۔ ہم ناظرین کی دلچسپی اور ازویا و یقین کے لئے وہ بیان خود مصنف کی زبانی اسی ویسا ہے میں کسی قدر تمہیداً درج کر دیتے ہیں۔ جو سعادت مند شخص اس کتاب کو صدقِ انوار سے شب و روز مطالعہ کرے گا انشاء اللہ العزیز اسے اسی طرح پائے گا۔ اور جلدی اپنی دینی و دنیوی منزل مقصود کو پہنچ جائے گا۔ چنانچہ آپ اس کتاب ”نور الہدٰی“ کے مختلف مقامات میں ارشاد فرماتے ہیں۔

مقام اول

جو شخص اس کتاب کا اخلاص، یقین اور اعتقاد سے شب و روز مطالعہ کیا کرے گا۔ واقعہ
اسرار پروردگار ہو جائے گا۔ اسے مرشد ظاہر کی تعلیم و یقین کی حاجت نہیں رہے گی۔ یہ کتاب اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے قرب اور معرفت کا وسیلہ بن جائے گی۔ اور

اسے مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچائے گی۔ اس کتاب کو ہمیشہ پڑھنے والا خلق کا رہنما اور اہل باطن کا صفا ہو جائے گا لیکن طالب اہل مطالعہ صاحب صدق یقین اور باادب و باحیا ضرور ہو۔

مقام دوم

اس کتاب اسرار الوحی کو اگر ناقص پڑھے گا کامل بن جائے گا۔ اور اگر کامل پڑھے گا مکمل کے مرتبہ کو پہنچ جائے گا۔ اور اگر مکمل پڑھے گا مکمل بن جائے گا۔ اور اگر انجیل پڑھے جامع مرشد صاحب جمیعت بن جائے گا اور اگر جامع پڑھے سلطان الوہم

فقیر بگوین امیر نور اسکند بن جائے گا۔ اس کا مرتبہ وہم اور فہم میں نہیں آئے گا لاحد ولا حد۔ یہ کتاب مجمع الجہت کل الکلید ہے۔ طالب اسے جس قفل مطالب میں ڈالے گا انشاء اللہ العزیز کھول ڈالے گا اور ہر متاع پائے گا۔ یہ سچ تالیف زور تصنیف ما
ہر سخن تصنیف مار از خدا
علم از قرآن گرفتہ و ز حدیث
ہر کہ منکر سے شود اہل از غیبت

مقام سوم

صاحب تصنیف اہل لقوف کو چاہیے کہ اول ہر علم کو اپنے عمل میں اور ہر چیز کو اپنے قبضے اور لقوف میں لے آوے یعنی اس کا خود معائنہ تجربہ اور آزمائش کرے تاکہ اپنے علم میں متروک اور پریشاں نہ ہو جائے۔ بعد ازاں اسے تحریر رسم اور تصنیف کی صورت میں لے آوے

چنانچہ میں نے پہلے تصور اسم اللہ ذات کی قوت اور توفیق سے باطن میں جا کر اپنے علم کا مقابلہ، تکرار اور ذکر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جمیع اصحاب کبار۔ حمد انبیاء و اولیاء اور جمیع مجتہدین کے ساتھ کیا ہے۔ اور کتاب کو سب اہل نظر کی نظر میں منظور کر کر اور اس کی اشاعت کے لئے منظوری اور حکم و اجازت سب کی پا کر بعد ازاں سے مشہور کیا ہے۔

مقام چہارم

جان لے لے طالب! کہ اس تصنیف علم لقوف کے کلمات اور سخن پڑھنے سے طالب صاحب اسرار کن اور عالم علم لدن ہو جاتا ہے۔ اور اس تصنیف علم لقوف کی محض تاثیر گویائی سے پڑھنے والے کو غمیر کی روشنی اور بینائی، قلب کی صفائی

روح کی یکتائی اور سر کی رہنمائی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس تصنیف علم لقوف کے خانی قیل و قال سے پڑھنے والے کو فوراً حضور حاصل ہو جاتا ہے۔ اسے معرفت، مشاہدہ، قرب، معراج اور وصال حاصل ہو جاتا ہے۔ اور وہ تماشا کوین سے واقف حال ہو جاتا ہے۔

واضح ہو کہ جملہ روحانی علوم کا اصل الاصول اور تصوف کے تمام معارف و اسرار کلاب لباب اور ولایت و فقر کے کل مقامات کا پوڑا اور مغز محض ان دو علوم میں مندرج ہے۔ ایک علم تصورات۔ دوم علم دعوت جملہ انبیاء کے معجزات اور تمام ادبیاء کے کشف کرامات ان دو علوم سے ماخوذ ہیں۔ اور حضرت سلطان العارفین نے ان دو ہی علوم کا ذکر کمال شرح و بسط کے ساتھ اپنی تصانیف میں فرمایا ہے علم تصورات کا کہ محض چشم انسان ہے۔ اور علم دعوت کا مضرب لب اور لسان ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتے ہیں۔ اَلَمْ نَجْعَلْ لَكَ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ وَهَدَيْنَاكَ الْبُحُرَيْنِ یعنی آیا ہم نے انسان کے لئے دو آنکھیں، زبان اور دو ہونٹ بنا کر اسے دو راستے نہیں دکھائے؟ لہذا ان دو راستوں کا اصل تصور اسم اللہ ذات ہے اولیٰ۔ واضح ہو کہ حسن وقت انسانی دل کے باطنی حواس یعنی تصرف، تفکر اور توجہ اور تصور اسم اللہ ذات پر مرکوز ہو جاتے ہیں تو دل کے لطیفے میں سے نور اسم اللہ ذات کی برق منجمدی ہو جاتی ہے۔ اور طالب اس قطرہ نور سے بحر الوار ذات پروردگار کی طرف راجع ہو جاتا ہے۔ اور اپنے آپ سے بخود ہو کر دریائے توحید میں غرق ہو جاتا ہے۔ کثرت تصور سے نور اسم اللہ ذات صاحب تصور کے صفت اندام، ہر گ و پست اور خون و گوشت میں جاری اور ساری ہو جاتا ہے۔ اور ہر دو چشم، ہر دو کان، دل و دماغ ہاتھ پاؤں اور ناف وغیرہ جملہ مقامات پر نقش اور مرقوم ہو جاتا ہے۔ اور ہر مقام اندام میں چراغ اسم اللہ ذات روشن ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت طالب کو باطن میں ایک فوری وجود عطا ہو جاتا ہے۔ اسی وقت دعوت پڑھنے کے لائق ہو جاتا ہے۔ جب اُس زبان نور اور وجود مغفور سے ذکر کرتا ہے یا دعوت قرآن پڑھتا ہے تو باطن میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور مجلس انبیاء و اولیاء میں حاضر ہو جاتا ہے۔ اور وہاں پر روحانی مدارس میں جملہ علوم باطنی سببہ السببہ نظر بنظر، توجہ بتوجہ اندل بدل اندر روح بدوح بے واسطہ ایک دم میں حاصل کر لیتا ہے۔ اور قوت دعوت اور توفیق باطنی جسے جس وقت چاہئے جمیع عالم غیب جن ملائکہ اور ارواح سے ملاقات کرتا ہے۔ اور جب کسی روحانی اہل قبر کے پاس دعوت شروع کرتا ہے تو روحانی قبر سے فوری لطیف جتنے کے ساتھ باہر آ کر اس کے ساتھ ملائی اور مکالمہ ہو جاتا ہے۔ اور حاجت روحانی کی رفاقت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے پوری کر لیتا ہے۔

شہید کے بودمانند دیدہ۔

نفس اسم اللہ ذات کا تعلق اپنے مستحق خالق کائنات حضرت ذات واجب الوجود کے ساتھ ہے۔ اس لئے جب صاحب تصور کی توجہ، تصور، تفکر اور تصرف نفس اسم اللہ ذات پر مجتمع ہو جاتے ہیں۔ تو ایک دم طالب عالم ناسوت سے پرواز کر کے برق براق کی طرح عالم ملکوت اور جبروت والہوت میں جا داخل ہوتا ہے یہی تصور کی وہ باطنی بجلی ہے جس کی طاقت سے روحانی دنیا میں تمام باطنی مشینیں چل رہی ہیں۔ اور جس طرح مادی دنیا میں بجلی کی دھم کی لہریں ایک مثبت یعنی POSITIVE اور دوم منفی یعنی NEGATIVE پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح تصور کی باطنی بجلی سے بھی صواب

تصور کے دماغ اور دل کے دو بلوں تک برق جلال اور برق جمال کی دو باطنی لہریں جاتی ہیں۔ اور انہیں نور باطنی سے روشن کرتی ہیں۔ سو آپ جانتے ہیں کہ اس مادی بجلی کے ذریعے کس قدر حیرت انگیز کارہائے نمایاں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ ہزاروں کوش کی مسافت پر ایک طرفۃ العین میں آواز، روشنی اور طاقت منتقل کی جاتی ہے۔ جسے بیلی گراف، ٹیلیفون ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ کہتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح مرشد کامل تصور اسم اللہ ذات کی باطنی بجلی کے ذریعے اپنے سینے کے پاؤں ہاؤس سے طرح طرح کے باطنی فیوضات اور کمالات ہزاروں مریدیوں اور طالبوں کے سینوں میں منتقل کرتے ہیں۔ اور جس طرح اس مادی بجلی کا ذریعہ ہوا (بیٹر) ہے اسی طرح باطنی بجلی کا ذریعہ اور واسطہ بھی دم انسانی ہے۔ جس سے روح انسانی متعلق ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ *نَفْثٌ فِيهِ مِنْ رُوحِي* اور جس طرح مادی دنیا میں بجلی کی دو قسمیں ہیں۔ اول *ELECTRICITY AT REST* یعنی ساکن برق دوم *ELECTRICITY IN MOTION* یعنی برق متحرک۔ اسی طرح باطنی دنیا میں برق تصور اور برق دعوت جاری اور رواں ہے۔ حضرت سلطان الغارین کی تصانیف لطیف خصوصاً اس کتاب ”نور الہدیٰ“ میں آپ انہی دو قسم کی باطنی برق کا ذکر فرماتے گئے۔ عاقل ہوشیار آدمی کو اتنا اشارہ کافی ہے۔ اگر کسی شخص کو اس باطنی بجلی کا فلسفہ اور اس نور باطن کی کجی اور حقیقت مکمل تشریح اور ربط کے ساتھ دیکھنی منظور ہو تو ہماری کتاب ”معرفان“ کا مطالعہ کرے جس کا تیسرا ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔

زیر نظر کتاب ”نور الہدیٰ“ کا مترجم بھی تیسرا ایڈیشن ہے۔ اس کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ مؤلف نے نہایت محنت اور دماغ سوزی سے کام لے کر اس میں ایک معیاری اور قیمتی تشریح کا اہناذ کیا ہے۔ جس سے کتاب کا اصلی مفہوم اور مقصد واضح اور صاف ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ فارسی اشعار کا منظوم اردو ترجمہ سونے پر سہاگہ کا کام کر رہا ہے۔ اس طرح کتاب کی ضخامت دو گنی ہو جانے کے باعث اگرچہ طلباء کے مصارف میں دو گنے بڑھنا شکت کرنے پڑے ہیں۔ لیکن ہمیں اس کار خیر کے احسن طریق پر پائیے تکمیل تک پہنچنے کی مسرت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اور اسی کو ہم اپنا اجر و جزا تصور کرتے ہیں۔

سبک زجائے نگیری کہ بس گراں گہر است
متاع من کہ نصیبش مبادار زانی !



حلالہ علامہ
 محمد رسول اللہ
 ہست این تصنیف نوری پیرایہ با خدا
 کامل و اکمل مکمل جامع نور الہی

قلم
 اردو ترجمہ

نور الہی

تصنیف لطیف سلطان العارفين حضرت سلطان باہو قدس اللہ تعالیٰ عنہ

مرقم فقیر نور محمد سروری قادری قدس اللہ تعالیٰ عنہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نور الہدی

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ. تَعْرِضُ مِنْ تَشَاءُ وَتَنْزِلُ مِنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
ترجمہ: اللہ ہی حق معبود ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے۔ وہ ہمیشہ زندہ جاوید ہے۔ اے اللہ! تو جسے چاہتا
ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں سب عبادتیں اور نعمتیں ہیں اور تو ہر چیز پر قادر ہے
ہزاروں اور بیحد بشمار و دود لا محدود ہوسر لحظہ اور ہر دم اس سرکار صاحب افتخار کی ذات بابرکت پر
جس کی شان میں آیا ہے۔ لَوْلَاكَ لَمْ يَخْلُقْتُ الْكَافِلَاكَ (حدیث قدسی) اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا
نہ کرتا۔ ابوالقاسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم واکہ واصحابہ اجمعین۔

بعد صاحب نطق تعرف کل کتاب ہے کہ طابی و مرشدی، پیری و مریدی اور استادی و شاگردی کے پتے اور جھوٹے
مراتب کی تحقیقات کی کسوٹی پہلے پہل علم کیا اکیس ہے۔ جسے تعرف توفیق کہتے ہیں۔ کیونکہ بغیر تصرف اور توفیق طالب

ع حضرت سلطان العارفين کی کتب مقدسہ میں صرف دو بڑے علوم و فنون سے بحث کی گئی ہے۔ ایک تصور اسم اللہ
ذات حضور اور دوم علم تصور دعوت القتور۔ ان دو علوم کو مختلف مقامات پر مختلف اصطلاحات سے یاد کیا گیا ہے۔
چنانچہ علم تصور اسم اللہ ذات کو گاہے علم اکیس اور علم دعوت القتور کو علم تحسیر کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور گاہے تصور
توفیق اور تصرف تحقیق سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ اور یہ دو علوم ام العلوم تمام باطنی علوم اور فنون کے معدن اور مخزن ہیں
سب باطنی کمالات اور درجات اور جملہ روحانی کشف کرامات ان دو علوم کے طفیل حاصل ہوتے ہیں۔ گویا یہ ہر دو علوم
کلید سعادت دین ہیں۔ یہ دو علوم سالک کیلئے رہنما و بازو اور دیر و دل کے ہیں۔ جن سے پروا نہ کر کے سالک
وقت وصال اور شاہد حق ذات میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور دائمی حضور ہی حضرت سرور کائنات ہو جاتا ہے۔ ان
دو مراتب سے بالاتر باطن میں اور کوئی درجہ اور مرتبہ نہیں ہے۔ جس وقت سالک کو اللہ تعالیٰ (باقی اگلے صفحہ پر)

راہِ سلوک باطن میں ہرگز نہیں چل سکتا۔ لیکن تصرفات مختلف ہیں۔ چنانچہ اسمِ عظیم، تصرفِ علمِ اکسیر، تصرفِ علمِ کبیر، تصرفِ علمِ سنگِ یارس، تصرفِ علمِ روشن ضمیر، تصرفِ علمِ قرآنِ تفسیر، تصرفِ علمِ قربِ حضورِ ربانی، تصرفِ علمِ کشفِ القبور، روحانی اور تصرفِ علمِ عینِ عیانی یعنی وہ تصرف کہ جس طرف اہل تصرف متوجہ ہو حضور میں پہنچ جائے۔ ان جملہ تصرفات کے علمِ علومِ محضِ حاضرِ اسمِ اللہ ذاتِ حی قیوم سے کھل جاتے ہیں۔ طالبِ پہلے روزانہ تصرفات کو مرشدِ کامل کی مدد سے بذریعہ مطالعہ و لوحِ محفوظ حاصل کر لیتا ہے۔ بعد ازاں طالبِ تعلیق اور ارشاد کے ہوتی ہو جاتا ہے۔

بجھوری ہر طریقہ راہِ ہزن باجھوری طالبِ حق و رامن

صحیح کہتا ہے مصنف تصنیف فقیر باہر قادی سروری فتانی ہو و لید باندید معرفت احوال ساکن قلند شور۔ اس کتاب کا نوادہ اہلِ نام رکھا گیا ہے۔ اور عینِ نما خطاب دیا گیا ہے۔

ذکر و اور فکر کو بھی چھوڑ دو ذکر و فکر و وسوسہ کو دل سے دھو

کے فضل اور مرشدِ کامل کی نگاہِ فیض سے ان دو علوم کی کلید حاصل ہو گئی تو گویا اس نے دولتِ دارین اور سعادتِ کونین سے اپنا دامن بھر لیا۔ لیکن ان دو علوم کا حصول نہایت مشکل کام ہے۔ ہر لڑا ہوس نفسانی خام ناقص ناتمام طالب کا کام نہیں۔ تصورِ اسمِ اللہ ذاتِ سے اللہ تعالیٰ کے قرب، مشاہدہ اور وصال کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور علمِ دعوتِ القبور سے جملہ انبیاء و اولیاء اللہ، اصحابِ کبار، غوث، قطب، اوتار اور ابدال غرض جملہ روحانیات، ہر وہ ہزار عالمِ مخلوقات اور جملہ عالمِ سبعِ سلوات اور جنات غرض جملہ غیبی لطیف مخلوقات کی حاضرت اور ان سے صحبت و ملاقات حاصل ہوتی ہے۔ اور جملہ ظاہری و باطنی خزانے بل واسطہ اس لطیف مخلوق سے مل جاتے ہیں۔

عاجب طالبِ حضورِ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا ہے تو جملہ دنیوی حواشات و خطرات اور نفسانی شہوات اور شیطانی آفات سے مامون و محفوظ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حضورِ میہزمِ نبویؐ میں دنیا، نفس و شیطان کو مطلق دخل نہیں ہوتا۔ وہاں سے جو علوم حاصل کرتا اور سلوک طے کرتا ہے۔ وہ خالص حق ہی حق ہوتا ہے۔ باطل کا شائبہ تک اس میں نہیں ہوتا۔ ذکر و فکر خواہ کتنا ہی بلند، اعلیٰ اور پاک طریقے سے کیا جائے۔ وہ اہل ذکر اور اہل فکر کے اپنے خیالات اور واسعات سے ہرگز پاک اور مبرا نہیں ہوتے اور اس میں انسان کے اپنے دماغی اور قلبی ارادات کا رنگ ضرور بھرا ہوا ہوتا ہے لیکن جس وقت سالک تصورِ اسمِ اللہ ذاتِ میں غرق اور محو ہو جاتا ہے۔ تو اپنے جملہ جسمانی احساسات اور دماغی ادراکات اور تمام عادی خیالات اور ذاتی وابہات سے باہر آ جاتا ہے۔ اس وقت اس کے آئینہ دل پر اللہ تعالیٰ کے راقی انوار کی تجلی ہوتی ہے۔ وہ اس وقت جو کچھ باطن میں دیکھتا بھالتا اور سنتا ہے وہ عین حق ہوتا ہے۔ ایسا سارک بی بیصوری لیسیم و بی بیطق و بی بیطش کا مصداق ہوتا ہے۔

جب طالب تصور اہم اند ذات کے ذریعے وجود میں داخل ہوتا ہے تو وہ اس وقت مشاہدہ عین کا متلاشی ہوتا ہے۔

ذکر ہو عین آنکھ کا فکر رہے وصال کا
اسکے ہوا نہ ذکر ہے پھر ہے سب خیال کا
عرفت خدا اگر مجھ سے طلب کئے کوئی
عینی مثال زندہ دم ثانی خضر ہو وہی
شام گ سے بھی قریب کد کھائیں خدا
نخن اقریب امر ہے خالق ذوالجلال کا
دیکھا نہیں حق یہاں بھی نہ دیکھ پائیگا
جانور و نہ مکے مثل وہ گھاس ہی چلے جائیگا

قرآن تعالیٰ :- اُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ تَرْجُمہ "وہ جو پانیوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں"

راہنہاں مجھ سے ہوتے ہیں ظہور
طالبوں کا ہوں میں رہبر مضمون
مجھ سے طالب کر طلب وحدت تھا
تاکہ پہنچا دوں حضور مصطفیٰ

قرآن تعالیٰ :- وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمٰی فَهُوَ مِنَ الْآخِرَةِ أَتَمٰی تَرْجُمہ "جو شخص اس دنیا میں حق سے

اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا"

جو شخص اس کتاب کو اخلاص یقین اور اعتقاد کے ساتھ دن رات اپنے مطالعہ میں رکھے گا۔ انشاء اللہ
واقعہ اسرار الہی ہو جائیگا۔ اسے ظاہر مرشد کی تعلیم اور یقین کی حاجت نہیں رہے گی۔ یہ کتاب معرفت حق
تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کا وسیلہ ہے۔ اس کا مطالعہ کرنے والا خلق کا رہنما
اور باطن باصفا ہو جاتا ہے۔ لیکن طالب اہل مطالعہ صادق الارادت اور باحیا ہو۔ یہ ایسی کتاب ہے کہ اگر اس
کے مطالعہ سے کسی نے حبلہ علم اور حکمت کے خزانے یعنی علم کیمیا اور علم تکمیر کے ذریعے ظاہر نقد و جنس اور
باطنی دولت و مال نہ پایا۔ تو فقر اور فاقے کی ہلاکت اور گونا گوں رنج و مصیبت کا زوال اور پریشانی احوال اور
مسدود سوال کا وبال اس کی گردن پر نہ بیگا اس سے بے نصیب اور بے قسمت کو بھی نصیب پہنچا یا جاسکتا ہے
جو شخص اس بات پر یقین نہیں رکھتا وہ باطنی کمالات سے نا آشنا ہے اور شخص احمق حیوان ہے۔

۱۔ سالک کو چاہئے کہ دین کے معاملے میں صرف سنے اور جاننے پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ معاملے کو شنیدہ سے

دید یعنی عین الیقین تک پہنچائے۔ بلکہ اس سے بھی آگے دید سے رسید اور یافت یعنی عین الیقین کا رتبہ حاصل کرے

باب اول

فضیلت کلمہ طیب

اے عالم باشعور اور اے فقیر عارف اہل حضور! سن لے کہ حمد نصیبوں اور تمام قسموں اور کل خزان علم و حکمت کی کئی کلمہ طیب ہے۔ اور اہل کلمہ پڑھنے والا کوئی شخص بے نصیب اور بے قسمت نہیں رہتا۔ اس نعمت سے وہ کافر یہود بے نصیب ہے جو اللہ تعالیٰ حق مجبور کی معرفت سے بے خبر اور محروم ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص مقام الہی میں کن کی کنہ اور مقام قافی الرسول میں اچھری زبان سے کلمہ طیب پڑھتا ہے اور کلمہ طیب کی خاصیت جانتا ہے تو لوح محفوظ سے لوح ضمیر میں حمد علوم بے شمار دے زبان پڑھ دیتا ہے۔ اور دنیا و آخرت کے حمد خزان میں سے کوئی چیز اس سے مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی جس شخص کے وجود میں کلمہ طیب تاثیر

کلمہ طیب کے دو جز ہیں ایک لا الہ الا اللہ جس میں توحید باری تعالیٰ کا اظہار ہے۔ دوسرا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس میں رسالت محمدی کا اقرار ہے۔ کلمہ طیب کے ہر دو جز بارہ حروف سے مرکب ہیں۔ اور سب بے نقطہ حروف ہیں۔ رجاء نفسانی مردہ دل آدمی کا قلب جا بجا پتھر کی مانند مردہ ہے جس وقت ساکنہ موسیٰ کلیم اللہ کی طرح تصور اسم اللہ ذات کی عطا سے دل کہہ نہ پائے تو صید پر غریب لگتا ہے۔ تو دل کے دریا سے نل میں نور ہلال کے مطابق لا الہ الا اللہ سے بارہ ایسے توحید کے کلمات جاتے ہیں اور نفس فرعون فرق دریا سے وحدت ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح دل کے پتھر پر جب عطا بر جمال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عذاب لگتا ہے تو اس سے بارہ چھ نور جمال کے پھوٹ پڑتے ہیں۔ یہ چشمہ علم معرفت اور حکمت علم لدنی سائل کے دل سے نہ بان پر جاری ہوتا ہے۔ اور دل زندہ ہو جاتا ہے۔ اسی کو کہتے ہیں نزل من الجبار تو لای یقین من الانوار یعنی پتھروں میں سے بعض وہ ہیں جن سے نہر جاری ہو جاتی ہیں۔ جو یہاں پتھر میں سے مراد دل ہیں۔ اور نہر دل سے مراد علوم (باقی اگلے صفحہ پر)

کرتا ہے اور اسے نفع دینے لگ جاتا ہے۔ اور سر سے قدم تک اس کے وجود میں سکونت اور قرار پکڑ لیتا ہے۔
ایسے ذکر کا نفس جملہ اوصافِ ذمیمہ سے مر جاتا ہے۔ اس کا قلب منہ ہو جاتا ہے۔ اور روح فرحت باطنی سے
خوش اور شادماں رہتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ رسمِ دیوم کے طور پر زبانی کلمہ پڑھنے کا طریقہ اور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
ہی دیوم کے قرب حضور میں کلمہ ادا کرنے کا اور طور ہے۔ قانون لا الہ الا اللہ کثیر والمخلصون قلیل۔ ترجمہ
زبانی طور پر کلمہ پڑھنے والے تو بہت ہیں لیکن تہ دل سے محض اہل طور پر کلمہ ادا کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔
پس مرشدِ کامل وہ ہے کہ طالبِ صادق کو ہر شہوت اور منصب کلمہ طیب سے نصیب کر دے۔ اور ہر نقص
علم کمیا اور غوائی حکمت کلمہ طیب سے کھول دے۔ اور کلمہ طیب کے ہر حرف سے دکھا دے۔ معلوم ہوا کہ مرشدِ کامل
مروے یقین حاصل کر لے چکا ہے۔ مرشد نامزدین سیرت کو بین طلاق دے دینی چاہیے۔ مرشدِ کامل مرد اور
مرشدِ ناقص مردانِ علامات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرشدِ کامل طالب کو اسم اللہ ذاتِ اولیٰ و حقیقہ کی توجہ سے ایک

علوم اور حکمت کی نہریں ہیں۔ کلمہ طیب کا پہلا جز لا الہ الا اللہ مقامِ انزل میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق و برہان
پر اور ان کے طفیل جبرائیل و مرسلین اور اہل ان کی امت کے شہداء و مدیقین و صالحین اور ائمہ و ارجحین کی زبان پر جاری ہوا اور
یہ اقرارِ عبودیت الہیہ کے اظہارِ ربوبیت کا جواب تھا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ارجح مقدسہ کا درجہ رہا۔ اور اسی طرح مقامِ دنیا و مقامِ
عقبیٰ و مقامِ ازل و مقامِ ابدین اور زمان کی زبان پر جاری اور مابقی رہے گا۔ جس شخص کا لطیفہ قلب محمد اسم اللہ ذات سے
منہ ہو جاتا ہے۔ وہ روحانی جہت سے اپنے آپ کو مقامِ انزل میں پہنچا کر روحانی زبان سے کلمہ طیب لا الہ الا اللہ اذبح
مقدس کی صف میں پڑھ لیتا ہے۔ اور حقیقی مسلمان ہو جاتا ہے۔ اور کلمہ کا دوسرا جز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ
کی زبانِ قدرت سے ادا ہوا۔ اور یہ انزل کے اقرارِ عبودیت کی خوشنودی و رضا مندی کے طور پر خطابِ جناب حضرت رسالت
تاکب محمد صلی اللہ علیہ وسلم و احباب تھا۔ اور ان کو کلماتِ اظہارِ عبودیت و ربوبیت کے انوار کا نزول ابدالا بد تک آسمانِ قدیم و جہوں
سے زمینِ حدیث و احوال پر پہنچا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ غرض اہل حقیقی مومن مسلمان وہ شخص ہے جو کلمہ کن سے مقام
انزل میں روحانی زبان سے صفتِ رواج میں کلمہ طیب ادا کرے۔ ورنہ یونہی رسمی طور پر کلمہ بر زبان ادا کرنے سے کچھ
نافع نہیں ہوتا۔ نیز یاد رہے کہ توحید کے ساتھ رسالت کا اقرار لازمی ہے۔ نیز اقرار و اظہارِ رسالت حضرت محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا ایمان ناقص و نامکمل رہتا ہے۔ تمام غیر مذاہب و اہل سے اگر سوال کیا جائے کہ آپ لوگ خدا کو اپنا خالق مالک مانتے
میں تو تقریباً سب کے سب اثبات میں جواب دیں گے۔ اور اگر ان سے کہا جائے کہ آپ لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو پیغمبرِ حق و امداد کا رسول مانتے ہیں تو سب انکار کریں گے۔ اور کہیں کہیں یہ اقرار کر لیں گے۔ صاف منہ نہیں پھینکا۔ لہذا اہل
حقیقی توحید وہ ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باہکات سے ہم کلمہ پڑھیں۔

ہی نگاہ میں حضور کرادیتا ہے لیکن مرشد ناقص نامراد آج کل کے جھوٹے وعدوں سے طالب کو تاربتا ہے۔
 اَللّٰہُ لَیْمُذَاوَعَدُوْنِیْ جو طالب صادق کلمہ طیب کو تصور اور توجہ کی طیں لے آوے۔ وہ اہل توفیق سے اول
 جو اسے تصرف اور تفکر کی ماضرت میں لے جاوے وہ اہل تحقیق ہے۔ اور جو شخص کلمہ طیب کی اس تاثیر پر شک
 کرتا ہے۔ وہ مروجہ دل نہایت ہے جس شخص کے وجود میں کلمہ طیب تاثیر کرتا ہے اور کن کی کنہ سے کلمہ طیب
 پڑھتا ہے۔ اور کلمہ طیب کی یہ حقیقت جانتا ہے۔ اور کلمہ کی برکت سے حضور پر نور میں پہنچ جاتا ہے۔ ایسا شخص
 روشن ضمیر ہو کر بیشک ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم)
 کا فرضہ سارہ یعنی ترمسا یہود و نصاریٰ جب ایک دفعہ کلمہ طیب اخلاص سے پڑھتا ہے تو پاک ہستی ہو جاتا ہے
 لیکن تو دن رات کلمہ پڑھتا ہے۔ مگر یہ پتہ نہیں لگتا کہ تو اہل بہشت ہے یا اہل دوزخ۔ اَلْیَمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالْیَقَانِ
 ایمان تو خوف اور رجاء کے درمیان ہے۔ تیرے دائیں اور بائیں بہشت اور دوزخ قائم ہوں۔ اور تو گویا
 آنکھوں سے دیکھ کر خوف اور رجاء کو وسیلہ کرے ہوئے خدا کی طرف متوجہ ہو۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کلمہ طیب
 پڑھنے والا بھی نیت سے پیدا ہوتا ہے۔

کلمہ طیب کے چوبیس حروف ہیں۔ اور دن رات کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ دن رات میں انسان
 چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ جو شخص اخلاص اور معنی خاص الخاص سے کلمہ طیب پڑھتا ہے اُس کے ہر دم اور
 ہر ساعت کے گناہوں کو کلمہ طیب اس طرح جلا دیتا ہے جس طرح آگ سے مکڑیاں جل کر رکھن جاتی ہیں۔
 جو شخص اس طرح کلمہ طیب کے ذکر کی ضرب دل پر لگاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے شوق کا شعہ اس کے دل سے اٹھتا
 ہے جس سے اُس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور وصال سے بہرہ یاب ہو کر اس
 پر سب کچھ عیاں ہو جاتا ہے۔ اگر طالب صادق کو مرشد کامل کلمہ کے پانچ ضربات سے پانچ خزانے نہ کھول دے
 تو طالب کو چاہیے کہ ایسے مرشد سے فزا جدا ہو جائے اور اپنی عمر گرا نیا یہ برباد نہ کرے قفل کلمہ طیب کے
 کھولنے کی کنجی تصور اسم اللہ ذات ہے اور بس۔ عاقل سعادت مند شخص کامل کی تصنیف سے خوش وقت ہوتا ہے
 لیکن احمق نادان کے دل میں میل اور طال پیدا ہوتا ہے۔ اور اٹا بگڑ جاتا ہے جس شخص کے وجود کو کلمہ طیب نفع
 دیتا ہے اور اثر کرتا ہے تو وہ ظاہر خلقت کی نظر میں دیوانہ اور پاگل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہ خالق کے نزدیک مانا
 اور عاقل بن جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے خالق سے مافوس ہو جاتا ہے۔ اور خلقت سے وحشت پکڑتا ہے۔

اور یہ نگ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر ہیں اس سچی توحید کے بھی منکر ہیں۔ بلکہ
 وہ دراصل توحید نامشک ہے جس کے وہ محض معنی ہیں۔

اِس کا دل قندہ ہو جاتا ہے۔ اور نفس مطلق ہوا اور عین سے مر جاتا ہے۔ من عرف الله لم يكن له لذت مع الخلق
یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اسے مخلوق کے اختلاف سے کچھ لذت نہیں آتی۔ قول حضرت شیخ الحدیث
العارف الفاضل بالله والمتوحش من غير الله یعنی عارف اللہ ہے مافوس اور غیر اللہ سے متفرق ہوتا ہے
عارف کامل مرد نفسانی مردہ دل جاہل حیوان بدتر از شیطان لوگوں سے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح شیر کھان
سے چھوٹتا ہے۔ ان مراتب کی قدر وہ شخص جانتا ہے جس کے نصیب میں اللہ تعالیٰ کی معرفت، محبت اور مجلس
محمدی کا شرف لکھا ہوا ہو جس کی قسمت میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ قرب حضور ہی اور الولد و ولد ہو۔ اس قسم کے
قرب اور معرفت کے مراتب محض فقیر کو نصیب ہوتے ہیں۔ ان مراتب کی ابتدا ذکر مذکور ہے۔ اور مراتب متوسط
و عام حالت حضور ہے۔ اور انتہا و عام استغراق فی اللہ نور ہے۔

اول مرشد کامل کیلئے فرض عین ہے کہ طالب اللہ کو مقام خوف اور مقام رجاء یعنی مقام کشف القبور اور مقام
مجلس محمدی حضور دکھا دے۔ لہذا اہل طالب اللہ کو علم معرفت کی تلقین کرے۔ جو صاحب زبانی طور پر باتیں
باتا ہے۔ لیکن دکھاتا کچھ نہیں وہ مرشد خام ناتمام ہے۔ مرشد کامل طالب صادق کو نہ ذکر اذکار میں ڈالتا
ہے۔ اور نہ ورد و وظائف پڑھاتا ہے۔ اور نہ مراقبہ محاسبہ سکھاتا ہے۔ بلکہ تصور اسم اللہ ذات سے حضور
میں پہنچا کر اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور کر دیتا ہے۔ اور اسم اللہ ذات کی توجہ سے باطن معمور کر دیتا ہے۔

اس جس وقت مرشد کامل طالب کافس مارنا چاہتا ہے۔ تو اس پر مقام خوف یعنی مقام کشف القبور اور حالات بزرخ کھول
دیتا ہے۔ چنانچہ جب طالب مقام بزرخ میں لوگوں کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا دیکھتا ہے تو اسے سخت عبرت حاصل
ہوتی ہے۔ دن رات خوف کی وجہ سے اسے چین اور آرام نہیں آتا۔ ہر وقت گریہ و نالہ اور آہ و بکا اس کا شغل ہو
ہو جاتا ہے۔ خوف و ہراس کی وجہ سے اس کا کھانا پینا اور اس کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ سابلہ گناہوں پر
سخت زہم اور پریشان ہو کر دل سے تائب ہو جاتا ہے۔ دنیائے دو گہر دن اور تارک فارغ ہو کر دن رات
اللہ تعالیٰ کی عبادت ذکر فکر توبہ استغفار اور تلاوت کلام اللہ میں مشغول رہتا ہے۔ چنانچہ اس مقام خوف میں طالب
کافس خواہشات نفسانی سے مطلق ہو جاتا ہے۔ اس مقام سے اگر مرشد کامل طالب کو علی ہی نہ نکالے تو کمزور
دل طالب اس مقام میں دیوانہ مجنون یا بیمار ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ سو ایسے وقت میں مرشد کامل طالب کی
دستگیری فرما کر مقام رجاء یعنی مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کر دیتا ہے۔ اس وقت
طالب مقام "کاتحت و کاتحت" (نہ خوف اور نہ کوئی ڈر) اور دالامان میں پہنچ کر مفرج
الحال ہو جاتا ہے۔

مرشد کامل خوشخط اسم اللہ ذات لکھ کر طالب کے ہاتھیں دے دیتا ہے۔ اور اسے کہتا ہے کہ اسے طالب اسم اللہ ذات دل پر لکھ اور اس کا نقش جما۔ جب طالب اسم اللہ ذات دل پر تصور سے لکھ لیتا ہے اور اس کا نقش قائم ہو جاتا ہے تو مرشد طالب کو توہم دیکر کہتا ہے کہ اسے طالب ! اسم اللہ کو اب دیکھ۔ چنانچہ اس وقت اسم اللہ ذات آفتاب کی طرح تجلی انوار سے روشن اور تاباں ہو جاتا ہے۔ اس وقت طالب اپنے دل کے گرو ایک ایسا وسیع اور لاذہوال ملک دیکھتا ہے کہ جس میں چودہ طبق اور کھنن رائی کے واسطے کے برابر نظر آتے ہیں۔ اس میدان میں ایک گنبد دار روہنہ طالب کو نظر آتا ہے جس کے قفل پر کلمہ طیب نوری مرقوم ہوتا ہے۔ جس کی کلید اور کتب اسم اللہ ذات ہے۔ طالب اسم اللہ ذات کی کتب سے قفل کلمہ طیب کھول کر جب اندر جاتا ہے۔ تو صراطِ مستقیم سے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسِ عظیم میں جا داخل ہوتا ہے جس میں چار بار نبھا اصحاب کبار و پیچ تن پاک و حضرت شاہ محی الدین موجود ہوتے ہیں۔ طالب صاف کو یہ قرب اللہ تعالیٰ کے حکم و توفیق اور مرشد کامل کی رفاقت سے حاصل ہوتا ہے۔ اس وقت طالب مجلس حق بنوی اور مجلس باطل شیطانی کو یوں تحقیق کر لیتا ہے کہ دل جمعی سے درود، لا حول و لا قوۃ الا باللہ اور کلمہ طیب پڑھتا ہے اگرچہ مجلس خاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مجلس انبیاء و عظام و اولیاء کو ام ہے تو ان کلمات کے

طالب کو چاہیے کہ ہر وقت تصور اسم اللہ ذات اور تصور اسم حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مشق کیا کرے اسم اللہ ذات کو ماتے پر مرقوم کرنے کی مشق کرے۔ اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے پر تحریر کرنے کی مشق کرے۔ اس طرح جب یہ دونوں اسم اس کے ماتے اور دل پر مرقوم ہو جائیں گے تو اسم اللہ ذات آفتاب کی طرح روشن اور تاباں ہو جائیگا اور طالب مرشد کی توجہ سے بزمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جائیگا۔ اور اگر کسی طالب کا نفس مکرش ہو اور کسی طرح رام نہ ہوتا ہو تو اسے اسم اللہ ذات مرقوم کرے۔ لیکن یاد رہے کہ اگر ابتدا میں اسم اللہ ذات اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم قائم اور مرقوم نہ ہو تو طالب اس سے بد دل اور طول نہ ہوئے۔ اور اس پاک شخص کو ترک نہ کرے۔ کیونکہ اسم اللہ غیر مخلوق ہے۔ وہ مخلوق (انسان) کی قید میں نہیں آتا۔ بلکہ اس کے برعکس مخلوق (صاحب تصور) اسم اللہ ذات کی قیدی آ جاتا ہے۔ اور خلیفہ مرشد کی توجہ سے اسم اللہ ذات اور اسم حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قائم اور تجلی ہو کر طالب کو اللہ تعالیٰ کے مشاہدے اور مجلس حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جاتا ہے۔

پس طالب کو چاہیے کہ اپنے وجود کے تمام مقامات میں اسم اللہ ذات کا نوری چراغ روشن کرے۔ تاکہ اسم اللہ ذات کے نور حق سے ظلمتِ باطل کا فہر ہو جائے۔

فَعَاوِنِیْ اِلَیْہِ اللّٰہِ

پڑھنے سے بچا اور قائم رہ جاتی ہے۔ اور اگر بال شیطانی مجلس ہے تو کلمہ طیبہ کے پڑھنے سے دوسرے برہم ہو جاتی ہے۔ جب طالب اکثر اس باطنی طریقے سے توفیق کے ذریعے اس حقیقی مجلس میں آتا جاتا ہے اور حق و باطل کو خوب جان لیتا ہے تو پھر اسے ہر وقت لاهل و غیرہ پڑھنے کی احتیاج نہیں رہتی۔ کیونکہ اس کا باطن حق سے ملتی ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ باطن میں دیکھتا ہے فوراً ظاہر ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔ کل باطن مخالف لظاہر فہم باطل یعنی ہر باطنی معاملہ جو ظاہر شریعت کے مخالف ہو وہ باطل ہے۔

طالب کو ایک ایسے پاک اور طاہر وجود کی ضرورت ہے کہ جس کا ظاہر باطن ایک ہو جائے اس کے بعد طالب جب کبھی چاہے اپنے اختیار سے حضور میں شرف باریابی حاصل کرتا ہے بلکہ ملازم کی حیثیت سے شامل رہتا ہے۔ مراتب میں ولی اللہ صہبہ نظر با عیال صاحب ذکر مذکور ظاہر با توفیق اور باطن صاحب تحقیق حضور کے ہے جو کرے شک اس کو ناجو جان منکر احمد کو کافر مان لو۔

اے عاقل اور اے فاضل! کان گنا کر سن لے کہ شرف دیدار کا مرتبہ حاصل کرنے سے بھی دوام حضور مجلس حضرت سرور کائنات صلعم کا حصول مشکل ہے اور مجلس محمدی حاصل کرنے سے علم و حوصلہ اور صبر و صنائے محمدی کا حصول زیادہ دشوار اور مشکل ہے۔ اور علم و رضائے محمدی حاصل کرنے کی نسبت مرتبہ فنا و بقا اور مرتبہ توفیق و تحقیق اور مرتبہ قرب و حضور روحانیت و عورت قبور کا حاصل کرنا نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ یہ جملہ مراتب حوت و قبل ان تہو تو ا کے ہیں جب طالب زبان دل سے کہتا ہے لا الہ الاہ مراتب متواتر سے مقام روحانیت میں جا

ملا۔ یاد رہے کہ غلام کا زبانی طور پر کلمہ پڑھنا محض رسمی اقرار ہے جس کے ساتھ اگر تصدیق قلبی نہ ہو تو ایسے کلمہ پڑھنے سے اوصاف ذمہ اور اخلاق بدہرگز بدلتے نہیں ہو سکتے۔ اور نہ اس طرح کلمہ پڑھنے والوں کا باطن صاف ہوتا ہے۔ اور نہ انہیں کبھی معرفت اور ضمیر کی روشنی حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح کلمہ کافر مشرک، جلا و برہمٹی گوہی دینے والے بھی پڑھ لیتے ہیں۔ جس کے پڑھنے سے وہ زیادہ گہنگار اور مرادوار ہوتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک روپیہ پر کلمہ طیب لکھا ہے لیکن اس کی چاندی کھوٹی ہے۔ تو ایسے اگر آگ میں ڈالا جائے تو چاندی سیاہ ہو جائے گی اور کلمہ کی تحریر اسے کچھ فائدہ نہ دیگی۔ لیکن جس روپیے کی چاندی خالص اور کھری ہوگی اس پر خواہ کوئی عبادت تحریر ہو آگ میں ڈالنے سے وہ خالص، صاف اور سفید ظاہر ہوگی۔ پس جس شخص کا وجود خالص چاندی کی طرح پاک اور دل تصدیق سے طاہر ہو وہ اگرچہ ظاہری طور پر عام لوگوں کی طرح دن رات کلمے کی رٹ نہ لگاتا پھرے۔ اسے کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ اس کا ایمان سلامت اور خاتمہ بالآخر رہتا ہے۔ یہ تو محض اقرار زبان اور تصدیق قلب کا معاملہ ہے۔ لیکن عارف سادہ لوگوں کے کلمہ پڑھنے کا طور اور طریقہ بالکل الگ اور مختلف ہے۔ وہ عام نفسانی لوگوں کے قیاس اور ہم سے بالاتر ہے۔ فقیر عارف جب پہلی منزل میں زبان قلب (باقی اگلے صفحہ پر)

پہنچتا ہے۔ اور مشاہدہ اہل مہمات روحانیات سے واقف اور آگاہ ہو جاتا ہے۔ دیکھتا ہے کہ بعض روحانی مقام
علیین میں ہیں۔ اور بہشت کے گلشن گل بہار میں عیش و عشرت کر رہے ہیں۔ اور بعض روحانی مقام سجدین کے اندر
معذب ہو رہے ہیں۔ جب طالب الا اللہ کہتا ہے تو مقام موقوف قبل ان توفیق کو طے کر لیتا ہے۔ عالم مہمات
کو عالم حیات کی طرح دیکھتا ہے۔ قیامت کے میدانِ عرصات میں حاضر ہو کر حساب کتاب اعمال سے خلاصی پالیتا ہو
اور عطر اط سے گذر کر بہشت میں جا داخل ہوتا ہے۔ اس وقت پانچ سو سال تک اللہ تعالیٰ حق معبود کے
آگے سر بسجود رہتا ہے۔ اور جس وقت کہتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساغر شراباً طور بہشتی حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے نوش کر لیتا ہے۔ اس وقت دیدارِ پرفاوار حضرت رب
العالمین سے مشرف ہو جاتا ہے جس شخص نے یہ مراتب خواب یا مراقبہ کے اندر یا عیاں طور پر حضرت محمد رسول اللہ
کی نظر اور توجہ سے حاصل کر لئے۔ اس نے گویا کلمہ طیب کی اولین و آخرین اور ظاہر باطن حقیقت کو پایا۔ ایسے
شخص کا کلمہ طیب پر یقین و اعتبار آنا صحیح ہے۔

جو شخص کلمہ طیب کی نفی کا اللہ کی صفی کو جان لیتا ہے۔ اس سے دنیا و آخرت میں کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ
نہیں رہتی۔ جو شخص کا اللہ کی کذا اور حقیقت کو سمجھ کر پڑھتا ہے۔ اس پر اثبات الا اللہ کے
کل درجات کھل جاتے ہیں۔ اثبات الا اللہ کا درجہ انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ نہ کہ حیوان کو۔ اور
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محرم راز ہونا یہ ہے کہ کلمہ طیب پڑھنے والا جس وقت چاہے توجہ سے
اپنے آپ کو معرفتِ نبوی میں پہنچائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم سخن و ہمکلام ہو۔

موصوم ہوا کہ نفی کا اللہ قاتل نفس ہے۔ اور اثبات الا اللہ مول کا زندہ کرنے والا ہے اور کلمے کا محمد
محمد رسول اللہ روح کو فرحت بخشے والا ہے۔ کلمہ طیب آفتاب کی مانند ہے جس کے وجود میں تاثیر اور طلوع
کرتا ہے۔ وہ شخص روشن ضمیر ہو جاتا ہے عوام کا کلمہ محض زبانی بطور رسم و رسوم ہے لیکن خواص کا کلمہ پڑھنا بجز
قرب اللہ ہی قوم ہے جس سے بندہ یقیناً اسم اللہ رقم مرقوم حقیقت حیات و مہمات معلوم ہو جاتی ہے۔
حدیث شریف۔ من قال لا اله الا الله محمد رسول الله دخل الجنة بلا حساب ولا عذاب۔ کلمہ
طیب کے چوبیس حروف ہیں ہر ایک حرف سے ہزاروں علوم منکشف اور گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس طرح

سے کلمہ طیب پڑھتے ہیں۔ تو اس کے بدن کے تمام بال ذکر کلمہ طیب سے گویا ہو جاتے ہیں۔ اور تمام بال بلند آواز سے
کلمہ طیب پڑھتے ہیں۔ اور بقی ذکر سے متحرک ہو کر بدن پر چکر لگاتے ہیں۔ اس طرح ذکر قلبی اگر ایک دن روزانہ قلوب سے
کلمہ طیب پڑھے تو ظاہر زبان سے ستر ہزار دفعہ ختم قرآن شریف کے برابر درجہ اور ثواب رکھتا ہے۔

بکھر پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے حضور اور دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ نفسانی مردہ دل لوگ کلمے کی حقیقت کو
 کیا جانیں جو فقیر اولیا بر اللہ کلمے کی تمام حقیقت اور کنہ کو پہنچ جاتا ہے۔ وہ حضور ہی درگاہ ہو جاتا ہے۔ وہ گاہے
 صاحب خوف اور گاہے اہل رجاء۔ اس کیلئے مہمات اور حیات برابر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ایسے گھر اور قبر
 یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ دنیا اور اہل دنیا سے الگ گاہے صاحب مطالعہ اوراق اور گاہے حضور ہی
 اہل استغراق ہو جاتا ہے۔

یاد رہے کہ اولیا بر اللہ مرتے نہیں بلکہ اپنا سماں حیات یعنی قوی و حواس کو مہمات کے مقام میں لے جاتے
 ہیں۔ اور موت کے بعد مقام حیات میں بھی اپنے آپ کو لے آتے ہیں۔ چنانچہ بعض اولیا مالمشاہد اور علماء بالہد
 قبروں سے نکل کر اپنے چلنے والوں اور مریدوں کو تلقین ارشاد فرماتے ہیں۔ اور اپنے شاگردوں کو تسلیم دیتے ہیں۔
 اَلَا اِنْ اَوْلِيَا مَالِئِ لَا يَمُوتُوْنَ بِنِيقَلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَى الدَّارِ یعنی اولیا بر اللہ مرتے نہیں بلکہ دار دنیا سے
 دار آخرت کی طرف نقل مکان اختیار کر لیتے ہیں۔ "بھلا جو شخص دنیوی گھر میں اپنے نفس سے خدا کے لئے مفرور
 ہو اسے قبر میں کیوں نہ فرحت و سرور اور مشاہد حضور ہو۔"

کور باطن کو نہیں ہوتا ہے دیدار خدا
 بانگت میں کچھ نہیں ہوتا اسکے جلوے کے ہوا

باب دوم

تصور اسم اللہ ذات

اے جانِ انان! یاد رکھ کہ ہر مرشد اور طالب کے لئے اس قدر نصیحت کافی ہے کہ تیرے باطن پہلو میں دشمن نفس
 مورجہ نہ بنائے۔ اور وہ اہل پہلو میں شیطان گھات لگائے بیٹھا ہے۔ پس تیری ان ہر دو غمخوار و دشمنوں سے
 لڑائی ٹھنی ہوئی ہے۔ جب تیرے ہر دو پہلوؤں میں ایسے زبردست دشمن کائے تاثیر کی طرح کئے ہوئے ہیں تو
 تجھے خواب اور غمخوشی و غمی سے کیا کام۔ خیر دار! تجھے کیا معلوم کہ موت کا قاعد کس وقت پیغام لائے گا۔ فقیر کو

چاہیے کہ ہر وقت تصور اسم اللہ ذات میں مشغول رہے یہاں تک کہ اہم اللہ ذات سے شعلہ بجلی انوار نور وار ہو۔
اور فقیر اس بجلی انوار میں غرق ہو کر مشرف دیدار ہو جائے۔ نہ اسے یاد رہے بہشت بہار اور نہ دوزخ نار۔ ان ہر دو
مقامات سے گذر کر مشرف دیدار پروردگار ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونے کا کوئی نام علم اور طریقہ
ہے۔ وہ محض مشاہدہ ذات کا فوری حضوری علم ہے جو اس مادی عقل اور حواس سے بالاتر ہے۔ یہ معرفت کا علم محض
اللہ تعالیٰ سے ہے نہ واسطہ وہ سعادتمند طالب حاصل کرتا ہی۔ جو ہمیں بھائی اور فرزند بلکہ جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔
نقش جو وسیلہ تقاضا شش ہو گیا نقش نقش ایک ہے یہ فاش ہو گیا

یعنی بھی تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتا ہے۔ انسان کے وجود میں اللہ تعالیٰ نے اسی طرح پوشیدہ ہے جس
طرح چستے کے اندر مغز مرشد کا کل اس کے ایک دم میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں طالب کو پہنچا دیتا ہے اور مشرف
دیدار بنا دیتا ہے۔ کیا عالم حیات اور کیا عالم ممات کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ سے جدا نہیں ہوتا۔ مرشد اور وسط
ایک شانہ و رتیب طالب کو اللہ تعالیٰ سے ملا دیتا ہے۔ اور مرشد اور فی ایک صفے کے اندر طالب کو اللہ تعالیٰ
کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ فقر، عبادت، معرفت، قرب کا یہ باطنی راستہ محض قصہ خوانی اور افسانہ وانی نہیں وصال کا
نہیں بلکہ حضرت ایزد متعال کے لا زوال حضوری اور مشاہدے سے واقف احوال ہونے کا ہے۔ کہ یہ فیض

مرشد تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک مرشد ادنیٰ کمال۔ دوم متوسط کمال۔ سوم اعلیٰ کمال۔ مرشد ادنیٰ کمال متواتر ایک ہفتہ طالب کو
اپنی توجہ میں رکھتا ہے۔ اور ہر روز حنفی توجہ سے مشرف کر کے ساتویں روز طالب کو منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے۔ یعنی مشرف
دیدار پروردگار اور حضور ربزم احمد مختار علی اٹھ سیر کو ستم بنا دیتا ہے۔ لیکن مرشد متوسط ایک شانہ و رتیب یعنی آٹھ پہری طالب کے
کام سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اور اسے واسطہ باقی اور متاعل مجلس بنی علی اللہ علیہ وسلم بنا دیتا ہے۔ اور مرشد اعلیٰ کمال
ایک دم اور ایک ہی نگاہ میں طالب کو اس مقام منتهی تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں چاہیے کہ مرشد طالب کے دم
دل کے اندر اپنا لطیف نوری نفاذ ڈال دیتا ہے جس سے طالب کا باطنی عمل ٹھہر جاتا ہے۔ جو اس فوری اور باطنی عمل کے
ٹھہرے میں اعلیٰ مرشد کو ایک دم۔ متوسط کو آٹھ پہر اور ادنیٰ کو ایک ہفتہ یعنی سات روز خرچ ہوتے ہیں۔ بعد ازاں وہ لطیف نوری
طریقہ مطہری اپنے وقت مقررہ کم از کم ایک سال۔ یا بارہ سال یا تیس سال کے عرصہ میں بطن باطن سے باہر کرتا ہے۔ اور پھر
اپنے وقت پر بالغ ہو کر مقام تلوین وار شاد پر پہنچتا ہے۔

یہ تشریح اس واسطے کی گئی ہے تاکہ ناظرین یہ سمجھیں کہ ایک خام ناقص مبتدی طالب کیوں کہ ایک دم یا آٹھ پہر یا زیادہ
سے زیادہ ایک ہفتہ کے اندر واسطہ باقی ہو جاتا ہے۔ یہ وقت محض مرشد کی توجہ کا ہے۔ یعنی طالب کے وجود کی زمین میں
تعم اسم اللہ ذات ڈالنے کا ہے۔ لیکن کتنی اپنے وقت پر تیار ہوتی ہے۔ مرشد کی توجہ آخر تک (باقی اگلے صفحہ پر)

فصل محض روزِ نازل کا ہے ۔

جو خدا دیکھے خودی کرتا نہیں
 جسم ہے وہ دوسرا لائقِ خدا
 چار جسم و چار چشم و چار روز
 بعد ازل وہ با عیاں دیکھے دم
 کو سادہ زاد کب لائے نقیض
 ہم نے دیکھا ہے یقیناً ہی نقیض
 سرِ سخن آیات قرانی مرا
 لکھ کر کوئی پوچھے کہ تجھ کو حق دکھا
 گزشتہ پاتے یہ مراتب اولیا
 چھوڑ استغراقِ دل سے بیکھ
 باہو چھو میں گم ہوا فانی ہوا
 اسم و جسم و دن و رات کوئی نہیں
 آنکھ وہ فوری ہو دیکھے نقیض
 چار سے گزرے تو ہو کیا حضور
 چھوڑ دے جو ذکر و فکر و ہر مقام
 گرجائے آفتاب اس کی ہیں
 پوچھا اور تحقیق ہے سب کچھ کیا
 سب مطابق با حدیث مصطفیٰ
 غرق فی التوحید کروں یا خدا
 کوئی بھی کرتا نہ رخِ سوئی نقیض
 تا تو ختم الفقر و اصلِ خدا
 باہو چھو سے مل کے ربانی ہوا

واضح ہو کہ رویت اور دیدار تین طریق پر موافق نفس و حدیث روا ہے ۔ اول دیدار اور رویت پروردگار
 خواب میں روا ہے ۔ وہ خواب کہ جو محبوب حقیقی کی غفلت خانہ اور دیکھنے والے خواب ہے ۔ اس کا نام فوری
 خواب ہے ۔ دوم دیدار کا دیکھنا مراقبہ میں جائز ہے ۔ وہ مراقبہ جو موت کی طرح حضور موصیٰ میں پہنچا دے ۔

طالب کے وجود میں اپنا کام کرتی ہے اور اسے بے قرار اور بے سرکار رکھتی ہے ۔ یہاں تک کہ داخل پروردگار بنا دیتی
 ہے ۔ بعض طالبوں کو مرشد کی توجہ اور باطنی رابطہ قائم ہونے کی دگاہی ہو جاتی ہے ۔ لیکن بعض طالبوں کو یہ آگاہی نہیں ہوتی
 انہیں صرف ظہری منازل اور ذوق شوق باطنی کے حصول سے مراد اور مقصود معلوم کرنا چاہیے ۔ یعنی جب مرشد کی صحبت اور
 تلقین و ارشاد سے منازل روز بروز طے ہوتے نظر آئیں یا باطنی ذوق شوق روز افزوں ترقی پر ہو ۔ یا بد اعمال سے
 دل بیزار ہو اور نیک اور اچھے اخلاق کی طرف دل مائل ہو تو سمجھے کہ میرا مرشد کامل ہے اور ہر وقت ہمراہ شامل ہے اور
 جس مرشد کی بیعت صحبت اور تلقین و ارشاد سے طالب کے وجود میں کوئی نیک ماوہ بیدار نہ ہو اور غالب اپنے
 وجود میں کوئی عمدہ تغیر و تبدل محسوس نہ کرے بلکہ الٹا نفسانی، شہوانی اور دنیائے دہل کے خیالات پریشانی اور
 غفلت و مصیبت شیطانی دامگیر رہے تو سمجھے کہ مرشد ناقص ہے ۔ اس سے جدا ہو جائے ۔ اور اپنی عمر گواہی
 اور وقت عزیزِ صالح نہ کرے ۔

موسم دیدار کرنا روایے باعیان کہ دیکھنے والے کا جسم اس جہان میں ہو اور جان لاہوت لا مکان میں ہو۔ روایت
اور دیدار کے یہ جملہ فیض فضل کے مراتب عظیم مرشد کامل سے حاصل ہوتے ہیں۔

نخن اقرب کی حقیقت جان کہ شاہرگ سے ہی قریب آیا نظر
ناظر حق حاضر حق ہوں سدا دمبدم ہوں میں حضور مصطفیٰ
اہم اللہ رہبر و ہمراہ ہے جز لقا و دیکھی نہ پائی کوئی شجر
دیکھتا ہوں اور دکھا سکتا ہوں بادۂ عرفان پلا سکتا ہوں میں
خام کی مستی سے از نفس و ہوا مست کو ہتیار کرتا ہے خدا
ہے حضور میں مجھے ہوش و شور کور کیا دیکھے مرا حال حضور
نور کے قطرے سے عالم کی ظہور ہے بھلی اس نور میں دالم حضور
شرح ان احوال کی کھولوں اگر غرق ہو اس حال سے زیر و زبر
اہل دین کو معرفت کی کیا خبر غرق جو مردار میں میں سرسبز
طالب مولیٰ کو حاصل معرفت اول واسخہ ہو وہ عارف صفت

میں مرشدی اور طالبی کے ہر دو کا ذب اہل تقلید اور صادق اہل توحید مراتبین کی تحقیقات اور چھان
بین کر لیتا ہوں۔ اور ہر ایک کی ناپ تول دل کے ترازیوں میں کر لیتا ہوں۔ اور میری باطنی نظر فوراً جھوٹے
اور بچے مرشد اور طالب کو اس طرح پہچان لیتی ہے جس طرح صراف سونے کو معلوم کر لیتا ہے۔

میں نظر سے طالبوں کو گردن نظر پیش و سہمت طالبوں کو گردن حاضر

باطن میں چودہ قسم کی بجلی، چودہ الہام، چودہ ذکر مذکور، چودہ قریب نور، چودہ حکمت ضرور اور چودہ، غایم
باطن محمود ہیں۔ یہ سب چیزیں پہلے مرشد طالب کو زبانی طور پر بتا دیتا ہے۔ اور بعد ازاں عیاں طور پر ان سب مقامات
اور منازل کا مشاہدہ اور سیر کر دیتا ہے تاکہ طالب صاحب یقین اور صاحب اعتبار ہو۔ ان باطنی راستوں میں بہت
بیشمار آفتیں ہیں۔ صرف تصور اہم اللہ ذات کا راستہ ہی امن اور سلامتی کا ہے جس سے طالب صحیح سلامت منزل مقصود

علا مادی دنیا میں دو قسم کی بجلی ہے۔ ایک بجلی متحرک و دویم بجلی ساکن۔ اس کے مقابلے میں باطنی اور روحانی دنیا میں چودہ قسم کی
بجلیاں ہیں۔ ان میں سے ہر مادی بجلی کے ساتھ طاقت، روشنی اور آواز ہوتی ہے۔ اسی طرح باطنی دنیا کی بجلی کے ساتھ جبر پاور
ہوتی ہے۔ اس میں سے جو روشنی نکلتی ہے۔ اسے تجلیات کہتے ہیں۔ اور جو آواز اس بجلی سے پیدا ہوتی ہے اسے الہام کہتے
ہیں۔ ظاہری مادی بجلی کے ذریعے طاقت، روشنی اور آواز پاور ہوتے ہیں تو اسی سے مختلف مقامات میں منتقل ہوتے ہیں۔ (باقی آئے)

مکتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ مرشد کو چاہیے کہ راہ تصور حضوری سے واقف ہو۔ وہ باطن میں بعض تجلیات صفات نوری، بعض تجلیات ناری اور بعض تجلیات شرک کفر نامی طالب کی راہ ماریتی ہیں۔ صرف تصور اسم اللہ ذات سے وجود میں تجلیات پروردگار اور انوار و یدار نمودار ہوتے ہیں جس کے ذریعے طالب جملہ آفت شیطانی اور بیلیات نفسانی اور حوادث دنیائے پریشانی سے محفوظ و مامون ہو کر قرب ربانی میں پہنچ جاتا ہے۔ اور ہمیشہ قافی اللہ ہو کر غرق انوار ذوالجلال اور مشرف وصال رہتا ہے۔

تصور اسم اللہ ذات سے طالب کے ہفت اندام پاک و محمود و خور واقف احوال الہیہ متعال ہوتا ہے۔ اور قبل و قال سے گذر کر مشاہدہ جمال میں محو ہوتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات اور مشق و جود پر سے اسم اللہ کی نوری تحریر و طالب کے سر سے لے کر تمام تک ہفت اندام میں اس طرح سرایت کر جاتی ہے جس طرح عشق و بیچہ درخت پر چھایا جاتا

اسی طرح باطنی پلار ہاؤس سے جو اولیاء کا طین اور انبیاء مرسلین کا وجود باوجود ہے۔ تجلیات اور الہامات اور باطنی واردات اور روحانی علوم و معارف و اسرار و نکات طالبان حق کے وجود کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح طالبان حق کے وجود اللہ تعالیٰ کے انوار سے منور اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات ذات و صفات اور احوال سے روشن و تاباں رہتے ہیں۔ اور باطنی الہامات اور دل ذات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے سر پہ گیتوں اور ذکر اذکار کے نغموں سے ریڈیو کی طرح گونجتے رہتے ہیں۔ اور ان کے اندام اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت کی مشیریاں خواص عبادات اور کشف و کرامات کی صورت میں چلتی رہتی ہیں۔ ان باطنی بجلیوں کے حصول کے بہت طریقے ہیں لیکن سب طریقوں میں رکاوٹیں، الجھنیں اور بے شمار معیبتیں اور آفتیں پیش آتی ہیں۔ مگر سب سے پرامن طریقہ اور سلامتی کا راستہ تصور اسم اللہ ذات کا شغل ہے۔ اس سے طالب کے وجود میں ذاتی نور پیدا ہوتا ہے۔ جسے نہ کوئی رجعت، نہ کوئی نقص اور نہ کسی طرح کا آسیب اور زوال پیش آتا ہے۔ اس ذاتی نور کو ہمیشہ ترقی ہوتی ہے۔ اور وہ کسی طرح سلب اور زائل نہیں ہوتا۔ تصور اسم اللہ ذات کے سوا باقی جس قدر ظاہری باطنی اشغال مثلاً ذکر فکر، نماز، تلاوت، روزہ عبادات وغیرہ صوفیائے کرام میں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے رائج ہیں۔ سب میں ظاہری پاکی و وضو غسل وغیرہ تعین وقت و مقام۔ آسیب مؤکلات۔ رنج۔ رجوت۔ ریا۔ رجوعات خلق اور طرح طرح کے باطنی راسخون جن۔ ثیابین۔ ارواح نجیہ کے جھگڑوں اور فسادوں کی الجھنیں پیش آتی ہیں۔ لیکن شغل تصور اسم اللہ ذات بلا رنج و ریا اور بلا کسی قسم کی پابندی و ابتلا و نہایت پرامن راستہ ہے۔ اور اگر یقین راسخ اور فضل خدا اور نگاہ و توجہ مرشد کامل شامل حال رہے تو شغل تصور اسم اللہ ذات سے بہت جلد ہی برقی بلاق سے بہت تیزی کے ساتھ منازل طے کر کے طالب اللہ تعالیٰ کا قرب اور مشاہدہ حاصل کر کے دیدار و تقائے حق تعالیٰ سے حاصل ہو جاتا ہے اور بزم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے۔

ہے۔ اور اس کے ہر اندام پر اسم اللہ ذات مرقوم اور نقش ہو جاتا ہے اور اس کے وجود کا ہر بال جو جس میں اگر
 اللہ اللہ پکارنے لگ جاتا ہے۔ لطیفہ قلب میٹھو میٹھو کا شور مچا دیتا ہے۔ اور روح فریاد کرتی ہے۔
 ہوا لٹی ہو لٹی اور نفس دن رات رہنا ظلمنا انفسنا کا درد جاری رکھتا ہے۔ صاحب مشق وجود یہ مشق
 بے مشقت ہوتا ہے۔ کہ نہ اسے اختیار خواب ہے نہ حاجت مراقبہ۔ بلکہ میں امر کے لئے اللہ تعالیٰ
 کے قرب و حضور اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر نور کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور اس کا ظاہر باطن ایک ہو جاتا۔
 تصور اسم اللہ ذات سے بعض لوگوں کو مطالعہ لوح محفوظ حاصل ہو جاتا ہے۔ بعض کے دل کو بندہ ریوہ دہیں منجانب
 قرب رب جلیل آگاہی ملتی ہے۔ بعض کو حاضرت ناظرات کا مرتبہ مل جاتا ہے۔ اس وقت وہ دونوں جہاں کا تماشہ
 پشت ناخن پر دیکھتے ہیں۔ بعض کو علم واردات سے مقام وحدانیت میں وہم پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس پر جملہ مقصود
 بذریعہ غیب الغیب ورود کھلتے اور ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض کی نظر اور نگاہ عیاں طور پر لاہوت لامکان میں پہنچ جاتی ہے۔
 بعض کو موکلات کے ذریعے پیغام اور الہام پہنچتا رہتا ہے۔ اگر وہ باطن میں اس طرح کے مرتبے پر مرتب
 منصب پر منصب اور قرب پر قرب، حضور پر حضور اور جمعیت پر جمعیت اور عین عین اس طرح کی بخششیں،
 فیوضات، آثار اور انوار تجلیات پروردگار طالبوں کو حاصل نہ ہوتیں تو جبرہ راہروان اور سا لکانِ بداء باطنی
 گمراہ ہو کر راستہ چلنے سے رہ جاتے۔

طالبانِ مرشدِ کامل سے طلبِ تکرر خود بخود آپ سے اصل نہ ہو سکتی کثر
 راہِ میرے سدا احمد مختار ہوئے حق تعالیٰ سے عطا علم کے انوار ہوئے

اللہ تعالیٰ کے راستے میں وید، طاعت و ثواب و مراتب رب حجاب میں۔ چنانچہ علم حجاب، ذکر فکر حجاب، ورد
 وظائف حجاب، لوح محفوظ کے مطالعہ سے یک و بد طالع دیکھنا حجاب، عرش و کرسی پر نماز ادا کرنا حجاب، دونوں
 جہان کی حقیقت حال کا دن رات مطالعہ کرنا حجاب، اپنے آپ کو غوث قطب دیکھنا حجاب، کشف و لایات
 حجاب، جملہ مقامات حجاب و درجات حجاب خلق، نفس، شیطان حجاب اور دنیا، انل، ابد عقبی حجاب

اذا فتح ہو کہ طالب کو جب مقصود اور مطلوب حاصل ہو جائے تو اس کے بعد مطلوب اور مقصود کے حصول کے جملہ ذرائع
 اور تمام جیل اور وسائل کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس وقت اگر اپنے اہل مقصود اور مطلوب کو چھوڑ کر اس کے ذرائع اور
 وسائل میں مصروف اور مشغول ہو تو یہ محض طالب کے لئے کفرانِ نعمت اور محبوبِ حقیقی سے بعد اور حجاب کا موجب ہوگا۔
 جیسا کہ حضرت پیر محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کا قول ہے۔ من اراد العبادۃ بعد الحصول
 الوصول فقد كفر واشهر ما قاله اللہ تعالیٰ۔ یعنی جس شخص نے وصول حاصل کرنے کے بعد بھی (باقی اگلے صفحہ پر)

اگرچہ یہ جملہ چیزیں موجب خیر و باعث ثواب ہیں۔ لیکن جو چیزیں سالک کو اللہ تعالیٰ سے روک رکھو وہ حجاب سے ہیں۔ اور حجاب ثواب میں نفس غرہ ہو کر امانیت میں آجاتا ہے۔ اور امانیت طالب کے لئے موجب حد و خرابی و تکبر ہے۔ پس بے حجاب علم اور بے حجاب راتہ اور فقر و ہدایت و معرفت کا منتہی بے حجاب مرتبہ اور قرب اللہ تعالیٰ کا فوری حضورِ سید حجاب مقام اس دائرہ اسم اللہ ذات میں کل و جز تمام مندرج ہے۔ جو فقیر اس دائرہ اسم اللہ ذات سے بے حجاب ہو کر حضور میں پہنچنے کا راتہ نہیں پاتا۔ وہ محض اندھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے کوئی آگاہی نہیں رکھتا۔ جو فقیر صاحب مرتبہ آگاہ ہے اور نہ اہل نگاہ ہے۔ اس سے یقین حاصل کہنا کبیرہ گناہ ہے۔ یہ بات فقیر ادوا بجمہدی اوف بصد کما وید اللہ فوق اید بجمہ (ترجمہ میرا عہد پورا کرو۔ میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ اور اللہ کا ہاتھ ان (انبیاء و انبیاء) کے ہاتھ کے اوپر رہتا ہے) کی حقیقت بیان کر رہا ہے۔

اے مرشد شیطان صفت مرشد بن تو ہے راہ معرفت میں راہزن

مرشد کامل ملتا ہے خدا نیز دکھاتا ہے بزم مصطفیٰ

مرشد ناقص دونوں جہان میں رو بیا ہوتا ہے۔ الفقر سواد الوجہ فی الدارین ترجمہ فقر

اضطراری دونوں جہان کی رو بیا ہی ہے۔ مرشد کامل کو طالب اور مرید بنانا باعث حد و خرابی ہے۔

حدیث شریف! الفقی فخری والفقیر منی ترجمہ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

عبادت کا ارادہ کیا تو اس نے گویا اللہ تعالیٰ سے کفر اور شرک کیا۔ ہذا سالک منتہی کے لئے دید طاعت و ثواب مراتب حجاب ہیں۔ اور اسی طرح جملہ ذرائع سلوک ذکر فکر مراقبہ علم وغیرہ حجاب ہیں اور جملہ مقامات و منازل عرش ذکر ہی کی طیسیر اور سطاوہ و روح محفوظ اور مراتب غوث و قطب پر اکٹھا کرنا حجاب ہے۔

مثلاً ایک پٹواری کی بیوی کو شش ہوا کرتی ہے کہ کسی طرح قانون گو بن جاتے۔ اور قانون گو تحصیلداری کا امیدوار ہوتا ہے۔ اور تحصیل دار مال افسر بننے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ اور مال افسر کی تمنا ہوا کرتی ہے کہ ڈپٹی کمشنر بن جائے۔ اور ڈپٹی کمشنر گورنر اور گورنر جنرل۔ اور گورنر جنرل بادشاہ اور شہنشاہ بننے کا شائق اور خواہشمند ہوتا ہے۔ اس کے بعد شہنشاہ وقت آگے بچھے سب مراتب پٹواری سے لے کر گورنر جنرل تک کی خواہش کرے اور ان کے معمول کے ذرائع اور وسائل اور ان کے علوم کے اشغال میں لگ جاتے۔ تو اس کے لئے باعث حد و خرابی اور جہت قہقری ہے۔

اور دیدار سے جدا نہیں ہوتا۔ یہ سب تصور نور، تصور حضور، تصور قیوم اور توہم باطن معنوی اور وجود معنوی کا معاملہ ہے۔ صاحب تصور اسم اللہ ذات و حکمت سے خالی نہیں رہتا۔ اول یہ کہ تصور صاحب تصور کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کو صاحب تصور پر ہرمان کر دیتا ہے۔ مادی تصورات چار طرح کے ہوتے ہیں تصور مادی، تصور آتش، تصور خاکی، تصور آبی۔ تصور باد سے صاحب تصور اپنا وجود بنوٹا میں اڑا دیتا ہے تصور آتش سے صاحب تصور اپنا وجود آگ میں انگارہ بنا لیتا ہے۔ تصور خاک سے وجود خاک میں مل کر مٹی ہو جاتا ہے۔ اور پھر مٹی سے نمودار ہو جاتا ہے۔ تصور آب سے صاحب تصور دریا کے پانی میں نمک کی طرح مل جاتا ہے۔ یا حباب کی مانند تیر جاتا ہے۔ لیکن ان سفلی آفاقی تصورات پر مغرور نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ان مادی تصورات کا مرتبہ بھی تصور فنا اور تصور بقا سے بہت دور ہے اور اس سے بہت آگے مقام قرب اللہ حضور ہے۔ طالب کو چاہیے کہ پہلے چار تصورات کو طے کرے۔ یعنی مقام ازل، مقام ابد، مقام دنیا مقام عقبی، بعد ازل طالب لائق تفتن وار شاد ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب عالم فان اہل دل صاحب تصور بقرف کے ہیں۔

ایسا سالک ایکدن ہوتا ہے ماحصل باخدا
 اول طالب اللہ پندہ علم، پندہ حکمت، پندہ ہکیمیا کے گنج بے ریاضت اور بے سنج
 مفت یا پانچ روزہ کے اندر مرشد کامل سے بطریقہ فیض و فضل غایت و حضرات اسم اللہ ذات سے

اگر سالک چاہے کہ مجلس محمدی صلعم میں حضور اور نظر محمدی صلعم میں منظور اور بطن نور محمدی صلعم سے معبود اور شوق
 محمدی صلعم سے سرور ہو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صاحب ذکر مذکور اور آنحضرت کے حکم سے
 نفس پر غالب صاحب علم امور ہو۔ اور اگر چاہے کہ ذیل کے مراتب ایسے حاصل ہوں۔ دل کی آنگھوڑی سے
 دیدار جمال محمدی صلعم، اشتغال وصال محمد صلعم، قال واکوال محمد صلعم اور معرفت لازوال محمد صلعم اور جمیعت دوام
 محمد صلعم، فقر تمام محمد صلعم، الہام پیغام محمد صلعم اور مرتبہ دشمن ضمیر برکونین محمد صلعم اللہ علیہ وسلم کو چاہیے کہ توبہ
 تصور تصرف اور تفکر سے با توفیق اس دائرہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آجائے۔ اسم محمدی صلعم سے اس پر
 مجلس محمدی صلعم کھل جائے گی۔ اس وقت حضرت محمد صلعم طالب کو دیدار پر انوار سے شرف فرماتے ہیں۔ اس
 مقام حضور میں طالب با عقل و شور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دایں قدم مبارک کے
 نیچے سے خاک پاک عنبریں اٹھائیوے جس شخص کو وہ مٹی کھلاوے گا وہ شخص صاحب چشم عیانی
 اور عارف ربانی ہو جائے گا۔

اگرچہ یہ حجبہ چیزیں موجب خیر و باعث ثواب ہیں۔ لیکن جو چیزیں سالک کو اللہ تعالیٰ سے سداک رکھ دے وہ حجاب سے ہیں۔ اور حجاب ثواب میں نفس غرہ ہو کر امانیت میں آ جاتا ہے۔ اور امانیت طالب کے لئے موجب حد خجالی ہے۔
 ہر گزرت سے پس بے حجاب علم اور بے حجاب راتہ اور فقر و ہدایت و معرفت کا منتہی بے حجاب مرتبہ اور قرب اللہ تعالیٰ کا فوری حصول ہے۔ حجاب مقام اس دائرہ اسم اللہ ذات میں کل و جز تمام مندرج ہے۔ جو فقیر اس دائرہ اسم اللہ ذات سے بے حجاب ہو کر حضور میں پہنچنے کا راستہ نہیں پاتا۔ وہ محض اندھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے کوئی آگاہی نہیں رکھتا۔ جو فقیر صاحب مرتبہ آگاہ ہے اور نہ اہل نگاہ ہے۔ اس سے یقین حاصل کہنا کبیرہ گناہ ہے۔ یہ بات فقیر اوفو بعدی اوف بعدی کہ اورید اللہ فوق اید بعدی (ترجمہ میرا عہد پیدا کرو۔ میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ اور اللہ کا ہاتھ ان (اور یا رو اندیاں) کے ہاتھ کے اوپر رہتا ہے) کی حقیقت بیان کر رہا ہے۔

سے مرشد شیطان صفت مرشد بن تو ہے راہ معرفت میں راہزن

مرشد کامل ملتا ہے خدا نیرد کھاتا ہے بزم مصطفیٰ

مرشد ناقص دونوں جہان میں رو بیاہ ہوتا ہے۔ الفقر سواد الوجود فی الدارین ترجمہ فقر اضطراری دونوں جہان کی رو بیاہی ہے۔ "مرشد کامل کو طالب اور مرید بنانا باعث حد خجالی ہے۔
 حدیث شریف: اذہ تفرخی والفقیر منی ترجمہ: فقر میرا فقر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔
 یہ تو دیا کھا۔ جس سے وہ زندہ بھونکے کی طرح آواز نکالنا کھا۔ اور یہ سداک کی قوم نے سامری کے کہنے پر اسے پوجا شروع کر دیا تھا۔ اسی طرح جب کوئی فقیر کامل اور عامل منتہی اپنی دعوت سے حضرت مرد کا ثبات علی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کی حاضرات کا طالب ہوتا ہے۔ تو حضرت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس عہد علیہ اصحاب کبار اہل دعوت کے پاس تشریف لے آتے ہیں۔ اس وقت اہل دعوت خوشی و جوش اور بیداری کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قدم مبارک کی خاک پاک اٹھا کر اپنے پاس الگ الگ رکھ لیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں قدم مبارک کی مٹی میں آپ کی صفت جمال کی تاثیر ہوتی ہے۔ اور بائیں قدم کی مٹی میں صفت جلال کا اثر ہوتا ہے۔ سو جس مکان یا شہر کو آباد اور محمود کرنا مقصود ہو۔ سو دائیں قدم والی مٹی کے ڈالنے اور پھٹرکھنے سے بالکل ویران مکان اور اجڑا شہر اور برباد ملک آباد، محمود اور سرسبز ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی مردہ دل فاسق ناجور اور کافر منافق شخص کو وہ خاک پاک کھلا دی جائے تو وہ زندہ دل اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اور بائیں قدم مبارک کی مٹی میں صفت جمال کا اثر ہوتا ہے۔ اس کے تاثیر سے مکان اور شہر و ملک ویران اور انسان بد حال، مجذوب، دیوانہ اور پریشان ہو کر خاک ہو جاتا ہے۔

اور دیدار سے جدا نہیں ہوتا۔ یہ سب تصور نور، تصور حضور، تصور قیوم اور توہید باطن معہ وجود منفور کا معاملہ ہے۔ صاحب تصور اسم اللہ ذات و حکمت سے خالی نہیں رہتا۔ اول یہ کہ تصور صاحب تصور کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کو صاحب تصور پر ہر مان کر دیتا ہے۔ مادی تصورات چار طرح کے ہوتے ہیں تصور بادی، تصور آتش، تصور خاکی، تصور آبی۔ تصور باد سے صاحب تصور اپنا وجود نکالیں اور دیتا ہے تصور آتش سے صاحب تصور اپنا وجود آگ میں انگارہ بنا لیتا ہے۔ تصور خاک سے وجود خاک میں مل کر مٹی ہو جاتا ہے۔ اور پھر مٹی سے نمودار ہو جاتا ہے۔ تصور آب سے صاحب تصور دریا کے پانی میں نمک کی طرح مل جاتا ہے۔ یا جاب کی مانند تیر جاتا ہے۔ لیکن ان سفلی آفاقی تصورات پر مغرور نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ان مادی تصورات کا مرتبہ بھی تصور فنا اور تصور بقا سے بہت دور ہے اور اس سے بہت آگے مقام قرب اللہ حضور ہے۔ طالب کو چاہیے کہ پہلے چار تصور سے چار مقامات کو طے کرے۔ یعنی مقام اذل، مقام ابد، مقام دنیا مقام عقبی، بعد اذل طالب لائق توفیق وار شاد ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب عالمان اہل دل صاحب تصور بصرف کے ہیں۔

جو ہوائے نفس اور شیطان کو کر دے فنا ایسا سالک ایکدن ہوتا ہے واصل باخدا
اول طالب اللہ پندہ علم، پندہ حکمت، پندہ ہکمت اور پندہ کیمیا کے گنج بے ریاضت اور بے سرنج
ایک ہفتہ یا پانچ روزہ کے اندر مرشد کامل سے بطریقہ فیض و نقل عنایت حاصلات اسم اللہ ذات سے
حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے بعد طالب صاحب عنایت بلا شکایت اور والی ملک ولایت ہو جاتا ہے۔ بغیر
حصول مذکورہ مراتب عنایت طالب ہرگز فقر ہدایت میں قدم نہیں رکھتا۔ اور نہ عارف واصل ہوتا ہے۔
یہ تمام بخششیں اس مرشد نور الہدیٰ سے حاصل ہوتی ہیں۔ جو گنج طور پر اللہ تعالیٰ کے قرب کا پیشوا رہبر
رفیق با توفیق ہو۔ پندہ ہکمت کی کیمیا سے علم، حکم اور حکم کے خزانے یہ ہیں۔

اول گنج کیمیا سے حکمت ام العلوم ہے کہ جس سے ہر قسم کے علوم بے واسطہ اللہ تعالیٰ کی قوم کے قرب
سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ دوم خزانہ کیمیا سے توحید ہے۔ سوم خزانہ معرفت ہے۔ چہارم خزانہ کیمیا سے
قافی اللہ۔ پنجم خزانہ بقا با اللہ ششم خزانہ لا ہوت لا ملکن۔ ہفتم خزانہ کیمیا سے آیات و احادیث

منہک ہو جاتا ہے۔ تو اپنے اس پاس کی چیزوں سے بلکہ اپنی جان سے بھی بے خبر اور غافل ہو جاتا ہے۔ اور جب
انسان سو جاتا ہے۔ تو وہ اپنے مکان اور اپنے جسم و جان اور اپنے جملہ ہمتیں سے بے خبر ہو جاتا ہے یہی حال
خالکی ناقول انسان کا ہے۔ وہ اپنے خالق اور مالک سے غافل ہے۔ گویا ایک طرح سے سویا ہوا ہے۔

کی تفسیر باتا دیتا ہے، شتم گنج علم کہ جس سے طالب روشنی کو ملے پر میر ہو جاتا۔ ہم علم دعوت تکمیل ہے۔ جس سے مشرق سے مغرب تک تمام عالم کو قید قبض اور تصرف میں لایا جاتا ہے۔ دہم خزانہ سنگ پار میں تاثیر ہے جس سے عارف عالمگیر ہو جاتا ہے۔ یازدہم گنج کیمیا اکیسر ہے۔ دوازدهم خزانہ عارف ناظر عالم با اللہ اور ولی اللہ کیلئے مراتب غایت، غنایت، ہدایت اور ولایت میں۔ سیزدہم وہ حکمت اور علم کا خزانہ ہے جس سے دیو خلقت نفس مارہ قتل کیا جاتا ہے جو کہ انسان کے اندر پہلو میں مثل وزدایمان متفق شیطان گھات نکالتے ہوئے ہے چہار دہم علم ترک متوکل ہے کہ جس سے طالب یہ علم و حکمت کے خزانے مرشد کامل سے حاصل کر لیتا ہے۔ فقہ وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے فیض و فضل کے خزانے کا خزانچی ہو۔ جو بذریعہ توجہ عیاں یا بذریعہ اہم عظم زبان طالب کو یہ گنج بے پایاں حاصل کرا دیتے ہیں۔ جب طالب یہ تمام ہدایت اور غنایت کے خزانے حاصل کر لیتا ہے۔ بعد ازاں اس کے دل میں کسی قسم کا غم و الم اور کوئی ارمان و افسوس باقی نہیں رہ جاتا۔ یہ راستہ صرف فرمائش کا ہی نہیں بلکہ ظہر باطن نمائش کا ہے۔ یہ راستہ محض زبان اور بیان کا ہی نہیں بلکہ عیاں اور امتحان کا ہے۔ ایسا مرشد کامل دنیا میں بہت کم یا ب ہے۔ اللہ تعالیٰ شاہد حال ہے کہ میرا یہ حوالہ قابل موافق حال ہے۔

کفی علمہ بجالی ترجمہ میرے حال کی صداقت کے لئے اس کا علم کافی ہے۔

حضرت سلطان العارفین نے جو مذکورہ بالا پندرہ باطنی خزانے بیان کئے ہیں۔ یہ سب آنحضرت قدس اللہ سرہ العزیز کو حاصل ہوئے ہیں۔ بلکہ تمام کتابوں میں جو مقامات اور مراتب فقر کے آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ ان سب کو آپ نے طے اور حاصل کیا ہے۔ اور جس طالب کو چاہیں یہ سب خزانے عطا کر سکتے ہیں۔ آنحضرت قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی کتابوں میں جو فقر اور تقویٰ بیان فرمایا ہے۔ وہ آپ ہی کا حاصل کیا ہوا مخصوص اور ممتاز تصوف اور آپ ہی کا اور دنیا ب فخر ہے۔ جس کا شمع بھی نہ اگلے بزرگان صفت اور نہ پچھلے صوفیائے خلف کی لقائیف میں پایا جاتا ہے۔ آپ کے اس قدر بلند مقامات اور اتنے عالی مراتب کے حالات آپ کی کتابوں میں پڑھ کر اکثر کم ظرف اور خام خیال لوگوں کو یہ گمان اور دہم ہوتا ہے۔ کہ اس قدر بلند اور اس قدر مقامات کا حصول انسانی طاقت اور امکان سے باہر ہے۔ اور آپ کی باتیں معاذ اللہ سکر اور جذب کا کلام ہے۔ اور یہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے قول سبحانی ما اعظم شأنی اور حضرت منصور حلاج کے قول انا لحي جیسے شطحات ہیں۔ لیکن حاشا وکلا آپ کے کلام میں اس قسم کے سکر اور جذب کو ذرا بھر دخل نہیں ہے۔ اور آنحضرت قدس اللہ سرہ العزیز تمام عمر صاحب صحو اور پابند شریعت رہے ہیں۔ بلکہ آپ کے طالب بھی تمام عمر صاحب شریعت اہل صحو ہوشیار سالک رہتے ہیں۔ جذب اور سکر کو اس پاک طریقے میں کوئی دخل نہیں ہے۔

یہ مرتبہ انتہائی معرفت وصال ہے طالب ناقص خیال! کہ جس وقت بھی طالب چاہے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو اور جب کبھی ارادہ کرے مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شرف باریابی حاصل کرے۔ یہ مرتبہ تب حاصل ہوتا ہے۔ جب کہ مرشد کامل پہلے روز طالب کو تصورِ حاضرات اسم اللہ ذات کا وہ انتہائی راستہ و کھنڈ تیار ہے جس میں مجملہ علوم خود بخود معلوم ہو جاتے ہیں۔ اور جس سے تمام حکمت کے خزانے کھل جاتے ہیں۔ یہ علم کل مرشد کے ذریعے محض طالبانِ صادق جانِ فدا عارف باخلاق صاحبانِ عقل کو بے واسطہ کسی نبی یا ولی سے اس طرح حاصل ہوتا ہے جس طرح ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوتا ہے۔ یا مانتاب کو آفتاب سے روشنی پہنچتی ہے۔ یہ علم کسی طور پر رسم و روم سے ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ خاص اللہ جل و اعلیٰ کا علم ہوتی عارفوں میں سینہ بسینہ، توجہ توجہ، تصور تصور، تفکر تفکر، تصرف تصرف منتقل ہوتا رہتا ہے یعنی علم توحید، علم تجرید، علم تفرید، علم ترک و توکل و علم قرب، علم حضور، علم نور، علم توفیق، علم تحقیق اور علم تصدیق وغیرہ جتنا بچہ صدق حضرت ابوبکر صدیق و عدل حضرت عمر و حیا حضرت عثمان و علم علی کرم اللہ وجہہ و فقر و خلق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مکتوب حَبَّہٗ اَسْمَہٗ و کُلُّہَا عَلَمٌ ترجمہ اس مکتوب کا ایک اسم بمنزلہ گھٹلی کے ہوتا ہے۔ اور اس کا گودا علم ہے یا اسم اللہ ذات کی تاثیر سے طالب روشن ضمیر کہ علم غیب الخیب اور ہدایت لایب بطریق نعم الہی

عقرا، معرفت اور سلوک کا انتہائی مقام یہ ہے کہ سالک اللہ تعالیٰ کے دوام مشاہدے پر مستغرق رہے۔ اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بزم باطنی حضور پر نور سے ہمیشہ مشرف ہو یعنی جس وقت طالب چاہے اور ارادہ کرے اپنے اختیار اور خواہش سے ہوش و حواس کی حالت میں دیدار پر انوار پروردگار سے مشرف ہو اور جس وقت چاہے بزم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم باریابی حاصل کرے۔ اور ہر کام کے لئے جواب با صواب حضور پر نور سے پلے۔ یہ تمام سلوک کا انتہائی مقام ہے۔ اس سے بلند اور بالا اور کوئی مقام نہیں ہے۔ ان دو مقامات کے مابین جس قدر باطن میں مقامات اور مراتب ہیں وہ سب ان دو بلند مقامات کے لئے نسیب اور سیڑھی کے پائوں کی طرح ہیں۔ یا راستے کے منازل اور پڑاؤ کے خانے ہیں۔ اصل منزل مقصود یہی دو مقامات ہیں۔

۱۔ علم و طرح کا ہے۔ ایک علم ظاہری کسی جو کتابوں میں مرقوم ہے۔ جو ایک انسان شاگردی کے طور پر دوسرے انسان یعنی استاد سے حاصل کرتا ہے۔ اس علم کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ اقرآن میں عَلَّمَہُ الْقَلَمَ سے یاد کیا ہے۔ دوم علم باطنی وہی جو خواص انسانوں کو کبھی کبھی بطور اتقار و حمافی کسی فرشتے، ولی یا نبی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس علم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عَلَّمَہُ الْاَنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمُ اور عَلَّمَہُ مَا مِنْ لَدُنَّا عَلَّمَہُ کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے کو وہ علم عطا کیا جو وہ نہیں جان سکتا تھا۔ اور ہم نے

(باقی اگلے صفحہ پر)

ازراہ فیض فضل و متاہی حاصل ہوتا رہتا ہے۔ یہ مرتبہ ابتدائی فقر و اصل کا ہے۔ فقیر کامل کو یہ دو شکر عظیم
مکرم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتے ہیں۔ ایک شکرِ خلق و دوم بغیر شکرِ تمام ملک بذریعہ علم لدنی
قبضہ میں لے آتا ہے۔

قرب حق، بزم نبی میں علم کے مظہر مرے عالم با اللہ پہ کھل جاتے ہیں یہ سجدہ ہر مرے
واضح ہو کہ علم اور تقویٰ سے مرتبہ بہشت حاصل ہوتا ہے۔ اور کفر سے نجس بخاست دنیا جہنم بہشت
میتا ہے۔ لیکن مراتب علما و فضلاء، فقہاء اور درویش فقر سے قاضی کا مرتبہ بلند تر ہوتا ہے۔ وہ قاضی جس کا کام
رشوت، اربیا اور سیم و زر سے بالاتر ہے۔ وہ ہے حقیقی قاضی جس سے خدا اور رسول راضی ہے پس قاضی و قسم کے
ہیں۔ ایک قاضی ظاہر و دوم قاضی باطن۔ چنانچہ آدمی کے وجود میں نفس اور روح آپس میں معاملے اور
جھگڑے کے لئے مشعل مدعی اور مدعا علیہ کے ہیں۔ عارف منصف مزاج حق شناس صفات القلب اللہ تعالیٰ
کی توفیق سے متقاضی ہوتا ہے مثل حاکم عادل بعد لخص و تحقیقات فتویٰ دیتا ہے کہ نفس موزی باطن کو قتل کر دیا
جائے۔ اور روح اصلی مالک حقیقی کو اپنا حق ملکیت و حدود دید یا جائے۔ تاکہ ملک ولایت و جودیر میں ہر
طرح سے امن قائم ہو۔ اس معاملے میں گراما کا بتین نیک و بد گناہ و ثواب کے دفاتر ہمراہ لئے شہادت
کیلئے عالم حیات و عالم ممات میں موجود ہیں۔ قولہ تعالیٰ اَيُّوْحَن نَحْمَدُكَ عَلَىٰ اَفْوَاهِهِمْ وَ تَكَلَّمْنَا اَيُّدِيَهُمْ

اسے اپنی طرف سے (بلا واسطہ) علم عطا کیا۔ یہ علم باطنی نفس کو نفس سے، دل کو دل سے اور روح کو روح سے محض
تو جبر باطنی کے ذریعے ایسی شکل میں اقامہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قَوْلُهُ تَعَالَى مَنْ كَانَ
عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلِ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُرَجِّحَ دُونِ مِيزَانٍ (یہود) اس جبریل فرشتے کے
بھی دشمن ہیں جس نے قرآن کو تیرے قلب پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل کیا ہے۔

اس کی مثال یوں ہے کہ پہلے زمانے میں لوگ تیل اور بتی وغیرہ کے ذریعے بڑے تر و دار رحمت سے ایک مکان کو روشن کرتے
تھے لیکن آج کل پاور ہاؤس یعنی بجلی گھر کی وجہ سے صرف بٹن دبانے سے ایک دم میں ہزاروں گھڑ بجلی کے قوتوں سے روشن ہو
کر شہر کا شہر نقبہ نورین جاتا ہے۔ اسی طرح ایک مرشد کامل جب اپنی باطنی توجہ کے ثمن کو دیتا ہے تو ہزاروں لاکھوں
مریدوں اور طالبوں کے۔ دلوں کو نور باطن سے منور کر دیتا ہے۔ ظاہری مادی عقل والوں کے سامنے خواہ کتنے ہی دلائل اور
براہین پیش کئے جائیں۔ وہ اس علم کی حقیقت اور ماہیت کو نہیں سمجھ سکتے۔ تمام انبیاء و مرسلین خصوصاً ہمارے آقائے نامدار
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدا امی و ابی اس علم کے نندہ مثال ہیں۔ کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا واسطہ
یہ علم بطور انعام و رحمانی عطا ہوا اس کے بعد آپ کے متبعین اولیاء و کالمین کو یہ علم حاصل ہوتا رہا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ترجمہ - قیامت کے دن ہم لوگوں کے منہ پر مہر لگا دیں گے۔ اس کے بعد ان کے ہاتھ پاؤں گویا ہو کر ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ "الانسان کامل کا وجود گویا ایک طلسم اور معنی ہے۔ جو جملہ گنج مراتب حیات و ممات کو اپنے اندر چھپائے اور دبائے ہوئے ہے۔ یہ طلسم ہر معنیٰ بذریعہ ہم مسلمی علم نعم البذل سے کھلتا ہے۔ جو شخص مرشد کامل سے علم نعم البذل نہ پڑھے اور اوقوالعلم درجات نعم البذل نہ جانے وہ احمق اور بے دانش ہے کہ ان مراتب کا دعویٰ کرے۔ ایسا شخص ہمیشہ نفس امارہ کی قید میں رہ کر جملہ علوم ظاہری اور باطنی سے محروم رہتا ہے۔

نعم البذل کی بے شمار قسمیں ہیں۔ چنانچہ نعم البذل علم قال، نعم البذل ذکر فکر و تدوین ظائف حال، نعم البذل سکر صحو قبض بسط خطرات خام خیال، نعم البذل الہام عیان لاہوت لامکان باقرب وصال، نعم البذل ظاہر باطن بمشاہدہ اعمال و افعال، نعم البذل مجلس محمدی صلعم میں معلوم کرنا صفاتی ماضی مستقبل و حال، نعم البذل مراتب فیض فضل ازاں روز ازل۔ واضح ہو کہ مراتب فقر اور معرفت کو مادی حسن خط و خال حسن پرستی اور سرود ہوا مستی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مراتب بتدریج قرب خدا سے باز رکھنے والے ہیں۔ یہ سب شیطانی حیلے و سلیے اور وسوسے ہیں۔ جس جگہ اللہ تعالیٰ کا رہنا ہے وہاں نہ صوت فقر اور ذراگ کی آواز ہے کہ عالم عارف مشاہدہ بین ہر حسن حجاب سے بے نیاز ہے کیونکہ وہ صاحب دیدار اہل چشم باز ہے۔

آنکھ لقاں کھو گئی نفس مرا سوا ہوا
صبح چلی بنی کے ہاں دل نے خدا کو پایا
چھوٹ گئی تریق سب نام و نشان ٹٹ گئے
بلبل بے کا پھٹ گیا باہو و ہوسمٹ گئے

پس جس شخص کے ہم فہم اور محاسبے میں نعم البذل کے مذکورہ بالا مراتب آجائیں اُسے گویا مراتب فقر کے ہر مقام کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ اور جسے یہ مراتب حاصل ہو جائیں اس نے فقر اور معرفت کے تمام مراتب کو حاصل کر لیا۔ نعم البذل کے کل درجات قرآنی آیات کے درجے سے حاصل ہوتے ہیں جس سعادت مند شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب اور مشاہدہ حضور کی سیلے بلا تیار ہے۔ اسے راستے میں گناہ کی لغزشیں اور نشیب و فراز بھول جاتی ہیں۔

اور قیامت تک اس علم کا سلسلہ جاری رہے گا۔ قرآن کریم میں سورۃ کہف کے اندر جو حضرت علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے کہ حضرت نے کشتی میں سوار کیا اور بچے کو قتل کیا اور شکستہ دیوار کو بنا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان افعال پر اعتراض کرتے رہے جسکی تاویل بعد میں حضرت علیہ السلام نے یوں سمجھائی کہ یہ سب افعال میں اللہ تعالیٰ کے امر سے کہ اور ان سب میں باطنی حکمت تھی۔ جو بچے باطن میں سمجھائی گئی۔ جس سے موسیٰ علیہ السلام اس علم کے معترف ہو گئے۔ قرآن تعالیٰ۔ فوق کل ذی علم علیہ :-

کیونکہ فقیر کامل جب مرتبہ بے حجاب کو پہنچ گیا تو اس نے تمام ثواب کا مجموعہ مرتبہ بے حجابی میں پایا۔
کچھ نہیں میں جانتا حق کے سوا حق کو پایا بحمد مصطفیٰ

حدیث: اذا افتقر فهو الله۔ فقر کا تمام رشتہ عجاب سے اور ریاضت سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ حق آگاہ اور عنایت سے حاصل ہوتا ہے۔ مرشد کامل سے طالب کو حضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ اور ہر منصب اور مراتب آنحضرت کے حضور سے دلاتا ہے۔ واضح ہو کہ توجہ کی چند خاص قسمیں یہ ہیں۔ اول توجہ وہ ہے کہ طالب ایک ہی توجہ ایک ہی تصرف ایک ہی تصور، ایک ہی فکر اور ایک ہی دم میں مشرف دیدار پروردگار ہو جائے۔ یعنی جہاد بعد عناصر صفات سے یک دم باہر آکر غرق فنا فی اللہ ذات ہو جائے۔ دوم وہ توجہ کہ طالب ایک ہی توجہ، ایک تصور، ایک فکر اور ایک دم میں مجلس خاص الخاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ کر حلقہ انبیاء، اولیاء و اصفیاء اور حلقہ اصحاب کبار و بچحق پاک و اکابر مجتہدین و حضرت شاہ محی الدین چشتیہ رحمہ اللہ کے دیدار پرانوار اور ملاقات متبرکات سے مشرف ہو کر ان سب کے منظوریہ نظر ہو کر لازم درگاہ حضور ہو جائے اور ان سے حلقہ صہبات دینی و دنیوی اور معرفت توحید، جمیوت اور حقیقت کے ظاہری باطنی خزانوں کی کنجیاں حاصل کر کے حلقہ مخلوقات کو قید اور تصرف میں لے آوے۔ ایسا عارف کامل ایک ہی توجہ، تصرف، تصور

۱۔ ایسا عارف کامل اہل دم تصور اسم اللہ ذات کی توفیق جسے بنی یا دلی یا فرشتے سے ملتا ہے۔ اسم اللہ ذات کی باطنی برقی طاقت سے اس بنی یا دلی یا فرشتے سے اپنا روحانی رابطہ اور رشتہ ملا لیتا ہے۔ اور اس کی باطنی شخصیت اللہ سے ملکر اس کی صفت اختیار کر لیتا ہے۔ اور وہی کام کرتا ہے۔ کیونکہ ہر بنی یا دلی اور ہر فرشتہ باطن میں ایک خاص صفت سے موصوف ہے۔ مثلاً اگر کسی عارف کامل کو بارش برسانے کی ضرورت ہے۔ تو چونکہ اس کام کیلئے اللہ تعالیٰ نے میکائیل فرشتے کو مخصوص فرمایا ہے اور تمام بادلوں پر یہی اچار ج اور افسر ہے۔ اس لئے عارف کامل قوت تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے اپنا دم حضرت میکائیل علیہ السلام سے ملا لیتا ہے۔ اور جس ملک اور شہر پر جس قدر بارش برسانی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس قدر بارش برس جاتی ہے۔ اسی طرح حضرت عزرائیل علیہ السلام سے دم ملا کر نویر جلیل عزرائیل سے پورا اور مملو ہو جاتا ہے۔ اس وقت جس دشمن کو اپنے دم میں پکڑ لیتا ہے اس کی جان قبض کر لیتا ہے۔

ایک دفعہ یہ فقیر مسجد حضرت سلطان العارفین میں نماز پڑھا کرتا تھا۔ ان دنوں سخت قحط سالی تھی۔ اور بارش نہیں ہوتی تھی۔ زائرین نماز کے بعد مسجد سے بارش کیلئے دعا مانگواتے تھے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

تفکر اور ایک ہی دم میں اپنا دم حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملا لیتا ہے۔ جو کچھ پیغام الہام جواب سوال اللہ تعالیٰ کے قرب سے اسرار ربانی انہیں حدیث و آیات قرآنی چاہے اس کے دل پر اتقا ہو کر مشرور و عاقل ہو و ہدیہ ہو جاتے ہیں۔ دیگر ایک ہی قوجہ، ایک تصور، ایک تصرف، ایک فکر، ایک دم، ایک جذب اور ایک ہی حاضرات سے اپنا دم میکائیل علیہ السلام سے ملا لیتا ہے۔ اسی وقت باران رحمت قطرات مطرات جس قدر چاہے برس جاتی ہے اور برکت حاضرات اہم اللہ ذات سے جبرائیل اور میکائیل اسی طرح صاحب تصور کے قبضہ اور حکم میں رہتے ہیں۔ دیگر اسی طرح اپنا دم حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دم سے ملا کر جس شہر یا ملک پر نظر جلبیت کرتا ہے۔ اس کی آبادی کی روح اس طرح جذب کر لیتا ہے کہ قیامت تک وہ جگہ پھر آباد نہیں ہوتی۔ دیگر اسی طرح اپنا دم حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ملا کر عزرائیل کے دم سے دشمن کو جذب اور قبض میں پکڑ لیتا ہے۔ اور دم نہیں چھوڑتا جب تک دشمن موزی ہلاک نہ ہو جائے یا دشمن موزی اہل نفس یا دشمن موزی کافر ظالم مسلمانوں کو آزاد نہیں جانے والا یا سب سے پہلے اہل بدعت جو دین محمدی سے پھر گیا ہو۔

ان دنوں ایک روزہ دہر کو یہ فقیر اپنے حجرے میں سو رہا تھا۔ میں نے واقعہ میں دیکھا کہ میں دو چار اجنبی آدمیوں کے ہمراہ مسجد میں کھڑا ہوں اور وہ لوگ مجھے اشارہ کرتے ہیں کہ میں نماز میں مان کی امامت کروں۔ چنانچہ میں ان کی فرمائش پر آگے بڑھا۔ میں نے ان کی امامت کرتے ہوئے کھڑے کھڑے اپنے دونوں ہاتھ بارش کی دعا کیے اٹھائے اور دعا یہ استعاذ اور دعا بارش شروع کی اس وقت میں نے دیکھا کہ میرا وجود بہت وسیع ہو گیا ہے۔ اور مجھے اپنے ہاتھ مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے نظر آئے اور میری ہتھیلیاں اتنی وزنی اور بھاری ہو گئیں گویا میں اپنے ہاتھوں میں پہاڑ اٹھائے ہوئے ہوں۔ جس وقت میں نے دعا بارش ختم کی اور آسمان کی طرف دیکھا تو مجھے آسمان پر بڑے بھاری بادل چھائے ہوئے نظر آئے۔ اس وقت میری آنکھ کھل گئی۔ تو میں دہر کا وقت تھا۔ اور باہر دھوپ نظر آ رہی تھی۔ پھر حجب میں نے آنکھیں بند کر لیں تو میں نے دیکھا کہ باہر ہر جگہ بارش کا پانی پھر رہا ہے۔ اور تمام زمین پر پانی ہی پانی ہے۔ غرض ظہر کے وقت نماز کیسے اٹھا تو اس وقت بھی آسمان پر بادل کا کوئی نشان نہ تھا۔ جب ہم نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو عصر سے کچھ پہلے آسمان پر بادل نمودار ہوئے اور عصر کی نماز کے وقت تو ایسی موسلا دھار بارش شروع ہوئی کہ ایسی سخت بارش کبھی نہ دیکھنے میں نہیں آئی۔ چنانچہ مادی رات بارش رہی اور اسی طرح متواتر تین چار روز اتنی زور و شور سے بارشیں ہوئیں کہ لوگ تنگ آ گئے۔ دعا کے وقت جو مجھے اپنا وجود بڑا بھاری معلوم تھا اس وقت میرا دم میکائیل علیہ السلام سے متحد اور متصل تھا۔ اس لئے فوراً بارش کا بندوبست ہو گیا۔

یہ تو لا نکہ اور فرشتوں سے دم ملنے کا واقعہ ہے اسی طرح پیغمبروں سے دم ملایا جاسکتا ہے۔ اور ان سے کام لیا جاسکتا ہے۔ حضرت بایزید سطا می فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے پاؤں کے نیچے ایک کیرا کچلا گیا اور ہلاک ہو گیا۔ مجھے سخت سوچ ہوئی کہ خدا کی مخلوق میرے پاؤں کے نیچے کچل کر مائع ہو گئی۔ میں اس وقت اس کی دوبارہ زندگی کیلئے اللہ تعالیٰ (باقی اگلے صفحہ)

غرض چلوں میں ریاضتیں کرنے اور ہزاروں دعوتیں پڑھنے اور حد سے زیادہ بشمار ذکر فکر کرنے اور شکر پر خزانہ بشمار خرچ کرنے سے بدرجہا بہتر اور مفید تر ہے کہ تصور و توجہ فقیر کامل و تصرف فقیر مکمل و تفکر فقیر مکمل اور جذب فقیر جامع ایک باہم ہو جائے جو فقیر اللہ تعالیٰ کے قرب سے توجہ کرنی جائے اس کی توجہ قیامت تک روز بروز بڑھتی رہتی ہے کبھی بند نہیں ہوتی۔ اس قسم کا فقیر صاحب مراتب بے سر صاحب اسرار عارف پروردگار ہوتا ہے۔

ساکینوں چھپاؤں کو جو ہے لادول
کیوں چھپاؤں جس کو ہے ولکم بقا
گم ہو کیوں میں نام جس کے بیشمار
پس ہو ابدیل اور واجب دروازا

جلوۃ انوار بخشے باوصال
جلوۃ دیدار دیسے بالفا
نام سے بچتے ہیں زندہ دل ہزار
دیکھتے عارف میں دیدار خدا

تصور باطنی تلوار ہے صاحب تصور جس کی گردن پر تیغ تصور سے کاری ضرب لگا دیتا ہے۔ اس کی گردن تن سے جدا کر دیتا ہے۔ تصور مثل نیزہ یا سان نیزہ ہے۔ صاحب تصور جس کے وجود میں نیزہ تصور سے زخم لگاتا ہے اس زخم سے وہ ہرگز جانبر نہیں ہوتا اور آخر ہلاک ہو جاتا ہے۔ تصور مطلق ایک توفیق الہی ہے اور صاحب تصور کے قبضے میں ہر اقلیم کی بادشاہی ہے۔ تصور مثل عصائے موسوی اور آتش گلشن گل بہار ابراہیمی ہے۔ اور معراج کھرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تصور مثل جام جہاں نما ہے یا آئینہ سکندری ہے۔ اور علم تصور حضرت آدم علیہ السلام کے علم الاسماء کی طرح ہے۔ تصور ایک باطنی گنج ہے۔ اور صاحب تصور لا یتحاج بے رنج ہے۔ تصور ایک ایسی کیمیا ہے کہ کل وجہ کیمیا اہل تصور کے قبضے میں ہوتی ہے۔ صاحب تصور عاقل مقرب رب جملہ عالم پر غالب اور غالب ہوتا ہے جس وقت صاحب تصور غیب لغیب اللہ تعالیٰ کی جانب اسم اللہ سے متوجہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر مہربان کر کے اس سے بندہ یواہر ہام سخن و کلام ہو جاتا ہے۔ تصور سے صاحب تصور اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچ جاتا ہے۔

اے طالب! تصور کے مراتب یہ ہیں۔ اگر تو حیدرات تصور جانتا اور علم تصور پڑھنا چاہے۔ تصور ایک علام ہو جو ہر شد مقام قرب تقا سے طالب کو بخش دیتا ہے تصویلات یہ ہیں۔ تصور طیور، تصور خسور، تصور سرور، تصور

کی بارگاہ کی طرف ملتی ہوا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت حاضر ہو گئی۔ اور میں نے اس کی وساطت اور دم سے اس کیڑے کو دوبارہ زندہ کیا۔ سویر عیسیٰ علیہ السلام کے دم سے دم لانے کا واقعہ ہے۔ اسی طرح ہر فرشتہ، ہر ولی اور ہر نبی کے دم سے دم لاکر اس سے اس کی مخصوص صفت کے مطابق ادا اور استقامت حاصل کی جاسکتی ہے۔ دعا بوقت ہاتھوں کا بجائی معلوم ہونا۔ یا ہم کا صلح معلوم ہونا یا دعا بوقت ہفت اور ہفت بدیا ہونا دعا کی قبولیت کی علامت ہے۔

مغفور، تصور ذکر، تصور شہد، تصور قیوم، تصور باطن معبود اور تصور امور لیکن تصور کس امر سے جاری ہوتا ہے۔
اور تاثیر کرتا ہے اور نفع یا نقصان پہنچاتا ہے۔ اور مشرق سے مغرب تک تصور کا یہ معاملہ جاری ہوتا ہے۔ کہ
ایک دم میں تصور کے ذریعے دشمن کو قتل کیا جاتا ہے۔

دل مثال بحر ہے جاری دال	اہل دل ہے جاتا دم کے نشاں
مختلف دم بحر دم میں ہیں دال	دم کو قاصد دل کا جانو بے گماں
روح، دل، دم، نین جب ہو جائیں تو	ایسے دم سے ہی خلائی کا ظہور
دل ہمیشہ ہوتا ہے مثل ہوا	دم جوئی اللہ ذات ہو دیکھے خدا

اس علم دم کا ماہر صاحب زندہ دم عالم ربانی اور عالم روحانی ہوتا ہے۔ عالم ربانی، عالم نفسانی
عالم اہل مطالعہ خوانی اور اہل رتوت ریا منصوبہ باز عالم شیطانی اس علم غیب دانی اور اس علم لاہوت لامکانی
سے محروم ہے۔ ان مراتب کو عالم حیوانی مردہ دل عبادے طمع و حرص ذیلیہ پریشانی کیا جانے۔
قرآن تعالیٰ: وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوحِيْ (ہم نے (آدم میں) اس میں اپنی روح پھونک دی)
آدمی کے وجود میں دو دم اور سانس ہیں۔ ایک آتما ہے اور دوسرا جاتا ہے۔ ماہر سانس پر ایک فرشتہ
ماہر و مومل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔ کہ سانس کو اندر یا باہر جانے دیا جائے یا روک
لیا جائے۔ پس ہر سانس کے اندر آنے اور باہر جانے پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گزار ہی جاتی ہے۔ اور
جو سانس تصور اسم اللہ ذات سے نکلتا ہے اس کی باطن میں موتی کی طرح ایک نوری صبروت بن کر اللہ تعالیٰ

ع انسان کے ہر دم اور سانس میں اس کی روح اور دل کے خیالات ملے جلتے ہوتے ہیں۔ اور اگر سانس اللہ تعالیٰ
کی یاد اور ذکر فکر سے نکلتا ہے۔ تو وہ دم اور سانس زندہ کہلاتا ہے۔ اور وہ ایک گوہر بے بہا بن کر انسان کے لئے
آخرت میں جمع ہوتا ہے۔ اور جو سانس افش کی یاد سے غفلت میں گذرتا ہے وہ سانس مردہ کہلاتا ہے۔ اور وہ سانس
انسان پر دنیا آخرت میں وبال جان اور نیاں ایمان بنتا ہے۔ اور وہ سانس ظلمت نفسانی، نار شیطانی اور خطرات
دنیا سے پریشانی سے پر اور مملو ہوتا ہے۔ ایسے دم کا سلسلہ اپنے ہیڈ کو اثر اور پاور ہاؤس شیطان سے ملتا ہوتا
ہے۔ اور وہاں اسے ہر وقت ظلمت، غفلت اور محصیت کی قوت اور قوت حاصل ہوتی رہتی ہے۔ ایک عارف
کامل دوسرے انسان کی حقیقت اور اصلیت اور اس کے دل کے خیالات کو اس کے دم اور سانس سے معلوم
اور محسوس کرتا ہے۔ عارف کامل یا نیک صالح اور مومن آدمی کا دم جب دل سے نکلتا ہے تو دل کو ٹھڈک
محسوس ہوتی ہے۔ اور اس سے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ (باقی اگلے صفحہ پر)

کے ہاں خزانہ حضور میں صاحب بقدر کے لئے جمع ہو جاتا ہے۔ اگر دنیا کی تمام دولت جمع ہو جائے اس کو ہر دم کی متاع کی برابر نہیں کر سکتی بلکہ دولت بہشت بھی اس کو ہر بے ہوا و بے بدل کے مقابلے میں کم ہے۔

حساب زیادہ و غلبہ بیشتر گنزدیک دم حساب یکدم عاشق بعد محشر نے گنجد

فقر کامل ان جو اس بات سے بہا کا مالک صاحب گنج ہوتا ہے۔ کیونکہ عارف فقیر عامل گو ہر دم کا قدر میں ہے۔ ایسے صاحب دم گو ہر طرح سے امن و امان ہے جس شخص کا نور جیل اند کو ہر دم اس طرح اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہو اسے کچھ پرواہ نہیں ہے کہ خلقت میں گم نام یا مشہور ہو۔ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلَىٰ صُوْرٍ وَلَا اِلَىٰ اَعْمَالٍ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ فِي قُلُوْبٍ وَنِيَّاتٍ (اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہارے اعمال کی طرف دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے)۔

صاحب تصور دم اللہ کے دل میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی محبت، وصل، شوق مشاہدہ اور اشتیاق دیدار پیدا ہوتا رہتا ہے۔ مردہ دل آدمی کا دم اپنے معدن شیطان کو جا پہنچتا ہے۔ اور وہاں سے شیطانی خطرات نفسانی و سواس مثلاً حرص، طمع، کفر، شرک، ریا، عجب، ہوا اور اس قسم کی دیگر ناشائستہ ریح سے متعفن ہو کر اہل دم نفسانی کے اندر واپس آکر کدورت، ظلمت اور غفلت کا موجب بن جاتی ہیں۔

کے شوق و محبت میں اخافہ اور ترقی ہوتی ہے۔ لیکن برخلاف اس کے جب کبھی کافر، مشرک منافق اور فاسق فاجر آدمی کا دم دل سے ٹکراتا ہے تو دل کو معصیت اور ناشیطانی کی حرارت محسوس ہوتی ہے۔ اور غفلت نفسانی، معصیت شیطانی اور ظلمت دنیائے پریشانی کے کالے بادل داغ پر چھا جاتے ہیں۔ اور حرص، طمع کبر، شہوت غضب وغیرہ اخلاق ذمیمہ کا وجود میں غلبہ اور زور ہوتا ہے۔ یہی دم اور سانس اگر عارف کامل کے وجود سے خارج ہوتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کے نور کا شعہ اور تھلی ہوتا ہے اور اگر نفسانی جاہل کے وجود سے خارج ہوتا ہے تو نار شیطانی کا ایک ہم گولہ ہوتا ہے۔ جس ولی سے ٹکراتا ہے اسے معنوی طور پر ہلک کر ڈالتا ہے۔ عارف کامل کی توجہ کا ذریعہ بھی دم ہوتا ہے۔ اسی کے ذریعے وہ اپنے طالبوں اور مریدوں کے دلوں میں اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی معرفت، محبت اور قرب و مشاہدے کا نور ڈالتا ہے۔ سو ہر ذکر فکر اور ہر طاعت و عبادت میں مقصود دل کا حضور و سبب میں قلب کو معرفت سے زندہ اور محمور کرنا مقصود ہوتا ہے۔

بعض لوگ طاعت اور عبادت میں محض جسمانی حرکات اور ظاہری بدنی اعمال پر اتکا کرتے ہیں۔ اور دل کو اسی طرح دسواں شیطانی اور وہمات نفسانی میں مبتلا رکھتے ہیں۔ اور دل کے حضور اور اسے عزیز و سواں اور خیالات سے محفوظ رکھنے کی پرواہ نہیں کرتے۔ ایسی عبادت اور طاعت سے کچھ فائدہ (باقی اگلے صفحہ پر)

دم ہیں دوسرے دم میں دم ہی پیشوا
 نور ہی دم ہے راہبر سونے خدا
 ایک دم کتا ہو انسان کو فنا
 روح باہر آئے جس دم سے سدا
 دم میں دل ہو دائرہ مرکز ہی روح
 ایک دم ہے نور اک قہر خدا
 ناری دم ہی سونے شیطان ہما
 ایک دم دیتا ہے دیدار و لقا
 ہے حیاتی بخش وہ نور خدا
 چشم باطن کو ہے اس دم ہی فوج

اگر کسی شخص کی یہ آرزو ہو کہ اسے علم کیمیا اکسیر یا علم دعوت تفسیر حاصل ہو یا اگر کوئی چاہے کہ مشرق سے
 مغرب تک ہر ملک ولایت کو قبضہ تصرف اور قید تسخیر میں لاکر عالمگیر اور کونین پر امیر اور ڈیپٹی جج فقیر ہو۔ یا اس
 مرتبہ کی آرزو ہو کہ جملہ انبیاء و اولیاء کے ساتھ مصافحہ و ملاقات کرتا رہے یا قرآن میں سے اہم اعظم والے یا مہتر
 محضر علیہ السلام کے ساتھ حاضر ہو نیکی خواہش ہو یا دنیا و آخرت میں کوئی مراد اور مطلب رکھتا ہو۔ اگر کسی شخص
 کو مذکورہ بالا جملہ حاجات و مرادات اس کتاب کے مطالعہ سے شروع ہو جائیں حاصل نہ ہوں وہ شخص نہایت
 کم بخت اور بے نصیب ہے۔ یہ کتاب ہر پیر اور مرید کے لئے بلکہ جملہ عالم کیلئے ایک گہوٹی ہے۔

صادق ہی وہی طالب جو سر سے گندہ جا
 زن ریزن مردان ہی نہ رشتہ شنایاں ہو
 سر رکھ کے بھیلی پر آجامری بجانب تو
 ایسا نہیں کوئی بھی صادق ہو طلب میں جو
 اک باپ ہو اک مرشد طالب ہو ہر جائی
 ذکر وہی بہتر ہے جو آنکھ کان سے ڈاکر
 ہے ذکر وہی جس سے مذکر نظر آئے
 نذران کا جو طالب ہو وہ حق کو کہاں پائے
 خاطر میں نہ لایاں گوگر طالب عرفاں ہو
 واصل کروں مولیٰ سے گرتی گا ہی طالب کو
 طالب نہیں کہتے میں خود میں ہیں جو اور بند
 کہتے کی طرح در در پیر تا ہے جو سوادنی
 یہ ذکر خفی غیبی دیدار کا ہے رہبر
 اور قرب و حضور میں ڈاکر کو جو بے جا

عاف با اللہ صاحب عنایت و ہدایت و فقیر ال وصال صاحب و ہم و حدت خیال نا ابالی کے لئے ایک
 دوسری جہان ہے۔ دوسرا جہان، دوسرا مکان اور دوسرا زمان ہے۔ ایک الگ بیان ہے اور الگ زبان۔ ایک
 نرا حال اور قال ہے۔ اور نرالی کیفیت جمال۔ ایک الگ طلب ہے اور الگ طاعت۔ ایک علیحدہ ذکر مذکور ہے اور
 ایک علیحدہ فکر حضور۔ تجلی انوار جدا ہے۔ اور شرف دیدار ہر لحظہ جدا۔ مشاہدہ مختلف ہے اور معراج مختلف۔ فنا اور بقا

نہیں ہوتا۔ لا صلوة الا بحضرة القلب صحیح ہے۔ اس واسطے ایسے لوگوں کی نماز سے تنہی عن الفحشاء والمنکر
 کافائدہ مترتب نہیں ہوتا۔
 بنیال اللہ و در دل گاؤں جو۔ این چہیں تسبیح کے دار و اثر

اور فقیر کے ان مراتب کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام بھی نہیں پہنچ سکتے
 حدیث: علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل: علماء امت خاص روشن ضمیر فقیر ہیں
 تصور سے حامل ہوتے سب مقام تصرف میں ہر فقر و عرقاں تمام

اذا تم الفقر فهو الله ۛ

ایات

نفس کی تصویر بتلا و دل ذرا	نفس اتامہ ہے کافر لے جہا
نفس صورت دیو سیرت بنی خلیفہ	منکر توحید و قرآن و حدیث
مطمئنہ نفس ہے طاعت پذیر	انبیاء و اولیاء کا بے نظر
نفس کو بچا پنا پانا ہے گر	کہ رفیق اپنا ہے اور اہل ہر
اولیاء کے یہ مراتب یہ نشاں	وحی قلب و روح ہی پاک و عیاں
پٹھتے ہیں ہر دم جنازہ نفس کا	یہ نماز ان کی وسیلہ با خدا
نفس و قلب و روح سے نکلا صلا	ہے نماز خاص یوں ہوتی ادا
پس مراتب عارفوں کے یہ صفا	حق تعالیٰ سے ہے یہ دولت عطا
سب مراتب جموڑ کر وحدت طلب	عین ہو با عین ناظر خاص رب
ہے جو مرشد خرم وحدت حضور	مہرہ در کرتا ہے طالب کو ضرور

یہ حدیث کہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیاء کی طرح ہوں گے
 ان علماء سے مراد علماء ربانین ہیں جو ظاہری اور باطنی طور پر ولایت الانبیاء ہیں۔ انبیاء کی ولایت صرف ظاہری قیل و قال
 یا رسمی رواجی مذہبی اعمال ہی نہیں بلکہ انبیاء کی حقیقی اور اصلی ولایت ان کی روحانی طاقت اور باطنی علوم ہیں۔ جو انہیں واسطہ
 وہابی طور پر اللہ تعالیٰ سے عطا ہوا کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ علماء کائنات مالم یعلم یعنی ہم نے
 انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ اور یہ شافعی ہے۔ وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ دُونِ عِلْمِ الْإِنسَانِ۔ یعنی ہم نے اسے اپنی طرف سے
 اسے واسطہ علم لدنی عطا کیا۔ سو اس سے مراد اولیاء کرام ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔ انبیاء کے پاس معجزات
 تھے تو اولیاء کے پاس ان کی مثل کشف کرامات ہیں۔ اور انبیاء کے وحی تھی تو اولیاء کے پاس الہامات ہیں۔ غرض
 اولیاء اللہ ہی اصلی وارث انبیاء اور بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ نہ کہ ظاہری لسانی علماء جن کے پاس سوائے
 نقلی قیل و قال اور رسمی رواجی افعال کے اور کچھ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر انبیاء ظاہری کسی علوم نہیں رکھتے تھے
 انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص ذاتی علم سے بے واسطہ طور پر سرفراز فرمایا تھا اور اپنی (باقی اگلے صفحہ)

شرح مستی

مستی کئی قسم کی ہے۔ اول مستی نفسانی۔ نفس کی ہستی کی۔ دوم مستی قلبی، خدا پرستی کی۔ سوم مستی روحانی شرف دیدار از فیض فضل پروردگار روز الستی کی ہے۔

مست کی ہے آنکھ بلیا با تھا علم کتاب ہے بدایا ناروا
عالم جانتے والا صاحب شہید ہو تا ہے۔ اور مست اہل و عیالین فقیر صاحب یافت و رسید ہو تا ہے۔
میں نے پایا میں نے پچا نام نام کہتے ہیں دیدار اس کو لاکلام
(جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا وہ احمق حیوان ہیں جنہوں نے اسے پہچانا ذکر مذکور اور عقل کل
شور سے اسے آخر پایا ہی بیا ہے

فقر کو فقر میں پایا ہے پیالے ہم نے
حسب کو جس نے کیا اسم میں حق کے بنا
(نہ کسی سے غرض اور نہ حاجت ہم کو)
خاص اور عام جو عالم ہے کیا طے ہم نے
حق سے حق پایا غالب ہوا بر خلق خدا
غرق توحید میں ہے بس یہ غایت ہم کو
یہ عطا را اللہ فیض اللہ مرشد کامل محبوب سے حاصل ہو تا ہے۔ طالب خلاف شرع مجنوب آخر مردود
ہو جاتا ہے۔ خلاف شرع کسی منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔ اگر دعویٰ کرے یہ سب لاف گزاف ہو گا۔

روحانی طاقت اور باطنی قوت سے متماثل فرمایا تھا۔ یہی حال ادویا و کدیم کا ہے۔ اور اگر کسی بنیادی کو علاوہ باطنی علوم
اور روحانی طاقت کے ظاہری علم بھی حاصل ہو تو یہ نوڈلے نوڈے۔

طالب اور مرشد تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک محبوب، دوم مجنوب اور سوم محبوب۔ محبوب وہ ہوتے ہیں
جن کے پاس خالی شرع کا پھلکا ہوتا ہے۔ اور مغز معرفت سے محروم ہوتے ہیں۔

مجنوب وہ ہوتے ہیں جن پر راہ طریقت میں کچھ تجلی ہو جاتی ہے۔ جس کی تاب نہ لاکر ان کا شیشہ عقل ٹوٹ جاتا
ہو اور وہ ہمیشہ کے لئے اس تجلی اور مقام میں رہ جاتے ہیں آگے ترقی نہیں کر سکتے۔ مجنوب اکثر شریعت کا جامہ تار
کو پھینک دیتے ہیں۔

سوم محبوب وہ لوگ ہیں جن کے پاس مغز معرفت اور قشر شریعت ہر دو ہوتے ہیں۔

بعض فقیر مست اہل توحید ہوتے ہیں۔ بعض مست اہل تقلید۔ مست فقیر کا جس طالب کو نظر اور توجہ سے مجلس حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ اس وقت طالب مست فقیر ایسا روشن ضمیر سمجھا جاتا ہے کہ اس سے کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔ ایسا طالب مست حضور سے تین قسم کے علوم کا سبق حاصل کرتا ہے۔ اول سبق علم مطالعہ موت۔ قولہ تعالیٰ کُلُّ نَفْسٍ ذَا نَفْسٍ مَوْتٌ (ہر شے موت اور فنا کا مزا چھکنے والی ہے) دوم سبق علم مطالعہ معرفت کہ عالم باللہ صاحب معرفت غفوت وعدۃ الست نہیں ہوتا قولہ تعالیٰ اَوْفِ بَعْدَی اَوْفِ بَعْدَی کہ سوم سبق علم مشاہدہ حضور انوار۔ قولہ تعالیٰ اللہ نور السنوات۔ بعض عارفوں کو معرفت اور محبت سے مشاہدہ انوار ویدار خواب میں کھل جاتا ہے۔ اور عین بعین دیکھتا ہے۔ ایسے شخص کا خواب ہزار بیداریوں سے بہتر ہے۔ اسے چاہیے کہ دن رات نیند میں رہے کیونکہ اس کی نیند عین عبادت اور عین ثواب ہے۔ ایسا نوم العروس خواب غفلت بر وار اور دور کتدہ صد پرودہ غفلت و حجاب ہے۔ حدیث۔ ینام عینی ولا ینام قلبی (میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا)

۱۔ باطن میں سالک کے پہنچنے اور عالم غیب میں غوطہ لگانے کے تین راستے ہیں ایک راستہ خواب کا ہے۔ مگر عوام اور خواص کے خواب میں بڑا فرق ہے۔ عوام کے خواب اکثر روزمرہ کے عادی خیالات کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ لیکن خواص کے خواب روزمرہ کے عادی خیالات سے پاک اور جملہ نفسانی کرداروں اور آکاشوں سے صاف ہوتے ہیں۔ ان کے دل کا اچھا فطرتاً سے روح محفوظ کاغذ اور جام جہاں نما کی طرح عین نما ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے خواب دل کے سچے حقائق کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اس میں ماضی، حال اور مستقبل کے حالات اور واقعات صاف طور پر نمودار ہوتے ہیں۔ ایسے خواب صریح صانع کی طرح صحیح ثابت ہوتے ہیں۔ ان میں شیطانی اور نفسانی جھوٹ کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ لیکن ایسے عارف سالک، صاحب صحیح خواب بے حجاب دنیا میں بہت کمیاب ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے خواب بھی عین ثواب و عوام کی بیداریوں اور طاعتوں سے بہتر ہوتے ہیں۔ ان کی نیند بھی عین طاعت ہوتی ہے۔ دوم راستہ مراقبہ کا ہے۔ خواب اور مراقبہ میں یہ فرق ہے کہ خواب کے اندر انسان بے اختیار ہوتا ہے۔ خواب کے ذریعے انسان اپنے ارادے سے اپنی منزل مقصود کو نہیں پہنچتا۔ لیکن مراقبہ میں انسان با اختیار اور باشعور ہوتا ہے۔ اس کا باطنی لطیف مراقبہ میں جملہ حواس اور عقل و شعور کا حامل ہو جاتا ہے۔ اور جس جگہ اور جس مقام پر پہنچنے کی کوشش یا ارادہ کرتا ہے باطن میں فطرتاً ہی پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اہل مراقبہ کو چشم پوشی اور استغراق کے لئے کوشش اور جدوجہد دھکار ہوتی ہے۔ تیسرا راستہ عین الیاف کا ہے۔ صاحب عیان کو نہ خواب کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ مراقبہ کی۔ ایسے عالم کامل مکمل اکمل کی ظاہری اور باطنی آنکھ ایک ہو جاتی ہے۔ جو کچھ دیگر لوگ خواب یا مراقبہ کے اندر (باقی صفحہ)

بعض عارف کا تصور اسم اللہ ذات سے معرفت اور محبت میں مشابہۃ انوار و دیدار مراقبہ کے اندر کھل جاتا ہے۔ ایسا مراقبہ ظاہر چشم پوشی اور باطن میں عشق الہی سے خون جگر نوشی ہوتی ہے۔ ایسے صاحب مراقبہ صبح کو چاہیے۔ کہ ہمیشہ سرسبز سے نہ اٹھائے کہ اس کا مراقبہ محرم امرار پروردگار ہے کہ بالیقین و با اعتبار ہے۔ بعض عارفوں کو مشابہۃ معرفت و محبت و دیدار پر انوار عیاں طور پر ہوتا ہے۔ ایسا عارف ساکن لاہوت لامکان صاحب توفیق بالتحقیق غواص و غریق بحر انوار ہوتا ہے۔ کہ دنیا و عقبی اس کے سامنے خوار ہوتے ہیں بعض عارف کو مشابہۃ دیدار چشم سر باز حاصل ہوتا ہے۔ ایسا عارف خاص اللہ تعالیٰ کا عزم راز اور دنیا و آخرت میں لایحتاج و بے نیاز ہوتا ہے۔

زندگی میں جسے منظور ہو دیدار خدا مرنے سے پہلے ہی مر جاؤ گے از نفس ہوا

حدیث: ہوا قبل ان تقولوا۔ الشیخ یحییٰ و یحییٰ یحییٰ القلب و یمیت النفس

مست کو ہشیار بنا دے حضور مست کہاں سوتے ہیں بے شور

مست کا ہے مرتبہ قرب خدا مست نہیں سوتے کبھی بے حیا

مست کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ بعض مست صاحب توفیق۔ بعض مست باطن صاحب تحقیق بعض مست اہل ذیلیق۔ مست اہل توفیق زندہ قلب روشن فہمیر مثل آئینہ صفا، مست صاحب تحقیق اہل روح صاحب حمد و ثناء ہر حال فاخر ذکر کتب و مشرف دیدار صبح، مست نفسانی شیطانی اہل ہواستی اور قرب خدا کے محروم و جدا بے شور و دل کو نہیں ہوتا حضور اور نہیں ہوتے حضور اہل غرور

مست ہوشیار، مست دیدار، مست طالب و نیاز مدار، مست نظام، مست غرق توحید فنا فی اللہ پروردگار، مست اہل بیاض یا مثل کفار اہل نہ نار۔ مست مثل گاو و عصار و مست نیاں کار ہزار دل لاکھوں میں سے کوئی ایک صادق صبح مست ہوتا ہے۔ راست رو بختی جانب پار

مست محرم معرفت عارف صفت مست محقق ہے اہل معرفت

حقیقی مستی کو پہنچنا بہت مشکل اور دشوار کام ہے۔ اصل مستی تصور اسم اللہ ذات سے بالیقین و با اعتبار حاصل ہوتی ہے۔ مست اہل الہست کور و وظائیف، ذکر فکر مراقبہ وغیرہ سے کیا کام۔ مست کا سر سے لیکر قدم تک ہفت اندام سرسبز ہوتا ہے۔ اور مست کی ہر بات جواب سوال اللہ کی طرف سے مثل الفا ہوا کرتی ہے۔ میں ہوں محرم مست عارف بالکم مست کور ہوتا نہیں ہے کوئی غم

دیکھتے ہیں۔ یہ لوگ اسے عین بیداری میں دیکھتے ہیں۔ یہ مرتبہ انتہی ہزاروں لاکھوں سالوں میں سے کسی خاص الی خاص اور انھیں کو ملتا ہے۔ ہر اہل انہوں میں خام نام کو یہ مقام اور یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔

ایسے مست فقیر نفس پر امیر طریقہ قادری میں پائے جاتے ہیں۔ دیگر خانوادوں کے فقیر اس مستی کو نہیں پہنچ سکتے۔ فقیر مست بحق پویست کی آنکھ کو دن رات کسی وقت نیند نہیں آتی۔ کیونکہ اس کی دونوں آنکھیں ہر وقت نوٹکی سے چراغ کی طرح شعلہ زن رہتی ہیں۔ یہ مراتب فقیر صاحب معرفت وصال ولی اللہ عاشق اس روز الست کے ہیں۔

شرح فقر محمدی

اصل فقر و اساس و خاصہ خلاصہ فقر کیا ہے۔ د ع نفس و تقال۔ یعنی نفس کو چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کی طرف جا۔ بس یہی ہے راہ قرب معرفت، وصال و مشاہدہ دیدار خدا۔

پچھلے گمراہ کو دیدار خدا چھوڑ دے پھر خواہش نفس و نوا

قوله تعالیٰ۔ فاقتلوا انفسکم (اپنے نفسوں کو قتل کر دو)

وہ کو سنا علم ہے کہ جس کے پڑھنے سے یک دم بے ریاضت و مجاہدہ نفس سے طالب علیحدہ ہو جاتا ہے۔ وہ علم تصور اسم اللہ ذات ہے کہ جس سے طالب اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو کر نفس کی حقیقت جان لیتا ہے لیکن تصور اسم اللہ ذات کی یہ عنایت اور ہدایت محض عاقلوں اور کاملوں کے عمل میں ہے۔ صاحب تصنیف علم تقویٰ کو چاہیے کہ اول ہر علم کو عمل اور قبضہ لقمہ میں لے آوے اور اس کا سنا تحریر و آرائش اور امتحان سے خود کو لے بعد ازاں ان حالات کو قلم بند تحریر اور مرقوم کر کے کتاب اور تصنیف کی شکل میں لے آوے تاکہ وہ علم بعدہ اس کی رجعت اور پریشانی کا موجب نہ بنے۔ چنانچہ پہلے میں نے تصور اسم اللہ ذات کی قدرت اور توفیق اور باطنی مصحح تحقیق سے اپنا باطنی علم حضور حق ذات اور حضرت سرور کائنات سے حاصل کر کے اس علم کا مقابلہ، تکرار اور اس کا ذکر جملہ بنیاء اولیاء اور اصحاب کبار اور جمیع جہتہ میں سے کیا اور ہر ایک کی نظر اور حضور میں منظور کرا کر اور صبر و اذن حکم اور اجازت لے کر بعد اُسے کتاب کی شکل میں شائع اور خلعت میں مشہر کیا۔ جو شخص اس کتاب کو اخلاص سے پڑھے گا اسے کسی ظاہری مرشد اور پیر کی دست بیعت اور تعین کی حاجت نہیں پڑے گی۔ جلد ہی اور دینی مراتب اس کتاب سے حاصل کریگا۔

عزیز حضرت سلطان احمد دین قدس اللہ سرہ کی تصنیفات کی ایک خاص خصوصیت اور طرہ امتیاز یہ ہے کہ انہیں خطی پڑھنے سے ہی اہل مطالعہ کو تاثیر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آپ کی تصنیف نہ حال ہوتا ہے جس پر معرفت و انوار کا ایک بار یک پردہ پڑا ہوا ہے۔ آپ کی تصنیف کیا ہے گویا اسم اللہ ذات کے فوری حکم سے ایک شجر طیبہ اللہ (باقی اگلے صفحہ)

سے عمل میں میرے ہر علم مفید
تجہ کو گردیدار کی ہے آئندہ
چاہئے گرجہ کو اللہ کی مقام
چاہئے گرجہ کو مجلس بانہی
چھوڑ نفیس اور تقویٰ کرتا اختیار
تو اگر ہے طالب علم و علوم
تجہ کو گرجہ خواہش ملک ملک
گرجہ منظور ہے کشف القبور
علم طے الاضطرار چاہئے کوئی
نفیس کو ہے چھوڑنے کا کیا عمل
جس کو شوق فقر لا محتاج ہو
گنہ گن کھتا ہے اسم اللہ سے
مرشد کامل حقیقی اس کو جان

ہوں علوم معرفت سے مستفید
حق کی خاطر چھوڑ دے نفیس تو
چھوڑ دے اس نفیس کو ہر خدا
چھوڑ نفیس اور شریعت پر پوری
تاکہ تو مجھے فقیر کا مکار
اسم اللہ یاد کر بھی اَلْقِیَومِ
با حضور ہی میر کر تو بر ملک
بالقور اسم اللہ جا حضور
سے خلاف نفیس سے حاصل ہی
ہو تصور اسم کا ہر ایک پل
اسم اللہ کر تصور ہر گھڑی
بزم نبوی میں تجھے حاضر کرے
اک نگہ سے کھولے جو دونوں جہاں

مرشد وسیلہ ایسا ہونا چاہئے کہ جو ایک دم میں اور ایک ہی قدم پر طالب کا ہاتھ پکڑ کر حضور میں پہنچا دیوے
مرشد وسیلہ سوائے حضور بیت کے اور کوئی راہ ہی نہیں جانتا۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ اس تصنیف

اور دست طوطی کے لکھنے سے آپ اپنی تصنیف میں جا بجا فرماتے ہیں "اے قال من بر حال من" اور کئی علماء بجا لا زوالی یعنی میرا
قال میرے حال کے موافق ہے۔ اور میرے اس لا زوال حال کا شاہد گواہ ذات پاک ذوالجلال کافی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ
"بعض بزرگوں کی تصانیف اہامی ہوتی ہیں۔ اہام بھی خام ہے۔ کیونکہ اہام بھی ملک اور فرشتے کے واسطے اور ذریعے
ایک پیغام ہے۔ تصنیف وہ ہے کہ جس کا اقرار بلا واسطہ ذات پروردگار سے ہو۔ یا مجلس حضرت احمد مختار صلعم سے ہو۔"
خیال کرو۔ یہی مع اللہ وقت کس قدر بلند مقام ہے آپ فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنے علم اور تصنیف کا مقابلہ اوتدیکار اور
تیسرے دنیا کے جملہ انبیاء اور جملہ اصحاب کہا اور جملہ مجتہدین و اکابر دین اور جملہ فوٹ، قطب اہل مراتب باطنی سے کیا۔ اور
سب سے اذن اور اجازت لیکر کتاب کو شائع کیا۔"

واقعی جو شخص آپ کی کتاب کو ذوق شوق اور مدق و اخلاص سے دن رات پڑھتا ہے اسے مرشد ظاہری کے دست بیوت
اور تعلیم و تلقین کی ضرورت اور احتیاج نہیں پڑتی۔ جو دینی اور دنیوی مراتب اس کے معاملہ سے حاصل کر لیتا ہے۔

علم نقیصہ ربانی کلمات سخن کے پڑھنے سے طالب بے شک کمزور کی حقیقت کو پہنچ جاتا ہے۔ اس تصنیف علم نقیصہ کی گویائی سے اہل مطالعہ کو بے شک روشن ضمیر بنیاتی، قلب صفائی، روح یکتائی اور سرور ہمنائی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اس تصنیف علم نقیصہ کے قال سے پڑھنے والا بے شک حضور ربانی الحال اور صاحب معرفت قرب، معراج اور مشاہدہ وصال ہو جاتا ہے۔ اور تماثلے کو بین سے واقف احوال ہو جاتا ہے۔

چھوڑنے تو قال و حال اور چھوڑنے وہم و خیال تب بے توحید مطلق اور ہو قرب وصال !!
رویت و دیدار کا ہر مرتبہ کیونکر نصیب جسم غرق اسم ہو اور روح ہر حق کے قریب

غرض جملہ علوم قرآن، نص حدیث حی قیوم اور جملہ علوم جو لوح محفوظ، عرش و کرسی پر مرقوم ہیں۔ اور ماہ سے لے کر ماہی تک جملہ ملک خداوندی کے علوم یعنی اور اسرار پروردگار اور جو کچھ حکم احکام اور امور ظاہری اور باطنی، نفسی، قلبی، روحی اور سرری اور جو حکمتیں ہر وہ ہزار عالم مخلوقات کے درمیان جاری ہیں۔ اور جملہ علوم قریت و الخیل و زبور و فرقان حمید اور چاروں اسماء اعظم ایک ہی اسم اللہ ذات کی طے میں موجود ہیں۔ مرشد کامل وہ ہے کہ توجہ سے اسم اللہ ذات کی طے کھول دے اور طالب اللہ کو عین بعین دکھا دے کیونکہ اسم اللہ ذات میں اللہ تعالیٰ کا ذاتی نور پنہاں ہے اور یہ عطا اور توفیق محض سبحان حق سبحان ہے۔ اور تماثلے احوال ابد علم علوم لا مکان عین عیان اور قدر قدرت شرف نقا و حق سبحان اسم اللہ ذات کی طے میں ولایت کی گئی ہیں مرشد مکمل اکمل وہ ہے کہ تصور سے طے اسم اللہ ذات کھول دے اور اس کا تصرف طالب اللہ کو دکھا دے بے شک اسم اللہ ذات کا راستہ ہی عین راستی اور اللہ تعالیٰ کی حقیقی توفیق کا راستہ ہے۔ جملہ گنج دین و دنیا اور معرفت اللہ کے تمام خزانے اسم اللہ ذات کی طے میں ہیں۔ مرشد جامع جمیع بخش نور الہدیٰ وہ

ط تمام اذکار کی اصل اور مخز اسم اللہ ذات ہے۔ اور اسم اللہ ذات کے نور سے تمام کائنات اور خصوصاً انسان کے وجود کی بنیاد پڑی ہے۔ انسان کی باطنی فطرت اور خلقت میں اسم اللہ ذات کا نور بطور ولایت و امانت انزل سے اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ رکھا ہے۔ اسم اللہ ذات ہی ایک نورانی روشنی جس سے انسان اپنے خالق کے ساتھ وابستہ ہے۔ اسی کے وسیلے اور ذریعے سے انسان کے اندر عالم غیب اور باطنی دنیا کی طرف نورانی رزق اور باطنی راستہ کھل جاتا ہے۔ اسی اسم اللہ ذات کی برکت اور نور سے انسان اللہ تعالیٰ کی پاک صفات سے مستفاد اور مبارک اخلاق سے متعلق ہو جاتا ہے۔ غرض اسم اللہ ذات اللہ تعالیٰ کے جملہ ظاہری اور باطنی خزانوں کی واحد کلید اور کنجی ہے اور اسم اللہ ذات تمام علوم، معارف اور اسرار اور تمام ذاتی و صفاتی انوار اور جملہ عالم ناموت ملکوت، جبروت اور لاہوت اور جمیع مقامات شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت اور کل اذکار نفسی، قلبی، روحی، سرری وغیرہ (باقی اگلے صفحہ پر)

ہے کہ طالب اللہ کو دین و دنیا اور معرفت کے جملہ خزانے اہم اللہ ذات کی توفیق سے کھول دے اور اس کی حقیقت دکھا دے۔ کامل ولی اللہ اہل توحید توحید کی کلید قفل اہم اللہ ذات میں ڈال کر طالب کے وجود میں مدفون جملہ علوم و فنون کے خزانے کھول دے تاکہ طالب تمام عمر لایحتاج رہے۔ اور سرگز خطا نہ کھائے۔ علم تصور حضور و علم دعوت قبول یعنی علم اکسیر و علم تکسیر اہم اللہ ذات کی طے میں ہیں۔ مرشد عارف فقیر طے اہم اللہ ذات سے یہ پردہ رفتی علوم کھول دے جس سے اہل قبر و روحانی لطیف جتنے کے ساتھ قبر سے باہر آ کر اہل دعوت سے ہم مجلس اور ہم سخن ہو جاتا ہے۔ اور ہر شکل حاجت روحانی سے حل ہو جاتی ہے۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ تیس سال تک یہ فقیر مرشد کامل کی طلب میں پھرتا رہا ہے۔ اور اب کئی سال سے طالب صادق کی طلب میں ہوں لیکن آج تک کوئی طالب صادق حوصلہ و صبر بہت بلند اہل یقین لائق تلیقن نہیں ملا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید کے ظاہری اور باطنی خزانے کی نعمت اور دولت کا بحر نصاب بے حساب اس فقیر کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس کی زکوٰۃ طالب مستحق مسکین لائق تلیقن کے حوالے کروں اور اللہ تعالیٰ کا حق گردن سے ساقط کر کے اپنی گردن چھڑا دوں۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے خاص فضل و کرم سے مرشدی کے کامل مکمل اہل جامع اور نور الہدیٰ مراتب سے رہبری کیلئے تیار فرمایا ہے۔ اگر طالب عالم فاضل لائق معرفت مولیٰ اور شائق دیدار حق سبحان ہے۔ فقیر باہو کو ایک ہی توجہ سے اسے واعمل کرنا نہایت آسان ہے۔ دنیا میں دنیا مولا کے طالب تو کثرت موجود ہیں۔ لیکن خاص اللہ کے طالب نہایت نادر نایاب اور مفقود ہیں۔ اس لئے فقیر صاحب لہجہ تصرف اولیاء اللہ عارف باللہ خزانہ اللہ کا خزانچی ہمیشہ شاہدہ انوار دیدار میں محو اور مستغرق رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلیم کے احکام کا منتظر رہتا ہے۔ باقی تمام مخلوق اس کی سخاوت اور بخشش کی بچی بچا میدا رہتی ہے پس فقیر سرگز اللہ تعالیٰ کے قریب حضور اور شاہد سے سے منہ موڑ کر مخلوق کی حاجت روائی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ مگر ہاں خاص حالات میں جب کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم صادر ہوتا ہے۔ یا حضرت سرور کائنات صلیم سے اجازت ملتی ہے۔ اس وقت جس صاحب نصیب ازلی فضلی طالب کی جانب اپنی خدا اور بہت سے متوجہ اور ملتفت ہوتے ہیں۔ اسے ہمیشہ کیلئے اپنی دینی اور دنیوی مرادوں میں کامیاب اور کامران کر دیتے ہیں۔ وہ شخص دنیا و آخرت میں لایحتاج اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔

اے طالب! آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے قرب و حضور کا معراج اور فقر لایحتاج یا دائمی نماز اور صاحب مراقبہ

اور جملہ درجات اسلام، ایمان، یقین، عرفان، قرب وصال، شاہدہ، فنا اور بقا کے حصول کیلئے واحد کلید اور وسیلہ توحید ہے۔

روشن ضمیر اور کونین پر لمیر ہو کر جلد انبیاء اولیاء اللہ سے ہم مجلس اور ہم سخن ہونے کا مرتبہ ظاہر علم پڑھنے یا اور وہ وظائف ذکر فکر مراقبے کا شیفے سے ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ چاہے طالب تمام عمر علم اور دنیا عنت میں صرف کر دے وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور مشاہدے سے محروم رہتا ہے۔ جب تک مرشد صاحب باطن سے یقین حاصل نہ کر لے مرشد کی توجہ اور نگاہ کے بغیر باطنی راستہ ہرگز نہیں کھتا۔ ہاں! دنیا و آخرت دونوں جہان کے خزانے طالب کے وجود میں پہنچا ہوں۔ مرشد کلید توجہ سے سب خزانے کھول دیتا ہے۔

زمین و آسمان و عرش و کرسی ترے اند میں سب عمری فخری

مرشد کے بغیر طالب کے سب کبھی علوم اور تمام بدنی اعمال اگرچہ ظاہر میں بصورت ثواب میں گزر در حقیقت اللہ اور بندے کے قریب میان یہ سب باعث حجاب ہیں پس ثابت ہوا کہ ذکر فکر میں رجحت ہے۔ مراقبے کا شیفے میں رجحت۔ صوم و زکوٰۃ میں رجحت و روضہ وظائف میں رجحت، حج زکوٰۃ میں رجحت اور علم و تلاوت میں رجحت ہر

علا و واضح ہو کہ ذکر زبانی اور عبادت ظاہری و طاعت جسمانی جہاں مفید اور کارگر ثابت نہیں ہوا کرتے۔ کیونکہ شیطان زبانی ذکر فکر اور ظاہری عبادت کو دساوس سے خواب کر دیتا ہے۔ اور ذکر فکر کو قلب تک پہنچنے میں بہت کچھ خطرات و عقبات اور رکاوٹوں کا اندیشہ ہوا کرتا ہے۔

ذکر کا اصلی محل انسانی قلب ہے۔ اور ظاہری زبان، اعضاء اور جوارح دل کے تابع، خدام اور ذیلیات ہیں۔ اور ظکر کو قلب تک پہنچنے کے لئے بہت سی شرائط اور لوازمات درکار ہوتی ہیں۔ اور بے شمار قواعد اور قانون لازمی اور ضروری ہیں۔ یعنی صحت، انقال، اکل، الحال یعنی صحیح ہونا اور حلال کھانا۔ کلام کو اور ذکر کو بار بار بعد از زکوٰۃ، نصاب غسل و بزل وغیرہ دہرانا اور تکرار کرنا، خلوت، تعین مقام و تعین وقت، روزہ، ترک حیوانات یعنی پرہیز حلالی و حلالی، وقت سعادت بخش اور جگہ جامعہ اور وجود پاک وغیرہ اور اس قسم کے بشمار شرائط اور لوازمات ضروری ہیں۔ اگر ظاہری ذکر اور ورد کے ان شرائط میں سے کوئی ردہ جائے تو ذکر کا اثر نہیں ہوتا۔ اس واسطے ظاہری ذکر فکر اور عبادت کرنے والے لوگ سرکھپا کھپا کرنا کام رہ جاتے ہیں۔ لیکن اگر اگر بجائے ذکر زبانی تصور اور تفکر کی مشق سے اسی اسم کو اپنے دل پر نقش اور تحریر کرے تو تمام بکھڑول اور مناد دل سے چھوٹ جاتا ہے۔ گویا ذکر کے اصل نمونہ کو جا بھڑتا ہے۔ سو ذکر زبانی اور عبادت ظاہری منہ کے ذریعے غذا یا دوا کھانے کے مترادف ہے۔ اور تصور و فکر سے اسم اللہ کو کسی خاص مقام پر تحریر کرنا گویا انگلشن یا جلدی پیکاری کی مانند ہے۔ جس طرح دوا دار کو منہ کی طرف کھا کر پیٹ میں اتارنے اور مضمون کو نہون بننے اور جز و بدن ہونے میں بہت منزل طے کرنی پڑتی ہیں لیکن انگلشن کے ذریعے علاج میں فوری اور جلدی فائدہ ہوتا ہے۔ اور کسی شرط اور قاعدے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

غرض اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ کے سوا جملہ اشغال باعث رجعت ہیں۔ اس خواصل آسان اور محفوظ ترین راستہ کو سنا ہے۔ کہ جس پر چل کر طالب ایک ہی دم میں صاحب وصال ہو جائے اور تمام رجعتوں اور حجابوں سے چھوٹ جائے اور عین تصور توفیق حاضرات اسم اللہ ذات ہی کا طرے سے۔ کہ جس سے جملہ رجعتیں دفع اور تمام حجاب دفع ہو جاتے ہیں۔ غرض طالب بذریعہ توجہ مرشد ولی اللہ نقود اسم اللہ و تقدر قافی اللہ و تصرف بقا باللہ حضور پر نور و زوال میں پہنچ جاتا ہے۔

بعض غیر اہل تحقیق صاحب معرفت معراج با توفیق ہوتے ہیں۔ اور بعض نفسانی طالب دنیا اہل استدراج ندیق ہوتے ہیں۔ اہل ندیق اور اہل تحقیق برابر اور انکھٹے نہیں ہو سکتے۔

جس کسی کا پیچھے پیچھا
اس کو ہو جائے وہاں خدا
جو کہ دیکھے وہ نہیں دم مارتا
مٹ کے ہوتا ہے حضور متکلم
ہے و جہد نور سے رویت ہوتا
اس طرح رویت میں حاصل ہوتا
کوئی شے حق کے سوا دیکھی نہیں
اولیا کی معرفت پس ہے یہی

عاقلاً طالب وہ ہے کہ حضور میں داخل ہوتے وقت حق و باطل کی تمیز کیلئے دو و شریف یا لاجل پڑھے کہ مجلس خاص اہل اللہ میں شیطان و عیزہ بجن نجاست کی حمال نہیں کہ قائم دیر حال رہ سکے۔ دیدار خاتم قائم کئے۔ کہ نہ وہاں جان، نہ جسم اور نہ اسم ہے۔ نہ رسم و رسوم ہے۔ وہاں نور با نور قافی اللہ لامکان صی و قوم ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان و زمان سے پاک اور تشبیہ و تمثیل سے منزہ ہے۔ بعض اہل بدعت سنت و الجماعت کے خلاف دروغ خلق اہل لاف، حماقت شعار بد آئینہ، چشم کور و تاب بگور بغیر تصور اسم اللہ ذات جب کسی دوسرے طریقے پر مراقبہ کرتے ہیں تو شیطان ان کی راہ مار کر جب انہیں باطن میں جنونیت اور شیطان کے ناری تماشے دکھاتا ہے۔ تو یہ لوگ دھوکے کھاتے ہیں کہ ہم دیدار دیکھتے ہیں۔ ایسے اہل بدعت پر کبھی اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔

۱۔ باطن میں مجلس حق اور باطل میں تمیز کرنے کیلئے بزرگان دین نے ایک معیار قائم کیا ہے۔ کہ شیطان میں صورتوں پر تمثیل اور تشکیک نہیں ہو سکتا۔ اول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت دُور تھا قرآن کی صورت اور سوجھ کھٹ اللہ کی شکل پر۔ اس لئے باطنی مجلس میں جب یہ پاک صورتیں اور ان کی مثل صورتیں نظر آئیں یا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو یا قرآن کی کسی آیت کی تلاوت ہو رہی ہو تو وہ مجلس شیطانی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے طالب کو چاہیے کہ جب مراقبے کے ذریعے کسی باطنی مجلس میں داخل ہو۔ تو چاہیے کہ کلمہ طیب، درود یا لا حول وغیرہ پڑھے۔ اگر مجلس خاص حق ہوگی تو قائم رہ جائے گی۔ اگر مجلس باطل ہوگی تو ذائل ہو جائے گی۔

بلکہ ان سے بیزار ہو کر اس قسم کے دیدار سے ہزار بار استغفار پڑھنا چاہیے۔ بلکہ دیدار حقیقی کا یہ طریق ہے کہ ظاہر و مجہد
اہل دیدار کا تصور اس قسم کے ذریعے دریا سے تو حید میں غرق ہو کر انوار دیدار سے بھر جاتا ہے۔ اور حبس نفسانیت
سے باہر آ کر معنوی طور پر گویا مر جاتا ہے۔ اور دیدہ دل سے دیکھ لیتا ہے۔ لیکن مادی خواہش اور حادثات کے گھٹن
انوار دیدار قدیم کو نہیں پاسکتیں۔ مرشد کامل طالب صادق نور و اقل علم دیدار سے بہرہ ور کر دیتا ہے۔ علم
و دیلمی تاثیر سے طالب کا دل زندہ جاوید ہو کر ابد الابد تک بیدار ہو جاتا ہے۔ کہ عالم حیات و عالم ممات
میں قیامت تک اسے خواب غفلت نہیں چھوٹی۔ جن شخص کو ایک دفعہ حاصل ہو جائے شرف دیدار
و دام اسے ذکر فکر و رد و ظائف مراقبہ وغیرہ سے کیا کام۔ ایسے انوری ناظر مدام حاضر صاحب نظارہ
معراج کو مراقبہ اور استخارہ کی کیا احتیاج ہے۔

ہوتا ہے دیدار سے حاصل یقین جن کو باور ہوئے اس پر یقین

یاد رہے کہ انسان کے وجود میں قرب حق اور اللہ تعالیٰ کے لطف کے چوہہ باطنی لطائف میں کہ
جن کے کھل جانے اور زندہ ہو جانے سے جملہ ظاہری اور باطنی خواہش نور ہو جاتے ہیں۔ اس کا ہر عضو
منظر انوار ہو جاتا ہے جس طرف نگاہ دوڑاتا ہے بے مثل تجلی انوار پاتا ہے۔ اور سر سے لے کر قدم تک
تمام وجود گرمی تجلیات سے آگ کی بھٹی کی طرح جلتا رہتا ہے۔ حاضرات اسم اللہ ذات سے روشنی
ہو کر واقف اسرار الہی ہو جاتا ہے۔ اس مقام میں سالک پر ہر طرف سے واردات غیبی اور فتوحات
لایسی نازل ہوتے ہیں۔

اسے طالب ایہ مراتب معرفت، توحید، قرب، حضور اور انوار دیدار تم نے قبر تک آئینہ دل میں
دیکھنے اور حاصل کر لئے ہیں۔ اسے مرتبہ حق الیقین کہتے ہیں۔ یعنی عبودیت یا ربوبیت دوام۔ قولہ تعالیٰ
واعبدوا ربکم حتیٰ یاتیکم الیقین (اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے یقین حاصل ہو جائے)

شرح مشق وجودیہ

واضح ہو کہ وجود کے ہر عضو میں ایک باطنی لطیفہ ہوا کرتا ہے۔ جو اس کیلئے گویا ایک فوری کلید ہے اور اس
کے قفل حجاب کو کھولنے کا ذریعہ توحید ہے۔ مرشد کامل راہبر رفیق طریق طالب صاحب تصدیق صدیق گو
پایخ قسم کے علوم دقیق عطا کرتا ہے۔ جنہیں بیخ گنج اور لطائف انوار رحمت کہتے ہیں۔ یہ انوار طالب کے
دماغ مقام روح میں پیدا ہوتے ہیں۔ جن سے اسرار الہی پیدا ہوتے ہیں۔ اس مقام امتحان الابیض میں

اس طرح سالک قبر کے اندر خود بیدار ہو جاتا ہے کہ حشر کے دن حشر ہو رہا ہے ہی بیدار ہوتا ہے۔ اور اس قسم کے سات لطائف قلب کے اندر ہیں۔ اور ایک لطیفہ مقام سینہ میں اس طرح قائم ہے جس طرح انگوٹھی میں نگینہ۔ اس لطیفہ کے زندہ ہونے سے دل سے نفاق، بغض اور کینہ نکل جاتا ہے۔ اور سالک خاتمہ بالخیر عارف روحانی و فیہ دیدہ بنایا ہو جاتا ہے۔ ایک لطیفہ مقام ناف میں ہے جس سے طالب نفس کے خلاف اور منصف صاحب الصفات ہو جاتا ہے۔ دو لطیفہ ہر پہلو میں ہیں۔ ان لطائف کے کھلنے سے تمام اوصاف ذمیرہ طالب کے وجود سے رفع اور دُور ہو جاتے ہیں۔ اور روح فرحت پاکر زندہ ہو جاتی ہے۔ سالک کا دل کا تمام وجود جبران تمام لطائف کے انوار سے آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا ہے اس وقت سالک مرتبہ لا حول ولا قوۃ کو پہنچ جاتا ہے اور روئے زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مبرحق ہو جاتا ہے۔ **قَوْلًا تَعَالَىٰ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ (اللہ تعالیٰ نے ازل کے دن فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں)**

واضح ہو کہ جو فقیر خلاف شرع شریف ہو اس کا باطن بھی باطل ہے۔ اور اس کا دعویٰ سچوٹا اور بے اعتبار ہے۔ مرشد کامل مقام شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت اور مقام نور الہدیٰ اور مقام فنا و بقاء تصور حضور اور تصرف بقدر ہے اس طرح کھول دیتا ہے کہ طالب کو حیات مات، خوف رجا و اور دوزخ و بہشت بھی یاد نہیں رہتے۔ اور جملہ ماسویٰ اللہ کو طالب بھلا دیتا ہے۔ یہ مراتب بھی شریعت کی برکت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ واضح ہو کہ انسان صرف گوشت اور ہڈیوں کے ڈھانچے کا نام نہیں۔ بلکہ انسان دل، دماغ پانچ حواس اور ذاتی صفات علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر، کلام اور حیات اور اس کے علاوہ دیگر انسانی صفات سے بھی متصف ہونے کا نام ہے۔ اسی طرح باطن میں انسان جب تک غیبی لطیف نورانی وجود اور غیبی پانچ حواس اور سات صفات اور باطنی دل و دماغ یعنی چودہ باطنی لطائف سے زندہ اور تابندہ نہ ہو جاتے تب تک باطن میں اصلی آدم کی اولاد اور زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا۔

انسان کے یہ باطنی وجود مرشد کے نورانی لطیف سے طالب کے رحم دل میں پڑنے سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی مرشد اپنے نور کا نطفہ طالب کے رحم دل میں قریب سے ڈالتا ہے۔ تو طالب کے بطن باطن میں یہ نورانی لطیفہ پیدائش اور تربیت پاتا ہے۔ اور دل بدن قوی کرتا ہے۔ اور اس کے باطن میں تمام اعضاء تیار ہوتے ہیں۔ پھر اس میں چودہ لطائف اور حواس صفات اور دل و دماغ پیدا ہو کر طفل نورانی کی طرح بطن باطن سے تولد ہوتا ہے۔ اور روحانی ماب باپ کے حوالے ہو کر تشریف نور سے اس کی تربیت اور پیدائش ہوتی رہتی ہے۔ اور جب بڑا ہو کر بالغ ہو جاتا ہے تو مقام ارشاد میں قدم رکھتا ہے۔ اور اسے دیگر طالبوں کو تعلیم و تلقین کرنے اور ان کو دل زندہ کرنے کی قابلیت حاصل ہو جاتی ہے۔

کی بخشش اور مرشد کامل ولی اللہ کی توجہ سے حاصل ہوتے ہیں۔

جو کہ دیکھے کیوں کر ہے چونچا جب کہ ہے اللہ کو ہی دیکھا

یہ مراتب ہیں فارغانِ با خدا کے۔ اسے اہمق بے حیا! جو شخص ایک غور دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اس کی ہر بات اور ہر سخن اللہ تعالیٰ کے انوارِ دیدار سے ہوتی ہے۔

جو دیکھتے ہیں وہ دائم غموش رہتے ہیں	سدا نقار میں ہمیشہ و گوش رہتے ہیں!
جو دیکھتے ہیں وہ خود کو اچھا بے ہمتی میں	انہیں کی آنکھ سے غنی فرائی بھر رہتے ہیں!
جو دیکھتے ہیں وہ خود کو ہیں نہاں کرتے	وہ تم سے مرنے جلاتے ہیں خود نہیں مرنے
جو دیکھتے ہیں سادہ پوشیا رہتے ہیں	خدا گواہ ہے با اعتبار رہتے ہیں
تعلق گوہر اک دم میں سو بار دیکھا	یہ رہتے ہم کو حشر کی ذات سے ہر ملا

(خیل الناس من ینفع الناس)

حقیقت کو نفع اور فیض پہنچانے والی تین چیزیں ہیں۔ ایک بالکل رحمت۔ دوم آبِ دریا سوم زراعت اور اسی کے موافق تین شخص معدن فیض و کرم ہیں۔ ایک عالم باعمل، دوم فقیر کامل۔ سوم حاکم بادشاہ عادل اہل ترسِ خدا پرست۔

باب سوم

شرح دعوت

جو شخص عالمِ دعوت میں داخل ہونا چاہے اسے چاہیے کہ اول ترتیب ذیل سے نقشِ روح مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھستان میں جہاں پاکست ہو کر آئے تھے اور اس روحِ مبارک میں حضرت سرور کائنات کی قبر مبارک کا نقش انگلی سے تیار کرے اور قبر کے ارد گرد انگلی سے خوش خط لکھے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَیْ رَسُوْلٍ یَّا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا اور پھر یہی تین دفعہ پڑھے۔ بعد دعوتِ سورۃ منزل یا سورۃ طاف یا سورۃ انا فتحنا یا سورۃ یسین شروع کرے۔ اور بقولِ اسم اللہ ذات سے جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

واضح ہو کر یہ پنج گنج بے ریاضت رنج جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہو جائیں۔ ان پانچ خزانے والوں کو اللہ تعالیٰ کا خزانہ پانچ گنج کہتے ہیں۔ یہ لوگ لا یتحاج ہیں اور جن پر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم سے نگاہِ لطف و کرم کرتے ہیں انہیں بھی لا یتحاج کر دیتے ہیں۔ ایک فقیر کامل۔ دوم اہل دعوت عامل۔ سوم کسیا گریہ چہارم صاحب سنگ پارس۔ پنجم بادشاہ۔ اور مذکورہ بالا صاحب گنج چاروں فقیر کے محتاج اور زیر تصرف ہوتے ہیں یہ مراتب محض طریقہ قادری میں ہیں۔

ہر تصنیف میں محض رسمی قیل و قال اور ذکر مذکور ہے لیکن اس فقیر کی تصنیف میں اللہ صی و قیوم کا نور حضور مستور ہے۔ نہ میں نے کسی کی تصنیف سے کچھ چرایا ہے۔ جو کچھ لکھا ہے محض اللہ اور اس کے رسول سے صحیح طور پر پایا ہے۔ یہ فقیر حق سے ہو کر آیا ہے۔ اور وہاں سے حقیقت حق لایا ہے۔ اس لئے میری سب باتیں حق ہیں اور غیر ماسویٰ باطل سے بالکل مبرا مطلق ہیں۔

ان مراتب کو نہ جانے مرد خام
با ہو کو ہر پس یہی یا ہو مدام

ہو کر اس پر جھوٹ اور افترا کی تہمت باندھتے ہیں۔ سو یہاں یہ فقیر اس دعوت کی حقیقت بیان کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اہل دعوت عامل کامل کو جس قدر بڑی مہم اور بڑا مشکل کام پیش آتا ہے۔ اس کے حل کر نیکے لئے اسی قدر بڑا روحانی کی استعداد اور اعانت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اسی قدر طاقت و روحانی کی قبر پر دعوت پڑھنی پڑتی ہے۔ سو بعض مہم اس قدر اہم اور مشکل ہوتے ہیں کہ سوائے استاد اور استعانت روح پاک حضرت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ مشکل آسان نہیں ہوتی۔ مثلاً اسلام اور کفر کے درمیان جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ تو ایسی حالت میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد پر فوج کی فوری باطنی استعانت اور استعداد کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس وقت اہل دعوت عامل کامل کو ہی چونکہ مینہ غمزدہ نہیں پہنچ سکتا اور نہ آنحضرت کی قبر مبارک پر دعوت پڑھ سکتا ہے۔ اس لئے اہل دعوت اسی وقت پاک زمین اور بیت پر قبر مبارک اور درود شریف کا نقشہ انگشت شہادت سے بنا کر اس سے اصلی روئے اور قبر کا کام نکال سکتا ہے۔ اور اس پر دعوت پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو حاضر کر سکتا ہے۔ لیکن یہ کام عام نفسانی مردہ دل شخص نہیں کر سکتا۔ یہ کام اس شخص کا ہے جو پہلے دعوت میں عامل کامل ہو۔ اور دوسری قبروں پر دعوت پڑھ کر روحانیوں کو حاضر کر سکتا ہو اور کلید دعوت ہاتھ میں رکھتا ہو۔ قبروں پر دعوت پڑھنا اور روحانیوں کو حاضر کرنا بڑا مشکل اور دشوار کام ہے۔ یہ جانتیکہ ایک جہدی نفسانی مردہ دل آدمی حضرت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضرات کر کے انہیں اپنے نفسانی اغراض میں استعمال کرے اور ان سے اپنی دنیوی حاجات نکالے۔ یہ بھاری عامل کامل عارف سالک کا کام ہے۔ ہم نے بہت خام خیال نفسانی طالبوں کو محض اپنے ناجائز اور بے ہودہ (باقی اگلے صفحہ)

دعوت کی کئی قسمیں ہیں۔ دعوت دم نوش، دعوت سیم زدر فروش، دعوت تمک خون جان حیوانات ریاضت کوش، دعوت سلاح پوش، دعوت بدل جوش، وہ دعوت کہ جس سے تمام عالم کل مخلوقات میں فریاد اور خروش پیدا ہوتا ہے۔ ان دعوتوں سے غالب دعوت دعوت دم نوش ہے۔ اگر صاحب دعوت دم نوش تمام جہان والوں کو اپنے دم میں پکڑ کر جذب کرے تو اللہ تعالیٰ شاہد حال ہے کہ تمام لوگ اس جذب سے فدا ہلاک ہو جائیں گے۔ اس قسم کے عامل کو قاتل قتال صاحب قرب مست حال، لسان السیف باقرب اللہ وصال صاحب حکم بیت کشاد اور اہل مشاہدہ عین جمال کہتے ہیں۔ دنیا و دولت کے لئے دعوت پڑھنے والے خام خیال بہت ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے رسول مقبول صلعم کی اجازت کے بغیر دعوت پڑھتا ہے۔ وہ عمل دعوت اور کلید دعوت سے محروم رہتا ہے۔ وہ دعوت کے ذریعے کسی مہم میں کامیاب نہیں ہوتا۔ اہل دعوت کو صلہ دنیا اور اولیاء اللہ کی صحبت اور ملاقات باطن میں دائمی طور پر حاصل ہو جاتی ہے۔ مرشد کامل یہ سب مراتب دعوت تصور اسم اللہ ذات اور ذکر کلمہ طیب سے کھول دیتا ہے۔ اور طالب ان حاضرات سے تمام سفلی اور علوی طبقات یعنی صفات سے تا ذات۔ نور سے تا حضور، عرش سے تا فرش۔ لوح سے تا قلم، ما و سے تا ماہی۔

لفظانی مطالب کے لئے ورود و خائف پڑھتے اور چلے کاٹتے دیکھا ہے۔ اور بعض کسی عامل کامل کی اجازت کے بغیر قبروں پر دعوت پڑھنے کی جرأت کر بیٹھے ہیں۔ ایسے لوگ آخر میں رجعت کھا کر دیوانہ، بیمار، اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔ عمل دعوت کے جالی اور ردائی ہونے کیلئے دو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ اہل دعوت پڑھنے میں عامل ہو۔ دوم اسے مرشد کامل کی اجازت حاصل ہو۔ بعض لوگ نہ خود پڑھنے میں عامل ہوتے ہیں اور نہ اجازت میں کامل ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جب دعوت پڑھتے ہیں تو وہ دنیا جہان میں خراب اور خستہ ہوتے ہیں۔ بعض پڑھنے میں تو کامل ہوتے ہیں لیکن اجازت میں ناقص ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جو بدوقت چلانے اور نشانہ پر گولی لگانے میں تو قابل ہے لیکن انیس نہیں رکھتا اور جو شخص اجازت میں کامل ہے لیکن پڑھنے میں ناقص ہے اس کی مثال اس شخص کی ہے جو انیس تو رکھتا ہے لیکن بدوقت چلانے میں ماہر نہیں ہے۔ پس دعوت میں عامل اور کامل وہ شخص ہو سکتا ہے جو پڑھنے میں بھی عامل ہو اور اجازت میں بھی کامل ہو۔ اس کی دعوت سے ہر مشکل مہم حل اور آسان ہو جاتی ہے۔ لہذا ناقص لفظی آدمی کو چاہیے کہ ہرگز دعوت پڑھنے کی جرأت نہ کرے اور عامل کامل شخص کی اجازت کے بغیر کوئی چلہ۔ خلوت و ریاضت اختیار نہ کرے۔ بعض لوگ کتابوں میں کسی اسم یا کلام یا دعوت کی تحریف اور ترتیب پڑھ کر خود بخود چلے میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور کلام کا عمل شروع کر دیتے ہیں۔ بعض کو ابتدا میں کچھ فائدہ حاصل ہونے لگ جاتا ہے۔ لیکن آخر میں ایسی لاندالی رجعت میں مبتلا اور گرفتار ہو جاتے ہیں کہ قیامت تک اس سے خلاصی نہیں پاسکتے۔ اور دیوانہ، مجنوں یا سیمار اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔

طے کرتا ہے لیکن ان مذکورہ مراتب والا بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید سے ابھی بہت دور ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب وصال کا خاصہ خلاصہ راہ تصور، تصرف توجہ اور تفکر کا ہے۔ کہ جو بیان سے عیان اور قال سے وصال تک لے جاتا ہے۔ جو شخص یہ راہ نہیں جانتا اور حاضر ناظر آگاہ اور نگاہ کے مراتب نہیں رکھتا وہ شخص احمق ہے کہ پیری مریدی کرتا پھرتا ہے۔ اور طالبوں اور مریدوں کو خراب کرتا ہے۔ دنیا میں اس سے زیادہ اکبر الکیاڑ گناہ اور کوئی نہیں ہے۔ ایسے مرشد قیامت کے روز سخت رو سیاہ، شرمندہ اور معذب ہوئے۔

دعوت ایک نہایت ہی اعلیٰ باطنی منصب ہے جو محض اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت سے حاصل ہوتا ہے۔ دعوت و ولایت کا ایک خاص ممتاز مرتبہ ہے۔ احمق نفسانی لوگ دعوت کی خاصیت کیا جانیں۔ دعوت بغیر اجازت اور توجہ مرشد کامل جاسی نہیں ہوتی اور مفید نہیں پڑتی۔ عامل بخت و جہد اہل دعوت ہر مطلب اور مراد کو بذریعہ دعوت پالیتا ہے لیکن ناقص خام دعوت سے رجعت کھاکر اٹھا خانہ خراب ہو جاتا ہے۔ عمل دعوت میں خاص عامل کامل وہ ہے کہ جو کوئی اس سے مراد دینی و دنیوی طلب کرے ایک مفتہ یا پانچ روز کے اندر بذریعہ دعوت مراد و مطلب حاصل کر دے۔ خواہ وہ مرتبہ شاہی ہو یا مرتبہ معرفت الہی ہو۔ ہر طالب کو اپنے موافق مطالب اور ہر مرید کو اپنے مطابق مراد پہنچا دے۔ **قوله تعالیٰ - قال حکیم ادعونی استجب لکفریہ و یفرایتمہا سے رہنے مجھ سے دعا مانگو گی تمہاری دعا قبول کروں گا**۔ ایسی دعوت پڑھتا ہوں میں باخدا بے خبر جس سے ملک میں برپا ہوا

دعوت پڑھنے کے بہت طریقے ہیں۔ صاحب دعوت کو باطنی قوت اور توفیق چاہیے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اپنے سوال کا جواب باصواب حاصل کرے۔ صاحب دعوت جذب دعوت سے دشمن بدخواہ کا فائدہ اٹھانے سے اس طرح کیخ تیار ہے کہ یک دم عدو اندھا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن کے تمام وجود و ہفت اندام و روح حیات کو اس طرح جذب کر لیتا ہے کہ اس کے ہفت اندام خشک ہو جاتے ہیں اور وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ یا اگر پنج رہے تو تمام عسیر دیوانہ مجنوں بن جاتا ہے اور بے آرام رہتا ہے۔ لیکن اہل دعوت کو چاہیے کہ پہلے اپنے نفس پر توجہ کرے اور دعوت کے ذریعے پہلے اپنے نفس کو مار لے۔ بعد دیگر لوگوں کو مغلوب و مقہور کرے۔ عامل کامل وہ ہے کہ جب حیوانات جلوی و جمالی کھاتا پھرے اور اس کی دعوت رواں رہے۔ اس دعوت کی طریق اور توفیق اس شخص کو حاصل ہوتی ہے کہ اہل دعوت تصور اسم اللہ ذات حضور میں کامل اور دعوت روحانی اہل قہور کا عامل ہو۔ جو شخص اس طرح عامل اور باطن میں کامل ہو اسے صاحب جذب جہاد اکبر ذوی المرتبہ اہل کرامات البکیر قافی اللہ فقیر کہتے ہیں۔

شرح دعوت دم

کل مخلوقات کی اصل دم سے ہے۔ جو شخص دھول کو باطنی توفیق سے پہچانے وہ شخص واقعہً احوال قلوب ہوتا ہے وہ ہر طرف سے ایسی دعوت حقیقی پڑھ سکتا ہے کہ جہلہ علم علوم اس دعوت سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ دعوت کی چار قسمیں ہیں دعوت دم سارہ شاک، دعوت دم سارہ بامی، دعوت دم سارہ آتشی اور دعوت دم سارہ آبی۔

اس قسم کی دعوت سے لوگوں کے درمیان موافقت، مخالفت، محبت، عداوت، یکنائی، جدائی اور قتل و کشت و زندگی حیات کے کام کئے جاتے ہیں۔ لیکن اس قسم کی دعوت کا پڑھنا عامی بے توفیق کا کام ہے۔ کامل وہ ہے کہ اگر چاہے دعوت پڑھنے سے محض کو سود بنالے اور قہر و جدالت سے پڑھے تو محض اور سود کو کھیلے ہی لپیٹ میں لے لے ایسے عالم کو شمار عدد الجبر حساب بروج کو اکب اور وقت سعد و نحس کی احتیاج نہیں رہتی۔ اسے پیغام والہام کیلئے فرشتے وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں رہتی جس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ہر سوال کا جواب یا سوال پاتا ہے۔ جہاں فقیر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ لے لی مع اللہ وقت و مقام قرب و حضور ہے۔ وہاں سے فرشتے وغیرہ بہت دور ہے۔ مرشد کیلئے طالب کو اس مقام پر پہنچانا بہت ضروری ہے۔ اس راہ میں اصل ملاو اور حقیقی معاملہ اللہ تعالیٰ کی معرفت، قرب اور وصال لازوال ہے۔ ذکر فکر و رو و وظائف غیر شغل محض ہم و خیال ہے۔ یہ مراتب اہل ذکر و خیرہ حاصل کے ہیں کہ جس سے ذکر کے وجود میں بارہ وظائف کھل جاتے ہیں۔ اور ذکر ہر ایک نور لطیف میں غرق افوار ہو کر مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب فقیر کامل کے ہیں جب فقیر کامل اور ذکر حاصل ہر دو ایک اتحاد میں شامل ہو جاتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مجموعہ الذکر زندہ دم کہتے ہیں۔

توراتنا لے، و نفخت فیہ من روحی۔ جو شخص صاحب دم زندہ اور حضور بنائے اور ذکر مذکور شہنودہ ہو جاتے اسے صاحب یک دم کہتے ہیں۔ ایسا شخص اپنے دم میں ہزار ہا عالم کو پکڑ لیتا ہے۔ اور ہر قلم ظاہر و نہانی منطبق معانی بے واسطہ پڑھ لیتا ہے۔ اسے علم سیکھنے کیلئے کسی کے پاس آئے جانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ بعض طالب تمام اور ذکر تمام مرشدان ناقص کو خواہ مخواہ کامل سمجھتے ہیں۔ ایسے مرشد اور طالب ہر دو اندھے ہوتے ہیں۔ دم دینا اور سال و دولت کی محبت ان لوگوں کے دلوں پر اس طرح قابو پالیتی ہے کہ ایک دم اللہ تعالیٰ کو کھل دیتے ہیں اور دم جس سے ملے جنت مقام چار سے ہوں آٹھ تہ ہو کستگار صاحب امر اور پھر پند رب!

دم نقل ہے دم ابد دم دنیا تمام
ایک سے دو دم ہوں اور دو سے چار
سعدا، دل، مژدہم میں اک ہو جائیں
اور دم جس سے ملے جنت مقام

روحی دم ہے ریح رحمت حق نامہ چھوٹے دم نفس و شیطان و ہوا
ذکرے دم نکلے تو جالو حضور ایسے ذکر کے میں ہفت اندام ہونے

دم انسانی اور ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیا جاتا ہے۔ اور حضرت اسدوم علیہ السلام سے ملاقی ہو جاتا ہے اور دم مشرف دیلدر بانی حضرت محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے حاصل ہوتا ہے۔ جس سے طالب زندہ دم اور روشن ضمیر ہو کر زندہ جاوید ہو جاتا ہے۔ کامل عارف وہ ہے کہ ہر نبی اور ہر ولی سے دم لے کر اس کے ساتھ اپنا دم ملا کر اس سے پیغامِ علام جواب سوال حاصل کر سکے۔ اس قسم کے غافل اہل دعوت کو زبان سے کچھ کلام وغیرہ پڑھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ صرف خیال اور توجہ سے کام لکاتا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ یک کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

۱۔ دعوت دم کی تشریح ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔ یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بعض لوگ یہ کہیں گے کہ جب کوئی شخص خود کامل اور اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی ہر مراد پوری کر سکتا ہے۔ اور ہر مشکل حل کر سکتا ہے۔ اسے دوسرے پیغمبروں اور فرشتوں کی وساطت سے اور ان کے دم سے دم ملا کر کام نکالنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مخلوق کی طرف ایک الگ صفت سے متجلی ہوا ہے اور خصوصاً ہر نبی ہر ولی، ہر فرشتہ اور ہر انسان کی طرف ایک علیحدہ صفت سے جلوہ گر ہوا ہے اس نے ہر چیز اور ہر مخلوق میں اس علیحدہ تجلی کے سبب اختلافِ رنگ و بو واقع ہوا ہے سو ہر چیز ایک الگ صفت سے ممتاز ہے۔ اور ہر نبی ہر ولی اور ہر فرشتہ اللہ تعالیٰ کی ایک الگ صفت سے متصف اور اس کے علیحدہ اخلاق سے متخلق ہے۔

مثلاً آپ کا کوئی کپڑا پھٹ گیا ہے۔ اب اس کے مینے کیلئے ایک سوئی کی ضرورت ہے تو دنیا کے باقی تمام اوزار انہی کے لئے بیکار ہیں۔ سوائے ایک ناچیز سوئی کے آپ کا یہ کام اور کسی قیمتی اوزار سے نہیں نکل سکے گا۔ اور اگر ایک معمولی لوہے کا چمٹا بنا تا ہے تو وہ بغیر لوہار کے اور کسی کاریگر سے نہیں بن سکے گا۔ مکی فن رجال یعنی ہر فن کے لئے مخصوص آدمی ہیں۔ اسی طرح باطن میں ہر کام کے لئے مخصوص بنی، ولی اور فرشتہ اللہ تعالیٰ کی ایک خاص صفت سے مخصوص اور ایک خاص کمال سے ممتاز ہیں۔ مثلاً عیسیٰ علیہ السلام جدامیوں اور اندھوں کو اچھا کرتے اور مردے کو قیامت جاذب اللہ کہہ کر زندہ فرماتے تھے۔ یوسف علیہ السلام خواب کی تعبیر میں کمال رکھتے تھے۔

سو جو فن جس کا ہے۔ اس فن کے متعلق اسی بنی، ولی اور فرشتے کی باطنی استعداد اور روحانی استعداد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ہر مخصوص کام کیلئے ایک خاص بنی، ولی یا فرشتہ سے دم ملا کر اس سے کام لیا جاتا ہے۔ سو ہاں ایک دم ہر کام کو کھتے ہیں جو ہر نبی، ولی اور ہر فرشتہ سے دم ملا کر اسے حاضر کر سکے اور اس سے کام نکال سکے۔ یہ ہیبت بڑا بلند مرتبہ ہے۔

جو شخص علم دعوت یا تلاوت قرآن یا ذکر الرحمن شروع کرے تو ابتداء میں بعض موکل آواز دینے لگ جاتے ہیں یا روحانی یا شہد خواب یا مرقبے میں ملتی ہو کر کامیابی کی بشارت دیتے ہیں یا پڑھتے وقت موکلات غیبی مثلاً جنونیت وغیرہ کی خاص ہوا آنے لگتی ہے یا بعض اسماء کے پڑھنے کا اشارہ یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے یا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کلام کے پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ اگر ابتدا میں ان احوال میں سے کچھ بھی معلوم نہ ہو تو اس دعوت سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ اٹار جنت میں گرفتار ہو کر پریشان اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے بعض احمق اہل دعوت دم حیوانی، دم شیطانی، دم ظہور، دم جنونیت یا دم ملکوت میں اتحاد و انقباض پاکر مطمئن اور غرور ہو جاتے ہیں اور معرفت اللہ اور توحید سے رہ جاتے ہیں۔

ظانگ کو ہے گویہ قرب درگاہ نہیں ان کو حضور علی مع اللہ

اہل قرب ایک وقت میں اس طرح دعوت پڑھتا ہے کہ اس کے ایک وقت کی دعوت کا عمل اور اثر قیامت تک جاری رہتا ہے خواہ وہ عمل قیام ہو یا عمل بقار خواہ دیرانی کے لئے ہو یا آبدی کے لئے اور خواہ عمل بہت ہو یا کثا۔ ایسے اہل دعوت کو صاحب کل الکلید، کشائندہ افعال المہات توحید کہتے ہیں۔ ایسے صاحب تجربہ و تفرید اور اہل ترک و توکل ہر قسم کی تقلید سے فاسخ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی ذات کافی ہے۔

حسبى اللہ و کفہ با اللہ و تبارک اللہ

اے طالب! اگر تو اللہ تعالیٰ کی طرف آئے تو اس کا درہر وقت باز ہے اور اگر نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے۔ فخر کامل کی زبان سیف الرحمن کن کی سیاہی سے آلودہ ہوتی ہے۔ اس کی بہات گویا اللہ تعالیٰ کے امر اور قدرت کی آواز ہوتی ہے۔ واللہ غالب علیٰ اعداء۔ بعض دعوت سے بارہ سال پڑھنے کے بعد عمل جاری ہوتا ہے۔ اور مطلب برآر سی ہوتی ہے۔ بعض سے یک سال بعض ایک ماہ، بعض ایک ہفتہ، بعض آٹھ پہر اور بعض ایک ساعت ہی میں عمل جاری ہو جاتا ہے۔ دعوت پڑھنے سے سنگین آہنی قلعہ موسم کی طرح نرم ہو کر فوراً فتح ہو جاتا ہے۔ دعوت کے اثر سے قلعہ کے بہادروں کے چھکے پھوٹ جاتے ہیں۔ اگر کفار، رافضی یا خارجی ہوں تو مسلمان اور نائب ہو جاتے ہیں یا جلا وطن ہو جاتے ہیں۔

علا دعوت بڑا بھاری علم ہے۔ اہل دعوت باطن میں ایک اولوالمراد شاہ کی سی قوت اور اختیار رکھتا ہے۔ ملکوں کی کنہیاں ایسے قانون کے ماتھے میں ہوا کرتی ہیں۔ ان کی برکت سے آسمان سے بارشیں برتی ہیں اور زمینیں و اراضیات سرسبز اور آباد ہوتی ہیں۔ آسمانی آفات اور بلائیں ان کے قدمی دم اور قدم سے دفع ہو جاتی ہیں۔ یہ لوگ مہی بے تاج بادشاہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اصلی انسان اکمل کی اولاد۔ باطنی طور پر زندہ جاوید ہیں۔ باقی مردہ دل نفسانی لوگ (باقی اگلے صفحہ)

عالم اگر چاہئے بادشاہ ہفت اقلیم کو معزول کر دیتا ہے۔ اور ایک مفلس گداگر کو تخت سلطنت سونپ دیتا ہے۔ اگر حالت جذب غضب میں آئے تو بہت دور سے دشمن بدخواہ کی جان لے لیتا ہے۔ اور اگر فوارش کرے تو ایک طرفہ العین میں ہدایت عنایت نصیب کر دیتا ہے اور حضور پور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ کہ طالب صاحب نظر کو کر اولو الامر صاحب تصرف کو زمین ہو جاتا ہے۔ اور اپنی عقلی صفت زندہ دم سے مردہ دل کو زندہ جاوید بنا دیتا ہے۔ لفظ تو فین اور تصرف باطن تحقیق کے یہ راستے اسما و فیل سے سوال اور جاری ہوتے ہیں۔

ان کے مقابلے میں حیوان باطن اور مردہ کی مثال ہیں۔ یہ لوگ اپنے پاک نورانی لطیف قدسی اور باطنی حسیوں سے دنیا میں گشت بگشت کرتے رہتے ہیں اور دنیا کا انتظام کرتے رہتے ہیں۔ جن ملائکہ اور ارواح کے باطنی شکرا کے ہمراہ ہوتے ہیں اور وہ رب باطنی ہتھیاروں سے مسلح ہوتے ہیں۔ اور ان کے اشاروں پر کام کرتے ہیں جس طرف قہر اور جلال کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ باطنی غیبی شکر اپنے غیبی ہتھیاروں سے اس ملک شہر اور گھر پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور وہاں تباہی مچا دیتے ہیں۔ مضبوط قلعے اور مادی سپاہیوں کے پرے نہیں آنے جانے سے نہیں روک سکتے۔ ان لوگوں کے باطن میں روحانی مجلسیں اور کانفرنسیں قائم ہوتی ہیں۔ اور دنیا کے تمام بڑے بڑے مہات پیلے ان کی باطنی مجلسوں میں ملے ہوتی ہیں۔ اور اس کے بعد ان کا ظہور و نفاذ ظاہری مادی حکام کے ہاتھوں اسی طرح واقع ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ظاہری مادی دنیا باطنی روحانی دنیا کا ظل اور عکس ہے۔ اللہ اور رسول کے یہ نائب اور جانشین ہوتے ہیں۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کی زمین میں خلیفہ برحق ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن کریم میں اولواکما ہر کے صحیح خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ کیونکہ ان کا حکم روحانی دنیا کے عالم امر میں نافذ اور جاری ہوتا ہے اور عالم خلق عالم امر کے تابع ہے۔

قوله تعالى = اولا الخلق والاکما ترجمہ "خبردار اس کے لئے ہے عالم امر اور عالم خلق۔"
قوله تعالى = قل الروح من امری ترجمہ "کہندے اے میری اگر روح میرے عالم امر کی چیز ہے۔"
قوله تعالى = واطيعوا الله واطيعوا الرسول واولواکما منکم

ترجمہ "اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی اور عالم امر کے فرمانرواؤں کی۔"
(نقشہ اسماء کے ملاحظہ فرمائیے)

تصور

اللہ

دعوت

عظیم

تصرف

یاد رہے کہ صاحب تصور با توفیق دعوت سے جلد موکلات جنونیت اور ملائکہ کی حاضرات کر لیتا ہے اور صاحب
تصرف تحقیق جملہ ارواح انبیاء و اولیاء اللہ مومن مسلمان کل مخلوقات کی حاضرات کرتا ہے۔ ایسا عامل کامل
اہل تصور حضور اور صاحب تصرف غائب برہم حانیت قبور جس وقت دعوت فہمی شروع کرتا ہے۔ بڑے
سے بڑے کام اور نہایت مشکل مہم کو ایک ہی قدم پر سرانجام کر لیتا ہے۔ اور اگر چاہے تمام روتے زمین کی
مخلوق کو قیام کی تسخیر میں لے آتا ہے۔

میں شہسوار ہوں ہے ہاتھ میں سر تلوار میں قتل کرتا ہوں عالم کے موزی و کفار

صحیح طریق سے دعوت کو پھیلانے کوئی اگر
عمل میں جس کے یہ ہو ہے وہ خاص مرد فقیر
میں جذب و قہر سے دعوت پڑھوں اگر کیا
توجہ تیغ ہے یہ سر قلم کرنے کے سر
ہے ایک بار تصور کے ساتھ دعوت میں
پڑھے اگر کبھی دعوت کو کوئی اہل نظر
میں پڑھتے دعوت قرآن و حدیث کا
پڑھے جو دعوت وحدت طلب محرم نام
نہیں ہے دعوت کچھ کام خود فرشتوں کا
جو مجھ سے پوچھے کہ دعوت کا راستہ بتلا
جو دم تقا کے تصور سے نکلے سالک کا
جو دم تصور دیدار احمدی لائے
ہے ایک دم ملکوتی اگر ہو تجھ کو نصیب
جو نہی جو دعوت دم ہو جہاں میں تیرا دل
ہی ہے دعوت لا سلب لا اولیٰ غیر
جو جانتا نہیں سالک یہ علم دعوت دم

تذیر حکم ہوا میں کے تمام ذیرو زبر
وہی دعاوت در تنصیر ہے وہ امیر
مری نظر سے تباہ و لاک ہوں کفار
یہی ہے رالہ و بائزید سے بڑھ کر
نہیں یہ مشغذ صاحب ہوا و ہوس
کے مطالعہ لوح مرد اہل خضر
وہ اہل دعوت صاحب عیان محرم رب
اسی سے ہوتے ہیں حل الیم میں شکل کام
ہے علم دعوت دم کام دل نور و شوق کا
رسوا پاک سے مضرب ہے کرونگا عطا
اسی سے ہوتا ہے سالک پر مہربان خدا
تو اپنے پاس وہ سب علم اصفیا پائے
تو پائے جملہ لاک کو اپنے پاس قریب
تو ہوتے اس سے لطف میں تیرا سالک جہاں
میں پڑھتے عادت و اصل مدیم اہل ضمیر
تو جانو خام ہے وہ مدعی نا محرم

صاحب دعوت دم جس وقت تصور روح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسم سے پکڑتا ہے مجلس محمدی
میں حاضر ہو جاتا ہے۔ تصور اسم کے سلطان الفقر حاضر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب اسم سے تصور شیخ کرتا ہے
صوت شیخ حاضر ہو جاتی ہے۔ نیز تصور اسم سے روح جبرائیل حاضر ہو کر الہام دیتی ہے۔ اور تصور اسم
سے روح میکائیل کی حضرات کر کے جس قدر چاہے باران رحمت برس جاتی ہے۔ اور تصور اسم سے روح
اسرافیل کی حضرات کر کے جس گھر، شہر اور ملک کی چاہے جذب سے روح آبادانی اس طرح پکڑ لیتا ہے
کہ وہ قیامت تک وہاں رہتا ہے۔ اسی طرح حضرات عزرائیل سے ایک دم میں دشمن کی جان قبض کر لیتا ہے
لیکن چار موزیوں کو قتل کرنا علین ثواب ہے اول موزی نفس دوم موزی عالم اظلم سوم موزی کافر چہارم
موزی مردود و مرد کشمن علماء و فاعل و فقراء کامل۔

جو شخص اس قسم کی مستجاب اور مقبول دعوت نہ پڑھتا ہو اور تصور و لطف حضور دعوت دم نہ جانے وہ

ناو ان ہے کہ دعوت پڑھتا ہے۔ اور کامل عامل کے لئے بے رنج و بیاضت نفس کا مارنا اور اسے مطیع کرنا طاعت
 ایک ساعت کا کام ہے لیکن ناقص کے لئے معرفت، مشاہدہ، طبقات، مطالعہ لوح محفوظ، قرب، توحید اور
 انوار ویدار کا حصول نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ مرشد کامل مکمل انکی جامع ان تمام درجات ذات و صفات
 تک طالب کو جلدی پہنچا دیتا ہے۔ یہ سب مراتب علم اکسیر اور علم تکسیر کی قیدیں ہیں۔ یہ تمام عنایت، عنایت، ہدایت
 اور ولایت کے مراتب تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے مرشد کلمہ طیب سے کھول دیتا ہے۔ اسے مراتب معرفت
 وصال کل کھتے ہیں۔ گرتی آنکھیں میں بھائی دیکھ لے مجھ کو ذرا: اک نگہ میری بہتر ہے از نعیم و دوسرا
 طالب اللہ کے لئے فرض اولین یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی ملے پہلے مرشد کامل ڈھونڈے اور جان لوڑ
 خدمت سے اسے اپنے اوپر مہسربان کرے۔ مرشد کامل وہ ہے کہ اول طالب کو
 باطنی طور پر دولت دنیا کا بے حساب تصرف عطا کرے۔ دوم مرتبے میں طالب کو درجات عقبتی حور و مقصور بہشت
 بہار سے سرفراز فرما دے اور سوم مرتبے میں طالب کو اللہ تعالیٰ کی طرف مہفت اور متوجہ کر کے غرق
 انوار اور مشرف ویدار کرے۔ مرشد عارف باللہ نظارتین روز میں طالب صادق کو ان مرتب سے بہرہ
 ور فرما دیتا ہے۔

حضرت سلطان اعدائیل کی کتابوں میں دو علوم علم اکسیر اور علم تکسیر کا ذکر بہت آیا ہے۔ سو واضح رہے کہ علم اکسیر مراد
 علم تصور اسم اللہ ذات ہے۔ اور علم تکسیر مراد علم دعوت البقور ہے۔ باطنی سلوک اور روحانی دنیا کے تمام خزانوں
 کے یہی دو کلید اور کنجیاں ہیں۔ اور ان ہر دو علوم کا حصول نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ دلیہ دعوت تو بہت لوگ کر
 سکتے ہیں۔ لیکن ایسے کامل عارف جو علم تصور اسم اللہ ذات میں کامل اور علم دعوت البقور میں عامل ہوں۔ دنیا میں غنقا کی طرح
 کم یاب ہیں۔ یہ ابھی سرمدی بادشاہی ہوا ہوں اور تمام نام آدمی کے حصے میں نہیں آیا کرتی۔
 سرمد غم عشق ہوا ہوں راند و ہنسند
 سوز دل پیواہ گیس راند و ہنسند
 عمرے بایدا دوست آید بھکار
 ایں دولت سرمد ہمہ کس راند و ہنسند

مرشد کامل پہلے پہل دنیا اور دولت کا بے حساب تصرف عطا کرتا ہے۔ تاکہ اُس کے دل میں استغنا اور دنیا سے
 بے نیازگی کے جذبات پیدا ہو جائیں۔ جب تک طالب کامل دنیا اور دولت سے سیر نہ ہو جاتے وہ اسے ترک نہیں
 کر سکتا جب تک طالب دنیا کی طور پر محتاج اور ظاہری طور پر نفلس رہتا ہے۔ اس کو دنیا کی طلب (باقی اگلے صفحہ پر)

بڑی بڑی دینی و دنیوی حاجات اور مشکل مہمات کی کنجی فقیراں تو حید کے ہاتھ میں ہوا کرتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر جائے مفلس
گدا کو سفت اقلیم کا بادشاہ بنا دے یا معزول کر کے بادشاہی سے علیحدہ کر دے۔ صاحب باطن لوگوں کو توجہ
سے علم غیب کے ماضی حال اور مستقبل کے حالات معلوم کرنے کے لئے مختلف طریقے ہیں۔ بعض نماز استخار
سے بعض متواتر اہم اللہ ذات سے، بعض بذریعہ مراقبہ بعض کو مطالعہ لوح محفوظ بعض کو فرشتوں سے الہام
بعض کو قرب اللہ سے الہام، بعض کو عرش معلیٰ سے جواب باصواب بعض کو انبیاء و اولیاء سے پیغام
بعض کو وقت تلاوت قرآن سے آواز، بعض کو رب جلیل کی حضور سے صحیح دلیل بعض کو مقام وحدت سے
بذریعہ وہیم بعض کو تصور تصرف حضور بعض کو بذریعہ دعوت شہسوار سی قیور عینی حالات معلوم ہوتے ہیں۔ فقیر صاحب قوت
العلوم وہ ہے کہ ان سب اعمال کا عامل اور ان سب شغل اشغال میں کامل ہو۔

ما گنا لوگوں سے اس کا کام ہے	نزدہ دعوت جو نہ جانے خلم ہے
باطنی دنیا میں اس کا راج ہے	جو کہ کامل ہے وہ لا یتماج ہے
بول مست مرشد ہی تیرا پادشاہ	کام عاجز گر چہ کرتا ہے بیاں

جہاں معاملہ بالکل عین عیاں ہے وہاں کیا حاجت قال و بیاں ہے۔
ولیے کامل بے نقیبوں کو نصیب پھر تاغالی نہیں مولیٰ حبیب

رہتی ہے۔ وہ دنیاوی لذات کا خواہاں ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کے تصرف میں یہ چیزیں آ جاتی ہیں تو اس کی نظر
میں اس کی تیراورد وقت گھٹ جاتی ہے۔ اور وہ ان سے دل نہیں لگاتا۔ دنیا کی بے ثباتی اور حقیقت اس
پر واضح ہو جاتی ہے۔

جب طالب اس درجے سے گندہ جاتا ہے۔ تو پھر اس کو دولت عقیقی سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ اور
اے بہشت، حور و مقتولہ کی لذتوں سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اور آغوش سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کر کے فرق انوار اور
مشرف دیدار کیا جاتا ہے۔ ایسے طالب کو عقیقہ اور بہشت کی بھی طلب نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کا
مشاہدہ چاہتا ہے۔

فقیر کامل طالب صادق کے لئے جو مرتبہ نصیب باطن میں حضور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار سے دکھاتا ہے وہ ہو جیسا ہی طرح اسے پاتا ہے۔ فقیر کامل عامل جو دعوت میں صاحب حکم و توجہ ہوا اسے نصاب نیکوۃ وقت سعد و بخش اور حساب عدد و شمار بر وج و کواکب و در بیدار، بذل قفل ترک حیوانات جلالی و جمالی اور غسل و دو گانہ روزہ خلوت چلہ وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ سب دوسو سے خطرات اور واپسات خام اور ناقص ناتمام اہل دعوت کے لئے ہوتے ہیں۔

میں ہوں عامل اور ہوں کامل فقیر عالم ادوار پر ہوں میں امیر

علم دعوت کا پڑھنا اور سرفرازی سے سلامت محفوظ باشعور رہنا کاملوں کا کام ہے۔ ناقصوں کے لئے بہتر ہے کہ دعوت نہ پڑھیں اور علم دعوت میں دم نہ ماریں چاہے کوئی ان کی گردن تک اڑائیں یا ہزار اشرفی پیش کریں ہرگز قبول نہ کریں۔ کیونکہ شیطان یعنی بیس ہزار سال تک علم دعوت پڑھتا رہا اور فرشتوں کو پڑھتا رہا ہے۔ اس علم کی مستی انایت اور کبر و عروج نے اسے آدم علیہ السلام کے سجدہ اور اٹھنے والے کے امر سے باز رکھا۔ پس اصل علم معرفت، محبت، توحید اور ہدایت کا ہے۔ اور اس علم کی فرمان برداری عالم پر فرض ہے۔

اہل دعوت کامل کے لئے قاعدے اور قانونوں اور دعوت کے قواعد و شرائط کی پابندیوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ مثلاً نصاب نیکوۃ بذل قفل روزہ خلوت پر پیر جمالی و جمالی ترک حیوانات تعین وقت جائے مقیم وقت سعد و بخش وغیرہ یہ پابندیاں ناقص اہل دعوت کے لئے ہوا کرتی ہیں۔ جنہیں باطنی رجحانوں اور آفتوں کا خطرہ اور اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کامل عامل چونکہ دعوت اللہ تعالیٰ کے امر اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور مشد کامل کی اجازت سے پڑھتا ہے۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے حفظ اور امان میں ہوتا ہے۔ اور اسے کوئی چیز نقصان پہنچا نہیں سکتی۔ اور وہ دعوت محض اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور اس کی خوشنودی کے لئے پڑھتا ہے۔ جو لوگ دنیا کی خاطر یا امر یا اہل دنیا و ساء اور بادشاہوں کی تسخیر کے لئے علم دعوت پڑھتے ہیں انہیں ہر قسم کے بلا اور آفات کا کھٹکا لگا رہتا ہے۔ اور وہ ان سے بچنے کی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ ہر وقت حصار میں رہتے ہیں۔ ان سے اگر تھوڑی سی غفلت اور پرہیز میں کوتاہی رونما ہو جاتی ہے۔ تو جو کل موقع پا کر اسے یا گلی دیوانہ یا بیمار کر کے ہلاکت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ اس لئے ناقص خام نفسانی آدمی کو ہرگز دعوت میں دم نہیں مارنا چاہیے۔

دعوت جان جو کھوں کا کام ہے۔ یہ کام اس آدمی کا ہے۔ جو جنات ملائکہ اور ادوار (باقی اگلے صفحہ)

علم ہے پیغام اور انش بیاں
 علم سب باتیں میں ہے مثال
 علم ہے حرفی کا اور لفظی
 معرفت ہے نور عارف باخبر
 علم ہے اک ذکر سوائے معرفت
 علم حق سے ہم کو رہا مل ہوا
 علم میں غرور نہ ہو معرفت
 علم ہے عین یقین عین الحیات

میں بہت کم علم علم عیاں !
 میں کہاں دنیا میں علم باوجود عیاں
 کلام ہے عالم قافی اللہ غرق
 ہے وہاں نے ذکر و فکر نے شعور
 ہے وہی عالم جو عرفا صفت
 علم ہے توحید باقی سرسوا
 سب کرتا ہوں اسے میں با نظر
 ہے وہی علم توحید ہی بذات

قوله تعالى: لا اله الا هو فاتخذ من عباده
 اسے اپنا کفیل بنا اور کارساز مقرر کیا۔

ہے ہر اسم اللہ ذات نور اسم اللہ ذات لے جائے حضور

فقیر کامل صاحب قرب اللہ پروردگار کو دعوت پڑھنے سے کیا سروکار بلکہ دن رات چلوں اور غفلت
 میں بے حد و عین پڑھنے اور لڑائی کے لئے پیادہ اور سوار بکھو کھا فوج جمع کرنے اور کروڑوں روپے
 خرچ کرنے سے فقیر کامل کی ایک توجہ ہزار بار بہتر ہے۔ فقیر کامل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب یا
 کذب کن اور کلمہ طیب کی حقیقت سے توجہ جانے۔ لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 دعوت کے چار حروف ہیں۔ د، ا، ع، و، ف۔ حروف د سے دو عالم صاحب مشاہد
 حضور ہو۔ حروف ع سے عیاں ہیں، عیاں بخش، عالم عین العلم ہو، حروف و سے واردات غیبی اور
 الہام و جواب باصواب ہر آیات سے دکھانے والا ہو۔ اور حرفت ت سے صاحب توجہ، صاحب تصور

فقیر دست اور نہ یادہ روحانی طاقت کا مالک ہو اس فیسی لطیف مخلوق پر غالب ہو کمزور ختم ناقص مزود
 دل نقصانی آدمی کا کام نہیں ہے۔

یہاں حضرت سلطان العارفين فقیر کامل کے انتہائی مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسے دعوت
 پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں رہتی اور نہ اسے درد و غلظت کی حاجت ہوتی ہے۔ بلکہ وہ صرف نظر سے کام
 کرتا ہے۔ وہ جس کلمہ کی طرف توجہ ہوتا ہے۔ فوراً تکمیل پذیر ہوتا ہے۔ اس کی توجہ مشکل سے مشکل عقول
 کو آتی واحد میں کھول دیتی ہے۔

صاحب تصرف، صاحب فکر، صاحب تہاؤں، صاحب تمثیل، صاحب ترک، صاحب توکل، صاحب توحید، صاحب تجرید، صاحب محاسبہ و تخصیص نفس اور صاحب توفیق ہو کر ان جملہ مراتب کی توفیق کو عمل میں لاتا ہو اور ہر دعوت سے پہلے کھاتا ہو۔ علم دعوت کی خاصیتیں بے حد بشمار ہیں۔ اگر تمام لکھی جائیں تو ایک علیحدہ دفتر کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے یہاں مختصر طور پر تحریر کی گئی ہیں تاکہ پڑھنے والے کو طال نہ آئے لیکن وہ فہمی دعوت جس سے ایک ساعت میں جملہ طالب حل ہو جاتے ہیں۔ وہ دعوت نور۔ دعوت قبور اور دعوت حضور بعد نظر اللہ منظور ہے۔ اسے دعوت الہم اور دعوت ختم بھی کہتے ہیں۔

یاد رہے۔ کہ مرشد بننا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ ہر عمل و جز کا تصرف اور ہر علم عمل میں لانا نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ مرشد کامل وہ ہے کہ پنج گنج بے حساب و بے رنج اور پانچ طرح کے علم علوم یعنی علم ظاہر رسم و رسوم اور علم حقیقی و قیوم سے طالبوں اور شاگردوں کو بطریق فیض فضل بہرہ ور فرمائے اور ہر علم کا عمل توفیق اور امتحان تحقیقی طالب کو دکھائے اور ہر طریق سے پہنچائے۔ اول مطالعہ علم و درس غایت لاشکایت، علم و درس حکمت یہ ہے کہ طالب کو اکیسیر کیمیا کا خزانہ عطا فرمائے۔ لیکن طالب صادق جال فا اور لائق عطا ہو۔ طالب ناقص کو محرم کنا سر خطا ہے۔ دوم مطالعہ علم و درس یہ ہے کہ طالب صادق کو ذکر حاصل بخشنے۔ تاکہ طالب ذکر کمال لا زوال سے فکر و نفس میں مراقبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے قرب اور مشاہدہ حضور وصال میں جا پہنچے۔ سوم خزانہ علم و درس یہ ہے کہ طالب کو علم دعوت تکمیل عطا فرمائے تاکہ طالب بذریعہ دعوت جملہ ارواح اہل کائنات انبیاء و اولیاء اللہ اور تمام مہکات کی حضرات کر کے ان کی امداد حضور اور برکت دعوت قبور سے جملہ اہل حیات امرار بادشاہ وغیرہ کو قید تسخیر میں لائے۔ چہارم خزانہ علم و درس یہ ہے کہ مرشد طالب کو آیات قرآن میں سے اسم اعظم مرحمت فرمائے جس کے ورد سے طالب باجمیت لایحتاج اور واصل باللہ ہو جاتے پنجم گنج مطالعہ علم و درس یہ ہے کہ مرشد طالب کو علم توجہ، علم تصور، علم تصرف، علم تفکر، علم معرفت، علم تجلے انوار، علم استعراق مشرف و بیدار، علم نفس فتا و روح بقا اور علم توفیق و علم تحقیق میں کامل بنائے کیونکہ پہلے موت ہے اور پھر معرفت۔ اول قلب ہے پھر بقا اور لقاء اول ظہور انوار ہے پھر دیدار۔ یہ ہے راہ یقین و اعتبار یہ جملہ مراتب ذات و صفات مرشد کامل اسم اللہ ذات کے ذریعے اور قرآن یعنی اتباع شریعت میں سے طالب اللہ پر کھول دیتا ہے۔ کیونکہ جملہ مراتب قرآن میں ہیں اور قرآن پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہیں یہ ہے راہ حق۔ برحق مطلق اور حقیقی راہ توحید۔ بدعت باطل سے لعیدۃ النہایۃ هو الوجود الی البدایۃ ترجمہ "جب کسی امر کی انتہائی منزل آجاتی ہے، کامل وہ ہے کہ تصور اسم اللہ ذات کی توجہ اور باطنی نظر سے طالب کے دل کو اس طرح بیدار کر دے کہ طالب غرق انوار اور مشرف و بیدار ہو کر حبلہ مسموٰی نامشروع سے بیزار ہو جائے۔"

آیات

اسکے دیدار میں حائل کوئی دیوار نہیں
جس کو کما ہے نظرائں یہ میں سب زعمال
دیکھ لیتا ہے جو وہ خود کو چھپا لیتا
کر لے لے طالب حق راہ خدا میں ہمت

مردہ دل کس طرح دیکھے کہ جو مشائیں
چومتے آتا ہے اس شخص کی چوکھٹ کو چھپا
طالب غانی میں یہ مرتبہ پالیتا ہے
ترک کر عیش کو اور چھوڑ دیتا ہے مال و دولت

مرشد پر فرض ہے کہ طالب سے پوچھے کہ اسے طالب ! باطنی علوم کے ان پانچ خزانوں میں سے تجھے کونسا خزانہ
چاہیے تاکہ تجھے عطا کر دوں۔ طالب ہر مطلوب مرشد کامل سے طلب کر کے حاصل کرے تاکہ طالب کے دل میں متاع دنیا
و آخرت میں کسی چیز کی خواہش اور احتیاج باقی نہ رہے۔

مراقبہ تین قسم کا ہے اول مراقبہ توفیق مثل معراج، دوم مراقبہ دعوات و میر طہقات، سوم مراقبہ الہام از قرآن
آیات جس کو کشف حضور ہی حاصل ہو جاتے۔ اسے زبانی قیل و قال اور مطالعہ علم بیان سے مشرم آنی چاہیے۔ من عوام
ربہ فقد کل لسانہ مرشد کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اس کا طالب مشرف دیدار اور دوام حضور ہی ہو۔ یہ وقت
توفیق اور راہ باطن تحقیق مرشد کامل قادسی سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ ترکیب نفس سے نفس پاک ہو کر قیام میں آجائے۔

را قبر پر دعوت پڑھنے کے تین طریقے ہیں۔ ایک قبر کے پاس بیٹھ کر دعوت پڑھی جاتی ہے۔ دوم قبر کے پاؤں کی طرف بیٹھ کر دعوت قرآن
پڑھتے ہیں۔ سوم قبر کے اوپر گھونڈے کی طرح چڑھ کر دعوت پڑھنا موت مشکل کام ہے۔ قبر کے پاؤں کی طرف قرآن پڑھنے سے
روحانی تنگ ہوتا ہے۔ اور قبر کے اوپر دعوت پڑھنے سے روحانی پرہیز جیسا بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قبر پر دعوت پڑھنا
عال اور کامل آدمی کا کام ہے۔ اگر نفسانی تمام عمر قبر پر دعوت پڑھے تو نہ اس کے پاس روحانی حاضر ہوتا ہے۔ اور نہ کلام ہوتا
ہے۔ نفسانی مردہ دل آدمی ہرگز قبر پر دعوت پڑھنے کی حیات نہ کرے۔ حال کامل آدمی جس وقت رات کو دعوت پڑھتے وقت قبر کے اسی
اذان اور بانگ پڑھتا ہے۔ اذان کے سنتے ہی فورا روحانی حاضر ہو جاتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اس وقت قبر سے سخت
دُعب اور جھول ٹپکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مٹی کی قبر نہیں ہے۔ بلکہ شیر یا اشد ہائے پھاڑ سے بیٹھا ہے۔ اس وقت
مردہ دل نفسانی آدمی اگر قبر پر قائم رکھے تو اس کی جان نکل جاتی ہے۔ لیکن نفسانی مردہ دل آدمی خواہ قبر کے ارد گرد ہزار
دفعہ بانگ پڑھے اور دن رات قرآن کی تلاوت کرے۔ روحانی ہرگز نفسانی آدمی کے پاس حاضر نہیں ہوتا۔ کیونکہ
نفسانی آدمی کے نہ دم اور دل میں باطنی قوت ہوتی ہے۔ اور نہ اس کی تلاوت کلام اللہ سے کچھ نوید پیدا ہوتا ہے۔ جو کہ
روحانی اور ملائکہ کی غذا ہوتی ہے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

اور تصفیہ قلب سے دل روشن مصفا ہو کر رونما ہو جاتے۔ تجلیہ روح سے راہ معرفت و توحید کھل جاتے اور تجلیہ سر سے مقام قنانی اللہ میں داخل ہو جاتے جو شخص اس طرح اپنے وجود کو باطنی نور اور قرب حضور سے پختہ بنا لے اسے لائق ہے کہ دعوت پڑھے جس وقت صاحب دعوت عامل اہل القبور، کامل اہل حضور اور اہل کی مد نظر اللہ منظور کسی ولی کی قبر پر دعوت پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے یا اس کی زیارت کے لئے روانہ ہوتا ہے۔ تو ابھی اپنے گھر سے باہر قدم نہیں رکھنے پاتا کہ روحانی اس کے استقبال اور پیشوائی کے لئے آگے آکر اس کے ساتھ ہم سخن اور ہم کلام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قبر تک پہنچنے سے پہلے الہام دیتا ہے۔ بتدریج وہ ہم یا اندر راہ خیال فہم یا اندر مصغیر قلب لم یا الذنبہ نور ایمان یا از جہۃ شہادت جان حقیقت ماضی۔ حال اور مستقبل بیان کر دیتا ہے۔ ابھی اہل زیارت قبر تک پہنچنے نہیں پاتا کہ اس کا دینی و دنیوی کام مشکل اور محم آسان ہو جاتی ہے۔ جو شخص کسی قبر پر دعوت پڑھنے کی نیت سے نکلے اگر قبر تک پہنچنے سے پہلے روحانی استقبال کے لئے حاضر نہ ہو جائے۔ تو دیکھے کہ روحانی غصے غضب اور جلالت سے قبر پر حملہ ہے۔ اور اس کی قبر مثل مذکر ببار بردار ہے۔ اور روحانی قبر میں جنگ کا رزار کے لئے تیار اور خلوت خانہ قبر میں ہوشیار ہے۔ اگر اہل دعوت عامل قبور اور کامل حضور ہے قبر پر پہنچ کر اول ناخوش پڑھے۔ بعد ازاں تصور اسم اللہ ذات سے مراقبہ کر کے جہۃ نور کی توفیق اور حق کی رفاقت سے روحانی کی قبر میں داخل ہو جائے۔ اور اسم اللہ ذات کی حقیقی توجہ اور تصور کے درجات میں روحانی کو قید کرے۔ تصور اسم اللہ ذات کے غلبے اور تصرف سے روحانی ہم سخن اور ہم کلام ہو جائے گا۔ اور جلد دینی و دنیوی حاجات روحانی سے حل ہو جائیں گے اور اگر عامل صاحب دعوت قبور دیکھے کہ روحانی قہر اور جلالت سے پڑھنے والے کو اپنے نزدیک آنے نہیں دیتا۔ تو عامل اہل دعوت کو چاہیے کہ آپ بچس اور عمل بجا کر سے روحانی کو مرتبہ سے بے مرتبہ اور منصب سے بے منصب اور ولایت سے بے ولایت کر دے۔ اور اس کا غوثی و قطبی درجہ اور مرتبہ شہادت سلب کرے

بعض کامل عامل آدمی جس وقت کسی اہل قبر روحانی کی زیارت کا ارادہ کرتا ہے تو روحانی نور استقبال اور پیشوائی کیلئے اہل دعوت کے سامنے آجاتا ہے۔ اور اپنے آئے کا اعلام اور الہام بتدریج و میل یا وہم یا آواز یا خوشبخت یا وقت قلب۔ غرض کسی ذکی طرح اہل دعوت کو آگاہ کرتا ہے۔ روحانی اثر کی طرح قبر کے فاریں عالم بندش کے شکنجے میں گھسا ہوا ہوتا ہے۔ اہل دعوت جو کی اندر قلندر کی طرح جرب قرآن کی میں بجاتا ہے۔ تو قرآن کی آواز میں کر روحانی نور حاضر ہوتا ہے۔ اور ادب سے سر ڈال کر قرآن سنتا ہے۔ اور اہل دعوت کی قبل میں آ بیٹتا ہے۔ اور اسے خدائے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اسی بارے میں کہا گیا ہے جو جائیکہ گنج است آنجا مارا ست، دعوت کا بہت بڑا جیل القدر علم ہے کہیں سعادت مند طالب قادری کو یہ نعمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے طریقہ دالہ اس علم سے بالکل بخیر نہیں۔

ما ایک دفعہ مجھے ایک ممتاز خانوادہ کے ایک بہت بڑے بزرگ سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اس بزرگ (باقی اگلے صفحہ پر)

بعد ازاں روحانی نائب اور تابع ہو جاتا ہے اور اللہ کا نام لے کر عاجزی سے زبان کھولتا ہے۔ اس کے بعد الی و نحو
کامل بذریعہ تصور اسم اللہ ذات اسے دوبارہ مرتبہ مولایت بخش دیتا ہے۔ اس دعوت کو تیغ برہنہ کہتے ہیں۔ اور پڑھنے
والا صاحب شجاعت شہسوار، صاحب ذوالفقار۔ قاتل موزی کفار۔ دوام حاضر مجلس بنی صاحب دین قوی خاص مرد
خدا ہوتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات سے ہی مقام حضور اور نیز مقام کشف القبور کھل جاتے ہیں۔ لیکن کشف القبور سے
مقام حضور سرگز حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسم اللہ کی الف سے الف ۱۰۰۰ الہام اور الف ۱۰۰۰ مقام اور الف ۱۰۰۰ علوم
ختم تمام حاصل ہو جاتے ہیں۔ جو طالب اول ان جملہ مراتب کشف القلوب، کشف القبور اور مراتب حضور کو ایک دم میں
طے نہ کر لے ہرگز مرتبہ فقر و معرفت کو نہیں پہنچتا۔ چاہے تمام عمر ریاضت سے سر بہرہ بردارتا ہے۔ اذا تحیلتم فی الامور
فاستعینوا اهل القبور ترجمہ: جب تم کسی امر میں حیران اور عاجز ہو جاؤ تو اہل قبور سے امداد حاصل کرو۔ اگر مردہ
دل اور بے باطن تمام عمر قبر پر پڑھتا رہے ہرگز روحانی سے جواب باہواب نہیں پاتا۔ بلکہ رجعت کھا کر الٹا نقصان اٹھاتا ہے
داخل ہو کر خزانہ کیمیاسنگ پابلس کا خزانہ۔ خزانہ اسم اعظم اور خزانہ نظر عظیم یہ جملہ خزانے الی دعوت قبور باطنی
قبور باطنی قوت اور توفیق سے اپنے تصرف اور قبضے میں لے آتا ہے۔ کہ ہر مہر اور روحانی لاکر حاضر کر دیتے ہیں۔

کے بے شمار مرید ہیں۔ میں نے ان سے دوران گفتگو میں سوال کیا کہ آپ لوگ قبروں پر دعوت پڑھنے اور انہیں حاضر کر کے ان سے
مشکل مہمات میں امداد اور اعانت حاصل کر نیک طریقہ جانتے ہیں۔ تو اس نے اس علم کا قطعی انکار کیا۔ اور کہا کہ انسان جب مر جاتا ہے
تو اس کی روح و آپس دنیا میں نہیں آسکتی۔ ہم صرف اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ اس کی روح کو فاتحہ پڑھ کر بخش دیں۔ اللہ تعالیٰ
اس کا ثواب اس کی روح کو پہنچا دیتا ہے۔ خواہ وہ فاتحہ گھر بیٹھ کر پڑھا جاتے۔ خواہ اس کی قبر پر۔ غرض وہ بزرگ اس علم
سے صرف بے بہرہ اور عاری ہی نہ تھا بلکہ وہ اس علم کا شکر بھی تھا۔ میں اس کی یہ کوششی اور جہالت دیکھ کر حیران رہ گیا۔
حالانکہ وہ بزرگ بڑے بھاری سجادہ نشین اور گدی کا مالک و پیرمخاں بنا ہوا تھا۔ عام لوگوں میں اس کی بزرگی اور مشیت کا
بڑا اثر چاٹھا۔ خواجہ حافظ نے یہ فرمایا ہے۔

راز درین یہ دہ زندان مست پرستیں کین حال نیست زاد عالی مقام را

دنیا میں بہت بزرگ ہیں۔ جہنمیں باطن کی مطلق خبر نہیں۔ کسی اسم اور کلام کے عالم ہوتے ہیں۔ نفسانی لوگ کعبیوں کی طرح
ان پر گتے ہیں۔ ان کی تسخیر خوب چلی ہوئی ہوتی ہے۔ لوگوں میں غوث قطب دلی کامل اور خواجہ مخوم کے لقب سے مشہور
ہوتے ہیں۔ لیکن خدا کے نزدیک انکی کچھ قدر اور وقت نہیں ہوتی۔ لوگوں میں شہداء مشہور ہوتے ہیں۔ لیکن کعبی کی طرح
انکے نشین بیغیر دنیا ہوتا ہے۔ دنیا کی خاطر ہر وقت تسبیح گماتے ہیں۔ اہل مرغان سادہ لوح کا شکر کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حق میں
حافظ شیرازی پیر فرماتے ہیں۔ نہ ہم ملنگن اے شیخ تو بلا ہائے تسبیح: کہ جو مرغ ذریک افتدہ قدر پہنچ داسے

کیونکہ موکلات اور روحانی اہل دعوت قبولہ کے محتاج ہوا کرتے ہیں۔ اور اہل دعوت لایحتاج دوام صاحب حضور ہوتا ہے۔ مرشد طالب کو یہ مراتب پہلے روز ضرور عطا کر دے۔ اس بات

پہلے تو مرشد سے کر دنیا طلب	بعدہ حاصل ہو تجھ کو قربت
اتم اعظم کی طلب کر بعد ازاں	تاکہ توبے غم ہو اندر و جہاں
کر طلب مرشد سے تو قدرت امر	تاکہ تیری دید سے ہو خاک زہر
پھر طلب مرشد سے کہ دیدار تو	کن کا ہو گا محرم اسرار تو
آنکھ سے وہ جو کہ ہو دیدار میں	جو کہ بے دیدار ہو وہ ہے لعین

دعوت منتهی کے پڑھنے سے عرش کرسی۔ لوح قلم۔ خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ غرض تمام باطنی کائنات ماہ سے ہاتھ تک جنش میں آجاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا قیامت قائم ہو رہی ہے۔ اور شہرہ ہزار عالم میلان حشر میں عبرت اور حیرت کھا رہے ہیں۔ جب تک اہل دعوت اس دعوت سے فارغ نہ ہوئے یہی حالت رہتی ہے۔ دعوت یہ ہے۔

قرآن ہوا اور قبر ہوا اور پڑھنے والا صاحب قرب زندہ قلب۔ یہ ہے مراتب دائرہ دل بادم۔ محض حاضر اسم اللہ ذات سے ہی انبیاء اور اولیاء اللہ کی ملاقات اور صحبت کا راستہ کھلتا ہے۔ لیکن مرشد کامل کی توجہ اور نگاہ ہمراہ ہونی چاہیے۔ زندہ نفس اور دل سیاہ لوگ اس راہ سے بالکل بچ رہیں جس شخص کا تصور اسم اللہ ذات سے نفس ہوا ہو اس اور اوہان ذمیمہ سے پاک ہو کر مر جاتا ہے۔ وہ زندہ قلب ہو کر اللہ تعالیٰ کے قرب و حضور سے جواب بذریعہ الہام پاتا ہے۔ جو شخص اس طرح کی توفیق بالحق رکھتا ہو اسے دعوت پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ کام فقیر صاحب توجہ، فیض بخش، اہل معرفت کامل اور اہل دعوت کامل کا ہے۔ کہ خاص مقام حضور میں جا کر تصور سے دعوت پڑے۔ یا اللہ تعالیٰ کے قرب سے طریق تصور جائے۔ ایسا کامل کامل اللہ تعالیٰ

تقدیر کا مسئلہ ایک نہایت مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ بہت لوگوں کو اس میں سرکھپاتے دیکھا گیا ہے۔ لیکن کسی سے اس کا شافی اور کافی جواب بن نہیں آتا۔ مسئلہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ علمہ مقدرات اور مولات لوح محفوظ پر لکھ چکا ہے۔ اور جو کچھ ہونے والا تھا ہو چکا ہے۔ تو پھر دعا مانگنا اور کوشش کرنا اور کسی نبی یا ولی کی امداد اور معاونت طلب کرنا بے سود اور بے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ جس طرح مقدرات پہلے لوح محفوظ پر رقم ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ان کے ساتھ سائن، ذرائع اور اسباب بھی مقدم ہو چکے ہیں۔ کہ فلاں کام فلاں دعا اور فلاں کوشش اور فلاں شخص کے وسیلے اور امداد سے سر انجام ہوگی۔

کسی شخص نے مخدوم جہاں بیاں جہاں گشت سے پوچھا کہ "چوں رزق مقدر است پس گویا کیست" (باقی صفحہ پر)

سے بے لطف کو بھی لطف دلاتا ہے۔ کیونکہ یہ برکت اتنا اس حضرت محمد مصلح اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلیل بے لطف کو بھی عطا فرماتا ہے۔ جو شخص اس طرح کی دعوت پڑھے وہ مشرق سے مغرب تک ہر ملک ولایت کی بادشاہی سے چاہے جسے سکنا ہے۔ اس قسم کے فقیر دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے خزانچی ہوتے ہیں۔ یہ مراتب اہل دعوت شہسوار قبول اور صاحب تصور شیر نر اہل حضور کے ہیں۔ کامل فقیر اور صاحب لفظ درویش کی بات مہر سے لے کر لحد تک اور قیام قیامت تک بلکہ قیام قیامت سے بھی آگے داخل جنت تک جاری اور رواں رہتی ہے۔ قولہ لایا یتھا النفس المطمئنة راجعی الی ربک لاضیہ مرصیہ فادخل فی عبادی وادخل جنتی۔ ترجمہ اے نفس مطمئنة! اپنے رب کی طرف رجوع کر۔ ایسی حالت میں کہ تو اس سے راضی ہو۔ اور وہ بھی تجھ پر راضی ہو۔ اس کے بعد میرے بندگان خاص کی صف میں شامل ہو جا۔ اور میری بہشت قریب میں داخل ہو جا۔

یعنی جب رفق مقدر ہو چکا ہے۔ تو اس کے لئے پھرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ جواب میں فرمایا کہ چوں رازق سے گروان پس پرکسید صیت یعنی رازق نے رفق مقدر کے ساتھ اس کی طلب میں پھرنا بھی مقدر کر دیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمانوں کی فوج ایک ایسی جگہ اتر پڑی جہاں پہلے دبا اور پھینچ پیدا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فوج کو وہاں سے کوچ کا حکم دیا۔ ایک صحابی نے اعتراض کیا کہ اے عمرؓ! کیا آپ اللہ کی قضا اور تقدیر سے بھاگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہم ایک قضا سے دوسری قضا کی طرف بھاگتے ہیں۔ یعنی اگر دبا اور پھینچ کی جگہ سے کوچ کرنا قضا سے بھاگنا ہے۔ تو جہاں ہم جا رہے ہیں یہ جانا بھی قضا میں لکھا ہوا ہے۔

احیاء

درماندہ حکم قضا از بلا گرفت	زوطعہ جاہلے کہ ظلم از قضا گرفت
پواز قضا گیرند تواند کہ بعد	دست قضا غفل کش او سر کی گرفت
بس اہل معرفت کہ نہ بے گناہ آفتے	احساس کرد و در کف آشنا گرفت
گرفت از سبب بہ سبب التبا و	خیر البشر ز کہ بہ شرب چہ گرفت
اسباب چوں منظر فضل مسبب اند	ہر کس گرفت ہم ز خدا اور خدا گرفت

ترجمہ: آیات فارسی متعلق قضا و قدر ایک شخص نے قضا و قدر کے حکم سے مجبور ہو کر کسی بلا اور آفت سے بھاگنے کی کوشش کی۔ جس پر ایک جاہل نے طعن دیا کہ ظلم از قضا گرفت۔ اس کی باگ قضا کے ہاتھ میں ہوگی۔ بہت دفعہ اہل معرفت کو جب کسی بیگانہ آفت سے آسیب اور دکھ کا احساس ہوتا ہے۔ تو وہ کسی آشنا کی پناہ میں بھاگ جاتے ہیں کوشش کرتے ہیں۔ اگر ایک سبب سے دوسرے کی طرف التبا جاتے رہتی۔ تو خیر البشر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کفار قریش (باقی صفحہ ۸۷)

اہل نفس مطمئنہ صاحب طاعت باتوفیق باربردار۔ اہل معرفت مشاہدۃ انوار پروردگار، باطن مست اور ظاہر شوہنشاہ ہوتا ہے۔ اہل ایمان کو گاہے خوف و گہے رجائے۔ لیکن خوف ورجاء در لغت و قید فقرائے سخن فقیرانہ کنہ کن مثل سخنان خدا ہے یعنی فقیر وہ ہے کہ جس کام کے لئے کہہ رہے ہو جائے اللہ تعالیٰ کے امر سے ضرور جلد یا دیر سے ہو کر ہی رہتا ہے۔ کیونکہ فقیر صاحب قرب اہل کنہ کن فتانی اللہ کی بات کبھی رد نہیں جاتی۔ حدیث ! لسان الفقراء سیف الرحمن۔ توحید۔ فقراء کی زبان اللہ تعالیٰ کی قدرت کی تلوار ہے۔ اس قسم کے فقیر طریقہ قادری میں پائے جاتے ہیں۔ کہ ظاہر محبوب اور باطن مجذوب ہوتے ہیں۔ ظاہر شوہنشاہ اور باطن میں اہل دیدار ہوتے ہیں۔

قادسی کی آنکھ بار ویت دوم غرق فی الدیوار ہے ہر صبح و شام

مے بچنے کے لئے کرے دین کیوں چلے گئے تھے۔ جبکہ اباب نبیب کے فعل کے مظاہر ہیں۔ اور غیر کچھ بھی نہیں۔ تو جو شخص خدا سے بھاگا۔ وہ عین خدا کی طرف بھاگا۔ دوسرا مسئلہ جو مذکورہ بالا مسئلہ تقدیر کی طرح مشکل بلکہ اس سے بھی زیادہ پیچیدہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ بے نصیب کو نصیب کس طرح دیا جاسکتا ہے۔

ان اشکال کا حل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا امر بدل جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا علم نہیں بدلتا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے علم کے ذریعہ اپنے امروں پر غالب ہے۔ واللہ غالب علی امرہ۔ یحی اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب ترجمہ ماتا ہے لوح محفوظ سے جو چاہتا ہے۔ اور اس کے پاس علم کی ام الکتاب ہے۔

پانی ڈھلان کی طرف بہتا ہے۔ لیکن پمپ اور فلزے کے ذریعے علم سائنس نیچے جگہ سے پانی بلندی پر لے جاتا ہے۔ اس بات کو ہم ایک مثال سے واضح کرتے ہیں۔ فرض کرو کہ ایک شخص کیلئے موزنگی میں رننگ کی تنگی مقدر ہو چکی ہے۔ لیکن آخرت میں اس کیلئے رننگ جادو دانی فراخ اور وسیع موجود ہے۔ تو رشتہ کامل ایسے شخص کیلئے بارگاہ الہی سے التجا کرتا ہے۔ یا مجلس حضرت حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں درخواست کرتا ہے۔ کہ اس کا تھوڑا سا آخرت کا حصہ اسے دنیا میں بطور نعم البیل دیدیا جائے۔ سو اس طرح درخواست منظور ہو کر بے نصیب کو نصیب مل جاتا ہے۔

ہے او یا دراست قدرت ازلہ تیر حسبتہ باز گردانہ زراہ !

گفتہ او گفتہ اشد بود گر چہ از حلقوم عبد اللہ بود

یوں آخرت کا نصیب دنیا کا آخرت سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ حضرت سرور کائنات صلعم کی خدمت اقدس میں ایک ضعیفہ عورت حاضر ہوئی جس کو مرگی کا عارضہ تھا۔ اس نے عرض کیا کہ حضور میرے حال پر توجہ فرمادیں۔ کہ مجھے اس موزی مرض سے رہائی حاصل ہو جائے۔ تو اپنے فرمایا کہ چاہے تیری مرگی جاتی ہے یا اس کے بدلے تجھے آخرت میں نعمت ملے اس نے کہا کہ مجھے مرض مرگی نعمت آخرت کے ہمراہ

بات مردوں کی ہے خباں زندگی
جن کو چاہیں کہ ستم میں یک دم حضور
جس کو ہے حاصل حضور کی سرور
روز و دعوت ہے پھر بن جائے دم
تہ سے دعوت پڑھے کوئی اگر
یہ مراتب و تادری کو ہیں عطا
تادری ہول، سروری ہول سڑی
سے الگ ہے الگ اس کا مقام
ایک نوع میں فقر کرتا ہول تمام
کہ تو یہ تو رفیق کامل سے طلب
ہیں بہت سے طالب دنیا دہی
ہے اگر عامل بزرگ کامل نظر
عارف و عامل ہے سالک چوں خضر
میں غلام و تادری ہول جانسار
نقشبندی کو ہے یہ طاقت کہاں
بہر طریقہ ہے سوالی با طلب
بہر طریقہ رکھتا ہے مثل پیراغ

ناقصوں کو در بدر شرمندگی
غرق فی التوحید میں در کج بلور
اس کے آگے ہیں برابر خاص و عام
جس کو یہ حاصل نہ ہو ہے اہل غم
ہوئے لرزاں بہر طبع زیر و زبر
ہیں سدا کامل مشرف بالفتا
ہم جلس میں مصطفیٰ حاضر رہی
اس طرح سے فقر ہوتا ہے تمام
حط کرول اک دم میں ہر منزل تمام
ہیں بہت کم باب کامل راز رب
سے سزا دل میں کوئی کامل غنی
ایسے کامل کو ہے قربت سرسبر
ہے برابر اس کے آگے خاک زر
تادری قاتل نہاں ہوں سیف زر
سہروردی بھی نہ دم ماسے پہا
تادری و تادری با قرب رب
آفتاب تادری سے دل میں راغ

دافع ہو کہ عالم فاضل اور شیخ مشائخ - عوث - قطب اور درویش کھانا آسان کام ہے
لیکن حقیقی مومن مسلمان بننا نہایت مشکل اور دشوار کام ہے - صاحب طریقہ تادری اصلی مومن مسلمان
صاحب سنت و الجماعت اہل مذہب پاک حنفی اور دوست دار چار یار ہے - باطن میں شراب الست سے
مست اور ظاہر شریعت میں ہوشیار ہوتا ہے -
اک قدم لاہوت میں ہو دوسرا برآمدگان
دیکھ پھر دیدار حق اے صاحب عار عیا

آدمی اپنے وجود میں اہل فتنہ و فساد کے ساتھ ہمیشہ برسر جہاد رہتا ہے - کہ نفس کی اصل چوں چرا ہے -
اور چوں و چرا کی بنیاد آنا ہے - اور اتنا ہی سے شرک اور کفر کی ابتدا ہوتی ہے - ا فاحیہ منہ خدقتی
من خاد و خلقتہ من طین ۵ سو یاد رہے کہ انسان کا نفس کافر باطن میں مختلف نہاں رہنے ہوتے ہیں -

چنانچہ تیس ہزار زناہ و اہمات اور تیس ہزار زناہ و موسہ تیس ہزار زناہ طبع و حرص و دنیا سے و دل۔ تیس ہزار زناہ
 شرک۔ اور تیس ہزار زناہ کفر کے جملہ ایک لاکھ انتی ہزار زناہ ہیں۔ لیکن یہ زناہ یہود و نصاریٰ اعداء و حرب
 کفار کے زناہوں سے زیادہ سخت ہیں۔ یہ باطنی زناہ نہ درد و ظالمت۔ صوم و صلوات سے ٹوٹتے ہیں۔ اور
 نہ حج و زکوٰۃ سے نہ مراقبہ مکاشفہ سے اور نہ محاربہ سے۔ اور نہ بذلیہ علم مسائل فقہ تفسیر اور نہ بذکر
 فکر تاثیر نہ چلوں ریاضت خلوت سے اور نہ تلاوت قرآن آیات سے۔ نہ بذلیہ علم مسائل فقہ تفسیر اور نہ بذکر فکر تاثیر
 نہ جنس و حرکت دل اعتباری سے ان جملہ زناہ باطنی کے توڑنے کا واحد علاج یہ ہے۔ کہ مرشد کامل تقویٰ اسم اللہ
 ذات اور تصرفات کلمہ طیبات سے حروف اسم اللہ ذات اور حروف کلمہ طیبات تفکر اور توجہ باطنی سے طالب
 اللہ کے دل کے اندر درمقام کرے۔ ان نوری حروف کے لکھے جانے سے طالب کے وجود میں سر سے قدم
 تک انوار توحید اور معرفت کی آگ اس طرح روشن ہو جاتی ہے۔ کہ تمام باطنی زناہوں کو جلا دیتی ہے۔ اس کے بعد
 طالب اللہ حقیقی طور پر مسلمان با ایمان صافی القلب و صاحب لقیق با عیان۔ باطن صفا۔ عرق انوار دیدار کفر
 اور شرک سے بیزار ہو جاتا ہے۔

جو مرشد طالب اللہ کو روز اول کفر اور شرک سے باہر نہ نکالے اور مرتبہ لقیق القلب سے سرفراز نہ
 فرمائے۔ اور اصلی منزل مقصود دیدار حق معبود تک نہ پہنچائے وہ مرشد راہزن اور دنیا کا جیفہ اس کا مقصود
 ہے۔ اس کا طالب بھی راہ حق سے رہا اور مزدور ہے۔ لیکن طالب وہ ہے۔ جو بغیر دیدار جملہ مطالب سے
 وسعت بردار ہو۔ اور مرید وہ ہے۔ جو جملہ ماسویٰ مرادوں سے بیزار ہو۔ جیسا کہ المرید کا یہی آداب ہے۔
 واضح ہو کہ وہ علم، وہ حکمت، وہ امر غالب، وہ قرب حضور، وہ دعوت قبور۔ وہ ذکر فکر معبود، وہ زبان اور
 دہان و جو و مغفورا اور وہ پڑھنا قرآن کا سر اسر لوز کو لٹا ہے۔ کہ جس کے پڑھنے اور ور کرنے اور توجہ و تصرف
 میں لانے سے طالب اللہ کو غنائت ظاہری و باطنی خزانے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی آل اولاد میں قیامت
 تک اس کا عمل رہ جاتا ہے۔ اور وہ ابداً لا باد تک لایحتاج اور جملہ مواءموس اور خواہشات کھنس جنس سے بے نیاز
 رہتے ہیں۔ آدمی کے وجود میں نفس گویا ایک شجرۃ الزناہ ہے جس کی ہر شاخ ہر برگ میں دنیا نکار۔ اور اس کے
 پتے ہر پتے میں بدبودار بدکردار اور ہر بال تن پر مثل خار ہے۔ مرشد کامل توجہ کے تہ اور اسم اللہ ذات کی قوت
 بازو سے اس شجرہ خبیثہ کو وجود طالب سے کاٹ ڈالتا ہے۔ تب کہیں جا کر طالب کا وجود صفا ہوتا ہے۔ اور
 لائق معرفت توحید بقا ہوتا ہے۔ جو مرشد اس طرح حرم راہ نہیں ہے۔ وہ راہ حضور سے آگاہ نہیں ہے۔ طالب
 مرید قادری کو دوسرے طریقوں سے تلیقن ارشاد حاصل کرنا مطلق گناہ ہے۔ کیونکہ دوسرے طریقوں والے
 اگر تمام عمر رنج و ریاضت سے سر متھ رہے رہیں ہرگز طریقہ قادری کی ابتدا کہ بھی نہیں پہنچ سکتے کیونکہ

مجاہد مرتبہ مزدور ہے اور مبتدی قادری کامرتبہ قرب و مشاہدہ حضور ہے۔ عامل کامل اہل دعوت اس طرح دعوت پڑھتا ہے۔ کہ ہر وقت اور رجعت سے سلامت رہتا ہے۔

ایسا کامل ایک ہفتے کے اندر دشمنانِ دین اہل دار حرب کفار مشرک ہوسو و نصاریٰ اور را فضی و خاں جنوں کے ملک کو نابود اور خاک و خاکستر کر دیتا ہے۔ اس دعوت کے لوازمات یہ ہیں کہ قریب ہو اور قرآن پڑھنے والا صاحب قرب قوی دل مقرب سبحان ہو۔ ایسا عامل اہل قبور اور کامل حضور اگر کسی سنگین یا کہ ہنی ظلم کی تسخیر کے لئے دعوت پڑھتا ہے بیشک وہ قلوب بغیر تصرف لشکر و خزانہ موم کی طرح جلدی فتح ہو جاتا ہے۔

یہی کہ دعوت دم میں ہے کامل تمام ہے نہ مشکل اسکے آگے کوئی کام لیکن ایسے عامل کو بادشاہ و امراء کی احتیاج نہیں رہتی۔ محض حکم خدا و اجازت حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کسی کے لئے عند اللہ دعوت پڑھتا ہے۔ ابیات

خلق روحانی کو جانے زیر خاک	جسٹہ لے جانے حضور کی روح پاک
گم قبر گم نام بے نام و نشان	روح کو لے جانے اندر لامکان
نام لینے پر ہو حاضر جلدی	ہم سخن ہو اور کر دے باخبر
موت ہے میرے لئے دائم حیات	قید دنیا ہے ملے مجھ کو نجات

حدیث! الدنیا سجن المؤمنین وجنة الکافرين ترجمہ: دنیا مؤمنوں کے جہنم میں قید خانہ ہے اور کافروں کے جہنم میں باغ بہشت ہے۔

ہے جو قید زلیست میں قید و غلام بعد مردن ہو گا وہ اصل مدام عارفانِ الہی کی موت ساتطرح کی ہوتی ہے۔ کہ وہ سات مراتب وصال اور سات مراتب خصال اور سات مراتب مشاہدہ جمال کے ہیں۔ یہ مراتب جسے اللہ چاہے بر بکرت مشق و جود عطا کر دیتا ہے۔ یہ ہے راہ توفیق اور مرتبہ قرب حضور انوار اور مشرف دیدار تحقیق جو شخص شک لاسنے نہ ہو وہ دل سے اور الٰہی زینتی بعضے غارت ہو جب ان اولیاء اللہ لا یوتون نہیں مرتے بلکہ وہ موت سے مشرف دیدار ہو کر ازل سے اتمک کے حالات سے خبردار اور خواب غفلت سے بیدار ہو جاتے ہیں۔

میرے ہفت ندامت ذکر حق سے ہیں گویا ندامت بعد مردن کیوں نہ ہو گا واصل مولیٰ مدام

جس شخص کی اصل وصل پر ہے اسے دردموت اور زراعت جوانی بہار فصل کے کاٹے جانے کا کیا خوف
و خطر ہے جس شخص کا تمام وجود و ہفت اندام مشق تصور اسم ذات سے پاک ہے۔ اسے جان کنل کی تلخی اور عذاب
تبر سے کیا باک ہے۔ کیونکہ سر سے قدم تک صاحب مشق کا ہر عضو پاک چاکہ ہوتا ہے۔ اگرچہ ظاہر میں صاحب
لقد کتن پر ہفت اندام کا عنصری کریمہ خاک ہے۔ اور بخیر از مرتبہ پاک ہے۔

باطنی موت کی سات قسمیں ہیں۔ اول موت محبت۔ دوم موت معرفت۔ سوم موت مشرف مشاہدہ مولے
چہارم موت مودی نفس کا قتل کرنا اور ہر دو جہان کا تماشہ پشت ناخن پر کرنا۔ پنجم موت مدام حضور کی مجلس حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا۔ ششم موت ملاقات انبیاء و اولیاء اللہ۔ سہتم موت محرم امرار پر وہ بردار سخت
بیدار ہو تا ہے یہ تمام مراتب موت ملاقات کامل اسم الذات سے ملے کر ادنیٰ ہے اور اسم اللہ سے دکھا دیتا ہے
بعد ازاں طالب کو حلقہ ماضی حال مستقبل معلوم ہو جاتے ہیں۔ ایسے روشن ضمیر کو مطالعہ علوم و رسم و قدم کی احتیاج
نہیں رہتی من لے لے صاحب باطن آباد۔ تو نے کیوں نام و ناموس اور خطاب و القاب کے پیچھے عمر برباد
کر دی ہے۔ علم مفتوح الابواب یعنی وہ علم جس سے تمام علوم کے دروازے کھلتے ہیں۔ وہ علم توحید ہے۔ یہ
علم گویا دو نول جہان کی تسخیر کی کلید ہے۔ سوائے اس کے باقی حسب قدر علوم میں سب ذریعہ روزگار اور
ہوائے نفس پلیدی ہیں۔ وہ علم جو کہ تمام دعوتوں کی کلید ہے جسے دعوت استجاب الدعوات کہتے ہیں۔ اس

عام کیلئے گویا موت ایک بخت اور صعب ترین واقعہ ہوتا ہے۔ لیکن خواص و کاملین کے لئے موت عین حیات ہے۔ کیونکہ موت
عارفوں کے لئے قید دنیا سے نجات ہے۔ اور موت ان کے لئے باعث وصل حبیب اور ذریعہ ملاقات ہے۔ اس لئے قرآن کریم
میں اللہ تعالیٰ مدعیان صدق محبت سے خطاب فرماتے ہیں۔ کہ قُتِلُوا مَوْتَ ان کنتم صادقین یعنی اگر تم محبت الہی میں
صادق ہو تو موت کی تمنا اور آرزو کرو۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور محبوبوں کے لئے موت عین مراد ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک غیر مسلم حکمران جس سے جنگ چھڑی ہوئی تھی کو یوں خط لکھتے
ہیں کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم اور تم بھائی بن جائیں گے۔ اور اگر اسلام نہیں لاتے تو جزیہ دو۔ پھر بھی تم سے کوئی
تعرض نہیں کریں گے۔ اور اگر ان ہر دو شرائط میں سے کوئی بھی منظور نہیں تو پھر تم تمہارے مقابلہ کی واسطے ایسے سرفراز
مردان مجاہد و جانباز غازی لائیں گے جن کے نزدیک موت اور شہادت ایسی محبوب ہے۔ جیسے تمہارے نزدیک
زندگی محبوب ہے۔ فرض اللہ تعالیٰ کے صادق مومن بندے موت سے ڈرتے نہیں ہیں بلکہ موت کے خواہاں اور آرزو
مندرجہ ہیں۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفين فرماتے ہیں۔ خلق را موت است و انوش پیام۔ یعنی لوگوں کی واسطے
جو موت ہے۔ ہمارے واسطے وہ خوشی کا پیام ہے۔ اب ہر آدمی کو اپنے اندر قیاس کر لینا چاہئے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

علم معرفت اور حکمت کا کیا نام ہے۔ کہ کل و جز علم علوم اس دعوت میں ختم اور تمام ہو جاتے ہیں۔ اور اس پر پڑھنے والے صاحب قرب سبحانی کا کونسا مقام ہے۔ وہ دعوت صلاح و کامن رب الرحیم ط اور پڑھنے والا صاحب جمیوت و اہتمام ہے۔

مشورہ

طے اسم اللہ ذات میں ہر کل و جز موجود ہے کھول اسم اللہ سے ہر در اگر مسدود ہے
طے کی یہ توفیق بیشک حق سے ہوتی ہے عطا پر وسیلہ اس کا ہے ذات محمد مصطفیٰ
وہ علم دعوت کو سنا ہے کہ اگر ایک دفعہ پڑھا جائے۔ اس کا عمل قیامت تک جاری رہے۔ اور جس قدر مشکل
مہم ہو کہ اس کا عمل وہم اور غم میں بھی نہ آئے۔ ایک شبانہ روز میں سر انجام ہو جائے۔ یہ دعوت مشکل کشا ہے۔
بشرع مطلب نمائے وہ شخص پڑھا ہے۔ جو عامل شہوار قبور اور رخصت اجازت دعوت لینے والا از حضرت
محمد رسول اللہ صلعم حضور ہو۔ یہ دعوت زبان قلب، زبان روح، زبان سر اور زبان نور سے پڑھی جاتی ہے۔ اور
لقور، تقرب، تہنک اور توجہ سے ہمیشہ کے لئے جاری کی جاتی ہے۔ ایک دعوت وہ ہے کہ جس کے پڑھنے سے دشمن
کے تمام ہتھیار بے کار اور بند و قید وغیرہ بند ہو جاتی ہیں۔ اور فرشتے موکل فوج دشمن کے بہادر و دل کو اندھا۔ گونگا
بہرا اور دیوانہ محبوں بنا دیتے ہیں۔ یا ان کے دل پر خوف و ہراس چھا جاتا ہے۔ اور وہ اطاعت مان لیتے ہیں۔
فقیر اہل دعوت حضور کو اس قسم کی باطنی توفیق از راہ تحقیق حاصل ہوتی ہے۔ ایسی دعوت پڑھنے والا صاحب لسان
السیف مثل ذوالفقار، قاتل موزی اہل کفار، مجلس بنی جانپارا اور شرک و بدعت سے بیزار ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ
اس شخص کو نصیب ہوتا ہے کہ ظاہر جامہ شریعت پر دوش ہو اور باطن میں محبت الہی سے خوں جگر نوش ہو۔
اہل معرفت کو حسیہ ہو۔ فارغ از تقلید طالب مرید قادری پہلے روز ہی مشل رابو بصری ہوتا ہے۔ اور
مثل حضرت بابزید بسطامی، اقلیس ماسوی اللہ ہو جس۔

مرث کا مل کو چاہیے کہ پہلے روز طالب صادق کو جمیوت نفس کے لئے علم دعوت کا خزانہ بخش دے

کہ وہ موت سے خائف و ہراساں ہے۔ یا اس کا طالب و جویاں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فضر والی اللہ یعنی اللہ
کی طرف دوڑو لیکن ہم اللہ تعالیٰ سے بھاگتے ہیں کہ موت سے بھاگنا جو باعث اور موجب وصل حبیب ہے۔ عین محبوب
سے بھاگنا ہے۔ تو، تالی یا ایہا الذین ہادوا ان زعمتم انکم اولیاء اللہ من دون اناس فیسئلونکم
ان کنتم صادقین ولکن یتنبوہن انکم باعدت انکم فیہم واللہ عذیب لظالمین ہ سو مومن کو چاہئے
کہ موت کیلئے ہر وقت آمادہ اور تیار رہے۔ اور اس سے خائف اور گریزاں نہ رہے۔

وہ دعوت کہ جس طالب کو پہلے روز تاشیر اور نفع ہو۔ اور پڑھنے سے دل کو ملال اور پریشانی نہ ہو۔
 علم دعوت میں ہول عامل اور ہول کامل فقیر اور تصور اسم اللہ میں ہول میں روشن ضمیر
 علم دعوت مشکل کشا اور ہر مطلب نما کی اصل اور بنیاد یہ ہے کہ اہل دعوت اپنے نفس کا دشمن اور اس پر
 غالب ہو اور تصور اسم اللہ ذات اور حضرات کلمہ طیبات سے جملہ دعوتوں کی کلیات اپنے تصرف میں لے آئے۔ ایسا
 صاحب دعوت علم باللہ اور کامل ولی اللہ جب دعوت شروع کرتا ہے تو تمام باطنی اور روحانی دنیا میں
 حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا چودہ طبق زیر و زبر اور غائب از نظر ہو رہے ہیں۔ حضرت خانہ کعبہ
 اور حضرت مدینہ منورہ جنبش میں آ جاتے ہیں۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے منورہ اور قبر مبارک سے
 باہر آ جاتے ہیں۔ اور اہل دعوت کا ہاتھ پکڑ کر فوراً اس کا کام سر انجام فرما دیتے ہیں۔ فتنی اہل دعوت اس دعوت
 کے پڑھتے وقت عرش و کرسی کو زیر قدم اور لوح محفوظ کو زیر مطالعہ رکھتا ہے۔ اور ہر آفت۔ رجعت اور بلا حتیٰ کہ
 دشمنی ہر وہ ہزار عالم اور جن والہ کل مخلوقات کے آسیب سے اپنے آپ کو بچائے رکھتا ہے۔ اس دعوت
 کے سات قاف لازمی ہیں۔ ق قرب۔ ق قبر۔ ق قرآن۔ ق قوت۔ ق قنوت۔ ق قہر اور ق
 قوی ہو اور صاحب دعوت حاضر مجلس نبی ہو کہ اس حضرت صلعم کی طرح دانتیں پاقل کے نیچے جمالیات اور
 بایں کے نیچے جمالیات ہو۔ یہ دعوت اسم یا مسمیٰ ہے۔ اور اس دعوت میں بہت بھاری معنی ہے۔ اس دعوت
 سے اعلیٰ اور زبردست دعوت کوئی نہیں ہے۔ کہ ایک شبانہ روز میں کامل اس سے گنج لے لیتا ہے اور ناقص رنج
 سے دیوانہ مجذوب ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔

مذمتی اہل دعوت قافی الرسول محمد و مقدم ادریم جسم و ہم جان و ہم زبان محمدی صلعم جب دعوت شروع کرتا ہے۔ تو ہر وہ ہزار عالم کل
 مخلوقات جن، ملائکہ اور ارواح انبیاء و اولیاء اللہ اس کے ساتھ دعوت میں شریک ہوتے ہیں۔ ایسی دعوت اگر تمام عمر میں
 ایک دفعہ پڑھی جائے۔ اس کا عمل قیامت تک جاری رہتا ہے۔ دن بدن ترقی کرتا ہے۔ دعوت پڑھنے میں بے شمار
 رحمتیں اور آفتیں پیش آتی ہیں کیونکہ دعوت کا عمل عین لعین با کل ملک گیری اور ملک رانی کی طرح ہے۔ اور ملک بھی خونریزی
 اور جدال و قتال کے بغیر فتح نہیں ہوتے۔ تانزنی شیخ دوستی لیسے ملک بمیراث تیا بد کے
 السیف لمن غلب والملك لمن غلب ط یعنی تلوار اس کی ہے جو اسے چلائے اور ملک اس کا ہے جو غالب آجائے۔
 جس وقت صاحب دعوت لطیف نفس اور زبان نفس سے دعوت پڑھتا ہے۔ تو عالم غیب میں سے عالم جنونیت میں داخل ہوتا ہے۔ اور
 جنات کو مسخر کرنے لگتا ہے اس لئے جنات اس کے ساتھ برسر بیکار ہوتے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ
 سالک پختہ پاک وجود عارف ان ماری مخلوق کی شرارتوں اور آفتوں سے بچ کر نکلتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

باجب پام

مرشد اور طالب کی صفت

طالب پر فرقی مین ہے کہ جو کچھ مرشد فرماتے اس سے سر مو خلافت نہ کرے۔ اور مرشد کے سامنے کسی قسم کا دم نہ مارے۔ اور مرشد کو فرقی مین ہے کہ جو کچھ طالب مرشد سے طلب کرے مرشد اسے مرحمت فرما دے۔ اگر مرشد بے توفیق ہے ثانی شیطان طالبوں کا راہزن قاطع الطریق ہے کہ طالبان حق کی عمر برباد کرتا ہے۔ طالب کو راہ حق سے روکنے والی چیز محض حب دنیا ہے۔ کیونکہ مرشد طالب کا امتحان طلب مال و جان سے کرتا ہے۔ اکثر طالب بے یقین تابع نفس محبت دنیا کے سبب مرشد سے روگردان ہو جاتے ہیں۔ ایسے طالب تمام عمر مرشد کے غیول کے جاسوسی اور اس کیلئے موجب سوسہ ہوتے ہیں۔ اور معرفت سے محروم رہتے ہیں۔ مرشد طالب سے متاع معرفت کے بدلے عزیز جان کی نقدی طلب کرتا ہے۔ جو طالب راہ مولیٰ میں سر نہیں دیتا وہ نامرد معرفت حق سے محروم رہتا ہے۔ طالب مردود ہے۔ کہ راہ مولیٰ میں جان دیدے۔ اور دم نہ مارے۔ ایسا طالب روشن ضمیر باشعور لائق حضور ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ مرشد اور طالب مدعی اولیٰ علیہ کی طرح ہوتے ہیں۔ اور انکا معاملہ معرفت ماضی قدرت حق تعالیٰ کے روبرو پیش ہوتا ہے۔ اور نفس و روح کے حق و باطل کی تحقیقات شرعی مجلس محمی صلعم میں جا کر ہوتی ہے۔ جہاں قدرت کے دو گواہ درکار ہیں۔ ایک علم تصدیق دوم علم اقرار میر ہیں۔ مرشد اور طالب کے اسرار۔ مرشد کا مل کیلئے طالب عالم اور جاہل برابر ہیں۔ کیونکہ مرشد عامل و عالم باللہ کو علم ظاہری و باطنی یعنی علم رسم و رسوم اور علم حی و قیوم ہر دو بے واسطہ حاصل ہوتے ہیں۔ اور مرشد عارف باللہ کے

اس کے بعد جب اس کا لطیف دل زندہ ہوتا ہے۔ اور زبان قلب سے دعوت پڑھتا ہے۔ تو عالم ملکوت میں قدم رکھتا ہے۔ اس وقت سالک پر ملائکہ اور فرشتوں کا نزول شروع ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کی حضرات اور تسخیر کا عمل جاری ہوتا ہے۔ یہ معاملہ جنات کے معاملے سے بہت سبقت اور صاحب تر ہے۔ اسی تسخیر میں وہی شخص کامیاب ہوتا ہے۔ جو اخلاص تقویٰ اور محبت الہی میں ملائکہ اور فرشتوں سے فوقیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس مقام (باقی اگلے صفحہ)

اگے طالب بالفیض اور بے فیض بھی برابر ہیں۔ کہ عارف کامل بے فیض کو مجلس حضرت محمد حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بے فیض دلا دیتا ہے۔ لیکن مجلس محمدی محکم اور کسوتی کی طرح ہے۔ صادق طالب وہاں بمقتضائے فطرت انہی جمالی طالب معرفت و مشاہدہ دیدار ہوتا ہے۔ لیکن طالب کا ذہن نبوی سے بموجب جمالی جدالیات طلبکار کشف کرامات عز و جاہ دنیا میں ہوتا ہے۔ اگر مرشد کامل طالب کو رسا درزاو اذنی کو آفتاب ذات کی بجلی شہرگ سے نزدیک بھی دیکھائے۔ طالب کو چشم اے پسند اور اختیار نہیں کرتا۔ اور اگر مرشد خود راہ معرفت سے اندھا کر دے۔ اس کا طالب بھی اسی طرح خلوت اور چلوں میں پریشان خاطر طالب عز و جاہ و رجوعا خلق اہل شر و شوبہ ہے۔ مرشد کامل وہ ہے کہ طالب صادق کو خوف سور خاتمہ شر و شوبہ سے گذار کر صاحب خاتمہ بالخیر بنادے۔ مرشد عارف ولی اللہ طالب صادق کو تین علوم کا درس دیتا ہے۔ علم الف سے بذریعہ اسم اللہ مقام الفت طے کر دیتا ہے۔ اور جملہ علوم سلف اہل سلف سے باطنی طور پر سکھا دیتا ہے۔ اور جملہ علوم خلف بھی با توفیق عطا کر دیتا ہے۔ اور طالب اسے سیکھ کر بھلا دیتا ہے۔ بعد طالب کا وجود سر اسر نور ہو جاتا ہے۔ اور دوام صاحب مشاہدہ قرب اللہ اہل حضور ہو جاتا ہے۔ مقام الست میں جا پہنچتا ہے اور روحی زبان سے صفت اینیاد و اولیاء میں کھڑے ہو کر لفظ جلی پکارتا ہے۔ اسے مسلمان حقیقی کہتے ہیں۔ جو طالب مرشد

میں جو ملائکہ اور تمام فرشتے اس کے رقیب اور حریف ہوتے ہیں۔ اس مقام میں وہی سالک کامیاب ہوتا ہے۔ جس کا وجود اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے منور ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا فیض اور یاورد ناصر ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب سالک مقام قلب اور مقام ملکوت کو بخور کرتا ہے۔ تو اس کا لطیف روح زندہ ہو جاتا ہے۔ اور زبان روح سے دعوت پڑھتا ہے۔ اس وقت جملہ روحانی اور ادوار مقدسہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر روز قیامت تک تمام مومنین مسلمین اور جملہ ارواح انبیاء و اولیاء اللہ اس کی دعوت میں حاضر ہوتے ہیں۔ ایسا صاحب دعوت اہل اسم با مسمیٰ ہزار ہزار عالم کی مخلوقات کی رہنمائی اور شہنشاہی کا بارگراں اٹھاتا ہے۔ اور سب سے جان بچا کر اللہ تعالیٰ کے قرب وصال اور مشاہدہ کی نعمت عظمیٰ سے بہرہ یاب ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد زبان تہر اور زبان نور سے دعوت پڑھنے کے مراتب اور منازل میں جن کا ادراک اور قیاس عوام یا خواص کی عقل اور فہم سے بھی بالا تر ہے۔ عام لوگ صرف اسی گوشت کے لوتھڑے یعنی مادی زبان اور ظاہری لسان سے ہی کلام اور دعوت پڑھتے ہیں۔ اور اسی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ ایسے مردہ دل نقسانی لوگ بھلا کیا جانیں کہ لطیف قلب اور روح وغیرہ کیا بلا ہوتی ہے۔ اور اس سے کیونکر دعوت پڑھ سکتی جاتی ہے۔

”ذوق الی بادہ نیابی نجد تا نیچی“

کی تلقین سے اس مرتبہ مسلمان کی کور پہنچے اور صفت ازل میں اپنی روح کا منصب معلوم نہ کر لے مرشد نادان اور طالب حیوان ہے۔ اسے طالب عالم یا اللہ اور اسے طالب عارف ولی اللہ اگر تو عقل انسان ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے قرب و حضور کے مشاہد سے کامرتبہ حاصل کر لے۔ تاکہ تو دو نازل جہاں کا تماشہ ایک ملک میں دیکھے لیکن پہلے مرشد سے طلب علم کر کہ مدبہ علم تو ان خدا را شناخت « وہ علم کیلئے ہے۔ علم توحید عنایت۔ علم معرفت ہدایت۔ علم ولایت اور علم عنایت۔ مرشد کامل یہ جملہ علوم طالب صادق کو بذریعہ توجہ اور نظر سکھا دیتا ہے۔ جس سے طالب ایک ساعت میں عالم فاضل صاحب تحصیل ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں علم قرب اللہ نور حضور مشاہدہ حضور، محبت حضور، طلب حضور، لاموت لامکان، حضور علم توفیق تحقیق حضور، ذکر فکر الہام مذکور حضور اور معراج مجلس محمدی صلعم حضور حاصل کر دیتا ہے جس شخص کا ان جملہ علوم حضور اور قوت علم نور سے وجود سر امر نور ہو جاتا ہے۔ وہ علم نور حضور سے بے کام و بے زبان جب ایک دفعہ اسم اللہ پڑھ لیتا ہے۔ اسے تمام عمر ریاضت اور مجاہد سے کی حاجت نہیں رہتی۔ اول مرشد کامل ان جملہ علوم حضوریات سے طالب کو تعلیم دیتا ہے۔ بعد ازاں اسے تلقین وار شاد فرماتا ہے۔ بعد طالب غلطی اور غضب کے راستے پر چلنے نہیں پاتا۔ اور غالب الاویا ہو جاتا ہے۔ کامل وہ ہے کہ راہ مجاہدہ علم مشاہدہ میں طے کرادے اور راہ ریاضت علم راز میں دکھائے۔ اور مجاہدہ مشاہدہ میں اور ریاضت راز میں اس طرح آ جاتا ہے جس طرح نمک طعام میں یا انگارہ آگ میں یا سونا بوتلیں اور سانس جسم اور جان میں آ جاتا ہے۔ جس شخص نے مراتب معرفت توحید۔ قرب اور مقام قافی اللہ و مرتبہ ہدایت پایا علم نور حضور سے پایا۔ اور اسی علم کو کسبیلہ پیشوا، رفیق، رہبر یا توفیق بنایا۔ کیونکہ کوئی اہل بدعت کافر خلاف شرع محمدی صلعم اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچان سکتا۔

علم باطن مثل مسکے علم ظاہر مثل شیر!

کیسے ہو بے شیر مسکے کیسے ہو بے شیر پیر

جو طالب مرشد سے معرفت و قرب توحید طلب کرتا ہے۔ وہ اس قدر سعید ہے اور وہ صاحب مرتبہ حضرت بایزیدؒ ہے۔ اور بے پیر و بے مرشد طالب گویا شیطان کا مرید ہے۔ کامل مرشد کی علامت یہ

عاجز طرح بچ بننے کے لئے عورت کو خاوند اختیار کرنا فردی اور ناگزیر ہے۔ اسی طرح طالب کو باطنی اور حضوری طور پر زندہ دل بننے کے لئے مرشد کامل اور پیر استاد پیکرنا لازمی اور ارشد ضروری ہے۔ بغیر راہبر اور رفیق باطنی طریقت کے اس پر خار و خطر راہ کو طے کرنا تقریباً ناممکن اور محال ہے۔ الہ رفیق شر الطریق اللہ تعالیٰ کا ہر شخص کے ساتھ الگ الگ معاملہ کرنا اس کی حکمت اور قدرت کے منافی ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو براہ راست (باقی اگلے صفحہ پر)

ہے کہ نظر اسم اللہ ذات سے طالب صادق کے سر سے لیکر قدم تک تمام وجود نور کر دیتا ہے۔ اور توجہ سے داخل حضور کر دیتا ہے جس مرشد سے مرتبہ مشاہدہ اور حضور حاصل نہ ہو وہ ناقص ہے۔ اس سے تعلق اور ارشاد جاری نہیں ہو سکتی۔ حضور کی مشاہدہ کے کئی طریقے ہیں۔ حضور کی مشاہدہ ذکر فکر حضور کی مشاہدہ قرب اللہ الہام پیغام حضور کی مشاہدہ فنا بقا و لقا، حضور کی مشاہدہ مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلعم۔ فقیر کامل طالب کو بذریعہ حاضرات اسم اللہ ذات ان جملہ مشاہدات حضور کی سے سرفراز فرما دیتا ہے۔

سپر علم قرآن، حدیث اور آیات کو عزت اور شرف اسم اللہ ذات سے ہے۔ اگر کسی نے انبیاء و اولیاء غوث قطب، درویش فقیر، کامرتبہ اور منصب پایا اسم اللہ ذات سے پایا ہے
حجیم کو تم اسم میں پہناں کرو ۱ زندہ دل اسے طالب اسم اللہ ہو

اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کرنے کی توفیق نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں برگزیدہ شخصوں کو لوگوں کے رشد اور ہدایت کے لئے منتخب فرمایا۔ اور انہیں اپنے اور مخلوق کے درمیان گویا ایک واسطہ اور وسیلہ بنایا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ترجمہ ہے لوگو! جو ایمان لاتے ہو تقویٰ اختیار کرو۔ اور اس کی طرف وسیلہ پکڑو اور اس کے راستے میں مجاہدہ اور کوشش کرو۔ شاید تم چٹکار پاؤ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ وسیلہ سے مراد نیک عمل اور عبادت ہے۔ اگر وسیلہ سے مراد نیک عمل یا عبادت ہوتی تو اللہ تعالیٰ یہ کیوں فرماتا کہ اے لوگو! جو ایمان لاتے ہو تقویٰ اختیار کرو اور اس کے بعد اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ معلوم ہوا کہ نیک عمل اور عبادت تو ایمان اور تقویٰ کے اندر آ جاتے ہیں۔ وسیلہ کا امر ایمان اور تقویٰ پر اس لئے بڑھایا گیا ہے کہ وسیلہ نیک عمل اور عبادت اور ایمان اور تقویٰ کے علاوہ اور چیز ہے۔ سو یہاں صاف معلوم ہوتا ہے کہ وسیلہ سے مراد رفیق راہ پر راہ باطن یعنی مرشد کامل ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا ارنا اللہ جبرئیل یعنی ہمیں اللہ تعالیٰ ظاہر دکھا دے تب ہم مانیں گے۔ ہم کو بیکہ جانیں کہ یہ باتیں جو تم لاکر بیان کرتے ہو واقعی خدا کی طرف سے ہیں۔ یا تم خود بنا کر لاتے ہو۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے نادانوں! تمہیں خداوند تعالیٰ سے دیکھنے کی تاب و طاقت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے اور اپنے درمیان واسطہ اور وسیلہ بنایا ہے۔ لیکن انہوں نے اس بات کو نہ مانا اور اپنی خدا اور بہت دھرمی پر اٹھ رہے۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی قوم کی یہ جہالت اور بہت دھرمی بیان کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ انہیں کہہ دو کہ ہر قوم اپنے قبیلے کے معبود اور رب سے طاقتور اور مدد میں کو پیش کرے۔ تاکہ وہ مجھے دیکھنے اور (باتی) کے معبود

طالب کے وجود میں اہم اللہ ذات کے ہر حرف سے مختلف تجلیات پیدا ہوتی ہیں۔ اور ان سے مذکورہ بالا حیلہ مراتب نکشوت ہو جاتے ہیں۔ اور جملہ حاجات سے غنی اور لا محتاج ہو جاتا ہے۔ امرتہ غنایت اکسیر سے فقیر عامل کیسا اگر اور مرتبہ ہدایت اکسیر کیسا نظر سے ولی اللہ صاحب بحر و بر ہو جاتا ہے۔ مرشد کامل کو چاہیے کہ یہ ہر دو مراتب طالب صادق کو عطا کر دے۔ طالب دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول طالب مثلی، بچہ شہباز طالب دیدار کہ اسکی غذا دیدار ہے۔ اور مرشد کامل دیدار بخش ہوتا ہے۔ دوم مثلی بچہ غلیو از طالب مراد جسکی غذا جیفہ و دنیا مراد ہے اور مرشد ناقص مراد بخش ہوتا ہے۔

دفع ہو کر جو شخص نفس کا گلہ و شکایت کرتا ہے وہ نامرد ہے۔ کیونکہ نفس مطہر ہر امر نوری ہے۔ اور نفس کے طفیل ہی انسان کو سر عزت، شرف، جمیعت، معرفت، تقا اور مشاہدہ حضور ہوتا ہے۔ نفس بھی چار قسم کے ہوتے ہیں۔ کافر آدمی کا نفس کافر، منافق کا نفس منافق، مسلمان کا نفس مسلمان اور مومن کا نفس بھی مومن ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: لَا يَكْفُ اللَّهُ هُنَا لَا وَسِعَهَا ترجمہ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت اور طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ نفس جب ایک قدم شرف دیدار پروردگار ہو جاتا ہے۔ تمام عمر لذات دنیا اور لذات حورو و قصور بہشت عقیقی سے بیزار ہو جاتا ہے۔ اور حقیقی طور پر تابع اور فرمانبردار ہو جاتا ہے۔

ایات

بہترین لذت ہو دیدار و لقاء	لذت دنیا عبث ہے بے لقاء
لذت دیدار کر ہم کو عطا	جو کچھ دیکھ رہے ہیں بے حیا
تیرے رخ کے سامنے لیا ہوں	شکر ہے میں دیکھتا ہوں دبر
لذت رقیب ہو دائم لا ذول	معرفت توحید حق ہی باوصال

کلام سننے کے لئے کہہ طور پر آئیں۔ چنانچہ ستر آدمی مقرب ہوئے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے سامنے موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ کوہ طور پر پیش ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کلیمی تجلی فرمائی تو سب کے سر ہر گے۔ اور کوئی بھی نہ بولے۔ مگر علیہ السلام کے زندہ دور ہا۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے اللہ! ان لوگوں نے بے وقوفی کی ہے۔ تو ان سے درگزر فرما۔ سو موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر انہیں دوبارہ زندہ کیا گیا۔ تب وہ تائب اور پیشیمان ہوئے۔ اور سچے دل سے اقرار کیا کہ اے موسیٰ! بے شک ہم براہِ راست اللہ تعالیٰ سے معاملہ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ تو چار سے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسیلہ بہتر ہے۔ اور موسیٰ نے اس کے اور چارہ کار نہیں۔ یہ واقعہ قرآن کریم میں حرف بحرف تفصیل وار موجد ہے۔

جو شخص باطنی قوت سے مسرت، قرب، حضور اور دیار کا راستہ جان لے وہ ظاہریوں کو ایک دم میں اور ایک ہی قدم پر اس مقام میں پہنچا دیتا ہے۔ ایسا سرشت لباس بیگانہ اور دل حق سے یکتا و یگانہ رکھتا ہے چنانچہ شریعت کے اندر گاہے طرح طرح کے لذیذ طعام کھاتا ہے۔ اور شیریں شربت پیتا ہے۔ اولہ نفس طلسم اور زین زلفی لباس پہنتا ہے۔ اور کبھی مفلس گداگر کی طرح دروازوں سے بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ یہ ہے مراتب فقیر عارف تمام۔ اسے اہم حق خاص !

نفس کو کتنا چاہوں رہا باگدا ! در بندہ پھرتا ہوں میں بہر خدا

ان فقیروں کے دم قدم کی برکت سے جملہ مخلوق ہر مصیبت و آفات سے سلامت و محفوظ رہتے ہیں۔ اس لئے ہر خاص و عام اور جملہ خلائق پر ان فقرار کا حق ہے۔ اور ان کی خدمت ضروری ہے نہ ہر وجود انسان لائق قرب حضور ہی وصال ہے۔ نہ ہر پتھر کے اندیش بہا سرخ لال ہے۔ نہ ہر زبان قابل قرآن آیت و احادیث تفسیر ہے۔ نہ ہر حریم کی بوٹی لائق کیمیا کسیر ہے۔ نہ ہر فقیر صاحب سخن مشاہدہ بین ہے۔ نہ ہر جاہل مثل اجہل یعین ہے۔ نہ ہر درویش صاحب ولایت نظر ہے۔ اور نہ ہر شخص لائق صحبت حضرت خضر ہے۔ نہ ہر لاکھوار میں کوئی فقیر صاحب تصرف سیم و زر ہے۔ نہ ہر سر لائق بادشاہی ہے۔ نہ ہر محل میں کچھ اسرار الہی ہے۔ نہ ہر ایک کامرتبہ فقیر ہے۔ نہ ہر شخص نفس پر امیر ہے اور نہ ہر دل شہنشاہ ہے۔

بہت لوگ ہیں جو شخص لباس فقر پہن لیتے ہیں اور فقیر اور بزرگ بن بیٹھتے ہیں بعض لوگ محض فقر کی باتیں اور قصے کہانیاں لوگوں کو سنا کر فقیری اور بزرگی کی دکان گرما بیٹھتے ہیں بعض لوگ فقیروں اور شاہین جیسی اٹھک بٹھک اور چال ڈھال اختیار کر لیتے ہیں۔ مثلاً ہر وقت سر راقیے میں ڈالے رہنا، سرواڑی بھڑنا اور چند بوقبول کو اپنے پیچھے لگا کر چادر منہ پر ڈھ کر چلنا وغیرہ اس طرح سادہ لوح احمقوں کو اپنے دام ترویج میں پھنسا لیتے ہیں۔ لیکن خدا کے خاص بندے اپنے آپ کو ہر وقت چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ لباس بیگانہ اور دل حق یگانہ رکھتے ہیں بقول کسے

از در دل شو آشنا و از لبوں بیگانہ دشمن | کم بود اندر دو عالم این چنین زیبارکش

بعض کامل مکمل کمال فقیر جب فقر کے انتہائی مقام پر نائز المزم ہو جاتے ہیں تو سیر کفر و دہم اختیار کر لیتے ہیں اور کسی جگہ قیام اور مستقر مقام نہیں رکھتے۔ اسی طرح گم نام رہتے ہیں۔ بعض کا سہ گمانی لئے کر در بدر بھیک مانگ کر اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض اپنے آپ کو مجنوں اور دیوانہ بنا کر لوگوں میں پھپھے پھرتے ہیں۔ ہمیشہ خزانے ویرانوں میں چھپائے جاتے ہیں۔ خدا کے خاص بندے شہرت اور انگشت نمائی سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ جیسے کسی بزرگ نے فرمایا ہے

(باقی اگلے صفحہ پر)

تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے طالب سالک عرش کو قدم کے نیچے فرش بنالیتا ہے۔ اور لاہوت لامکان میں ساکن ہو کر مشاہدہ الوارہ دیدار باعیان کرتا ہے۔ روز اول دولت عظمیٰ مجلس حضرت محمد مصطفیٰ اور شرف دیدار تقا حاصل کر لیتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات مشق و جود سے طالب عاشق معشوق، عارف مجبور، قائل نفس پیود، کاتب احسام الکتاب، عارف بے حجاب، شب و روز جان کیاب ہوتا ہے جو شخص اس طرح عین الحسم مٹی و قیوم کا مطالعہ کرتا ہے جملہ علوم رسم رسوم کو فراموش کر دیتا ہے۔ اور روز اول جہان کی آرزو سے بیزار ہو جاتا ہے۔ عین دیکھتا ہے۔ عین سنتا ہے۔ اور عین پاتا ہے جس شخص نے عین پایا۔ علم عین کو پار فیتق اور عشوا بنایا۔ یہ مراتب توفیق۔ قولہ تعالیٰ۔ وَ مَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ توفیق اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک نور ہے۔ اس نور توفیق سے طالب اپنے وجود کے اندر صورت نفس، صورت قلب، صورت روح اور صورت سر چاروں صورتوں کو شناخت کر لیتا ہے۔ اور یہ صورتیں اہل توفیق کے ساتھ سمجھن ہو جاتی ہیں۔ بعد ازاں اہل توفیق مٹی لے لیتا ہے۔ اور باطل کو چھوڑ دیتا ہے جو شخص ان مراتب کو پہنچے اسے طے الفقر و حمی الوجود۔ صاحب معرفت یحیٰ المقلوب و یمیت النفس کہتے ہیں۔ اسکے لئے زندگی اور موت ایک خواب و بیداری ایک ہستی و ہوشیاری ایک بھول و سیری ایک۔ پڑھنا نہ پڑھنا ایک، مجاہدہ و مشاہدہ ایک، قتل و سکوت ایک اور سونا چاندی ایک ہو جاتے ہیں۔ میں دریائے وحدت میں ہوں غرق ایسا۔ ازل اور ابد کی نہیں کچھ ختم ہو بھی یاد رہے کہ سلوک باطنی کی آخری منزل مقصود مشاہدہ ذات حق معبود ہے اور دوام حضور مجلس محمد صلی علیہ وسلم مقصود ہے۔ ان دو مراتب کے مابین دیگر ہر منزل و مقام حق سے دور اور مردود ہے۔ یہ ہر دو مراتب جان بین رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضو عنہ خاص نور حضور کے لامکان میں ہیں۔ جب عارف باللہ لامکان میں آ جاتا ہے تو ہر دو جہان چھڑکے پر نظر آتے ہیں۔

سلک سلوک باطنی میں مختلف ریختیں یعنی قبتن بسط سکرو صحو وغیرہ آفات ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا قرب تو نفس

گر شہرہ شوی بشہر شر الناسی | در گوشہ نشین شوی بہمہ و سواسی
بر ازاں بنود کہ ہم چو خضر و الناسی | کس نشناسد ترا تو کس شناسی

دروغ کو اس ناقدر زمانے میں بہت فروغ حاصل ہے۔ اور راستی ہمیشہ کاستی میں ہے۔ کامل صادق لوگ گوشہ گمنامی میں منہ چھپانے پھرتے ہیں۔ اور دیو صفت لوگ معشوقانہ انداز میں ناز و کرشمے دکھا رہے ہیں۔

”پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز

بسوخت عقل نہ حیرت کہ ایں چہ بوجہ حبیبیت“

قلب روح سے بھی جدائی کی بات ہے۔ فقیر کو سلک لوگ راہ کی کیا احتیاج ہے۔ کیونکہ اس کے طالب کو تو پہلے روز ہی نصیب مشاہدہ حضوری مصراع ہے۔ اور اس فقیر کو ضرورت الہام و پیغام ہے۔ جو ابھی قریب حضوری میں خام ناتمام ہے۔ قادری مرشد کے ہر دو جہان جن والہن تالیح و غلام ہیں۔

مرشد کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ مرشد نام، مرشد نان، مرشد زبان، مرشد قصہ خوان، مرشد کلام ذل اہل زبان، مرشد پریشان اور مرشد حیوان دنیا میں بکثرت ہیں اور طالب احق نادان بھی بے شمار ہیں۔ اگر مرشد کامل ہے طالب صادق کے لئے دو دنوں جہان بار بار وار حال ہے۔ طالب بے اعتقاد شکن جان ہے۔ وہ شیطان سے بھی برا ہے۔ جو کہ غائب و شین ایمان ہے۔ نافرمان اور بے حیا طالب سے ایک رفیق و آشنا کتا بہتر ہے میں طالب و مرشد کاذب اور صادق کو نظر سے ہی پہچانتا ہوں۔ مرشد کی اور طالبی کا مرتبہ نظر سے ناظر اور حاضر کرتا ہے۔ مرشد طالب کو مرتبہ ابتدا سے چلاتا ہے۔ لیکن طالب کی مراد مرتبہ انتہا یعنی مشاہدہ بقا ہونی چاہیے۔ اگر مرشد کامل ہے ایک ہی توجہ اور نظر سے اپنے مقام انتہا میں پہنچا دیتا ہے۔ ورنہ طالب ہمیشہ شوق و محبت کی پیاس اور آگ میں جلتا رہتا ہے۔ اکلا فظا را مشد من الموت۔ ترجمہ انتظار قتل خود عذاب قتل سے زیادہ سخت ہو اکتا ہے۔ اس قسم کا طالب اہل انتظار یا مجذوب یا مجرب عاقبت مردود ہو جاتا ہے۔ اور کسی مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔ غرض مرشد روز اول طالب کو اسم اللہ ذات یعنی قال لا زوال ثقیقین فرماتا ہے لیکن طالب علم معرفت قریب حضوری وصال چاہتا ہے۔ مرشد طالب کو پہلے روز دریں تجلی الودار سکھاتا ہے۔ لیکن طالب مقام انتہا شرف دیدار چاہتا ہے۔ اور مرشد طالب کو علم طریق بتاتا ہے۔ لیکن طالب صادق انتہا علم اعلیٰ قریب حق تعالیٰ تو فیق تحقیق چاہتا ہے۔ مگر مرشد کو چاہیے کہ طالب کو اسم اللہ ذات میں مقام انتہا رکھائے۔ تاکہ حق مرشد ادا ہو جائے۔ یعنی جب مرشد طالب کو ابتدائی سبق اسم اللہ ذات بتائے۔ تو حرف اسم اللہ ذات میں سے مشاہدہ دیدار دکھائے۔

زندگی کا تجربہ کو میں مقصد بتاؤں اے رفیق ۱ کہ طلب دیدار وحدت اور اس میں ہر عزلی طالب ہونا بھی آسان کام نہیں ہے۔ چنانچہ طالب کو صاحب نفس فنا، روح بقا، بالوب و باحیا، فنا فی اللہ تنائے با خدا ہونا چاہیے۔

ابیات

لقمہ جو کھاوے وہ ہے اس پر حلال !
اس کا حق ہے سب پر چوں عالم امیر
اس کے ہیں جب ساری دنیا کے طعام
بخشتا ہے یہ مراتب مصطفیٰ

جس کو ہو دیدار و انتم با وصال !
مالک الملکی ہے وہ عارف فقیہ
اس کے اندر جاسے کیوں لقمہ حرام
عارفوں کی دیکھ یہ حالت ذرا

میں کبھی جذب و غضب نہیں یا جلال آ رہتے ہیں کہ غرق در بحر جلال
کہ حیات و گمات آخر نجات
مردہ دل زندہ کریں باہم ذات

سن لے اے طالب اللہ! اے عالم باللہ، اے عارف ولی اللہ، اے واصل صاحب ہدایت اللہ
اے صاحب تصور با... توفیق اور صاحب لقوف باہم اللہ ذات تحقیق اور صاحب لوح
باہم صلیح خاص طریق۔ یعنی مرتبہ قافی الشیخ و مرتبہ قافی الرسول۔ حجت تک طالب سرسید دم
تک تجلیات انوار مشاہدہ و پیدار میں غرق نہ ہو جاتے بغیر اس کے جس مرتبہ مقامات راہ سلوک میں آئیں
سب کو مراتب یا رتبہ کہی جے اعتبار جانے علم معرفت سبحانی، علم توحید سیرانی اور علم لاہوت لاسکافی محض
عامتہ باللہ اور فقیر ولی اللہ ہے واسطہ اس کے کام وسیلہ زبان پڑھتے ہیں۔

۱۔ مراتب تین ہیں۔ ایک مرتبہ قافی الشیخ۔ دوم قافی الرسول اور سوم مرتبہ قافی اللہ۔
طالب ان مراتب کو تدریج حاصل کرتا ہے۔ پہلے مرشد اور شیخ طالب کے لئے بہتر لہ رسول کے ہوتا ہے۔ کیونکہ شیخ
کامل رسول کا جانشین اور قائم مقام ہوتا ہے۔ الشیخ فی قوم کا اجنبی فی امت ہے۔ یعنی ایک کامل شیخ اپنی قوم میں اس طرح ہوتا
جیسے جس طرح ایک نبی اپنی امت میں ہوتا ہے۔
مشغولی

ہست پس پر آفت و خوف و خطر
اور غولان گمروہ در چاہ شد
پس ترا سرگشتہ دار و بانگ غول
سریخ از طاعت اور سیخ گاہ
دیدہ ہر کور زار و روشن کند
ہم لبوز و ہم لباز و دیدہ را
تا بہ مین زابت تا امت
دست او جز قبضہ افتد نیست
چوں نبی باشد میان قوم خویش
در کشتی روضہ وار الجنان
ہم خدا و ذالشب آدم رسول!

پیر را بگزین کہ بے پیر این سفر
بہر کہ او بے مرشد سے در راہ شد
گر نباشد سایہ پیر سایہ فزول
پس تھرب غوی و در سوسے الہ
زانکہ او بہر حار را گلشن کند
سر مکن تو خاک این بگزیدہ را
چشم روشن کن ز خاک اولیا
دست پیر از غائبان کوتاہ نیست
گفت پیغمبر کہ شیخ رفت پیش
چوں پیمر و در میان امتاں
چوں تو ذات پیر را کردی قبول

احیاء

سر بسبر سر سے اندر خاطر	سر جو ذاکر کی فطرت سے سادہ
موت سے گو جسم بے آواز ہو	قبر سے پالو صد اور اند کو
و نیا ت عقی تلک اک تم نام	اولیا کو ہے یہ راہ نیم گام
ماہ سے ماہی تلک یکے عیا	اک نظر سے ظاہر و باطن جہاں

یعنی لوگ تمام عمر ریاضت، مجاہدہ، خلوت اور چلوں میں ذکر فکر، درد و ظائف، مراقبہ وغیرہ کرتے ہیں

طالب شیخ کی ذات میں وہ سب کچھ جو ایک نبی کی ذات میں ہونا چاہیے دیکھ لیتا ہے۔ تو اس کے دل میں نبی کی صداقت کا عین الیقین پیدا ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ بچے دل سے نبی کا محب اور شیدائی ہو جاتا ہے۔ اور نبی کی پوری قربانیاں واری اختیار کر لیتا ہے جس سے وہ مرتبہ فنا فی الرسول کو پہنچ جاتا ہے۔ اور نبی کی شان اور عظمت اور عظیم مرتبت جب اس پر منکشف ہو جاتی ہے۔ اس سے اس کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات اسماء و افعال کالیقین ہو جاتا ہے۔ اور اس کی وسعت، قدرت، عزت، عظمت اور شان و شوکت کا اندازہ لگا لیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا دل و جان سے طالب صادق ہو کر فخر و الی اللہ اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس کی ذات پاک کا والد و شیدا ہو کر دن رات اس کی طلب میں لگ دو جاتی رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے قرب و صل اور مشاہدے سے بہرہ یاب اور بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ مثنوی

باز سودائی شدم من اے حلیب	باز دیوانہ شدم من اے طیب
کہ مرا باتو سر و سودا بود	خوش تر از ہر دو جہاں آنجا بود
سیم از فرہنگی و سوزا نگی	عاشق من بر فن دیوانہ گی
اندیش را فہدی و بیگانگی است	ہر چہ غیر از شور و شردیاری است
عقل از سودا سے او کو راست کر	نیت از عاشق کے دیوانہ تر

ظاہر و باطن مجاہدہ اور ریاضت اور زیادتی ذکر فکر و وظائف اور چلوں چلوں سے جو نہایت غیب عالم اور سفلی مہکرات میں ہو جاتے ہیں اور ان کے ذریعے عالم کو تسخیر خلافت اور رجعت خلق پیدا ہو جاتی ہے۔ اور لوگوں میں کامل فقیہ اور خدایار پیدا بزرگ مشہور ہو جاتا ہے۔ اس کا دم درد اور قویہ و ہاگہ خوب چلتا ہے۔ اور عام جہلا فہمانی لوگ مرد و عورتیں اس کے مرید اور تالیم فرماں ہو جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے سفلی فاعلوں کی کچھ قدر اور وقعت نہیں ہوتی۔ بلکہ جو لوگ معنی لوگوں کی تسخیر کے لئے اللہ تعالیٰ کا پاک کلام پڑھتے ہیں۔ اور اسی کو ذریعہ معاش بنا لیتے ہیں ایسے لوگ ایمان سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ اور موت کے وقت خالی ہاتھ دنیا سے جاتے ہیں۔ تسخیر کا راستہ الگ ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

ہمیشہ قائم المل و صائم الدہر، صاحب اکل الحلال و صدق المقال رنج کش تا سا لہا سال رہ کر جو عبادت خلق میں گرفتار صاحب عز و جاہ و وضعہ خاتقاہ مشہور و معروف ہو جاتے ہیں۔ اس طرح کامرتبہ حاصل کرنا نہایت آسان ہے۔ لیکن آتش تو حید میں دن رات جلنا اور مقام قنانی اللہ طے کرنا اور دریائے استخرات مشاہدہ ذات میں چلنا غرض نفس کو ایک دم میں یہ بارگاہ برداشت کرنا نہایت مشکل اور دشوار ہے۔ شوق محبت معرفت اور مشاہدہ حضور طالب کے ہفت اندام جان کو اس طرح پاک کر لیتے ہیں کہ دہات لفسانی خطرات شیطانی اور حوادث و آفات دنیائے پریشانی کا ایک ذرہ طالب کے وجود میں باقی نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کامرتبہ روز اول سے ہی طالب صادق کو مرشد کامل کے طفیل حاصل ہو جاتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے قرب معرفت اور روشن ضمیری کا راستہ علیحدہ ہے۔

ایک دفعہ مجھے ایک کالو نام کا ان پڑھ جٹ فقیر ملا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ میاں کالو! تیرے اندر تھوڑی سی تسخیر کی مقناطیسی طاقت ہے۔ یہ تجھے کہاں سے حاصل ہوئی ہے۔ اس نے اپنا فقہ مجھے یوں سنایا کہ میں ان پڑھ اور جٹ آدمی ہوں۔ مجھے ایک بزرگ نے رات کو جنگل میں سورۃ مزمل پڑھنے کیلئے کہا۔ چنانچہ میں نے وہ کلام پڑھنا شروع کر دیا اس سے میری خوب تسخیر شروع ہو گئی۔ میرا دم درود چل پڑا۔ اور تھوڑے عرصہ کے اندر اپنے ہم جنس جاٹوں اور کسانوں میں فقیر اور بزرگ مشہور ہو گیا۔ علاوہ اس کے ہمارے گاؤں میں گا ہے گا ہے ایک مستور مجذوب بھی آ نکلتا تھا۔ میں اس کی خدمت بھی کیا کرتا تھا۔ مجھے پہلے بتائے ہوئے بزرگ کے چلہ سورۃ مزمل کا بڑا اشتیاق پیدا ہوا۔ میں نے اس کے فرمان اور افک سے سورۃ مزمل کے چالیس روز کا چلہ شروع کر دیا اور خلوت میں بیٹھ گیا۔ اتفاقاً میرے اثنائے چلہ میں وہ مجذوب فقیر عامے گاؤں میں آ نکلا۔ اور مجھے ایک آدمی کے ذریعے بلایا۔ میں نے چلے کی مخبر سی ظاہر کی۔ اس مجذوب نے اس آدمی کے ذریعے کہا، بیجا۔ کہ کالو کو کہو کہ اگر اسے کلام کا شوق ہے تو یہ کلام پڑھا کرے۔ لا الہ من کان الا اللہ قن کان۔ کالو نے کہا کہ اس مجذوب فقیر کے قاصد نے اگر مجھے چلہ خانی میں انکا پیغام دیا۔ اور پڑھنے کیلئے مذکورہ بالا کلام سنایا تو میں اس عجیب و غریب کلام کو سن کر متعجب اور حیران ہوا کیونکہ اس مہم کلام پہلے کبھی سننے میں نہ آیا تھا۔ میں نے بطور یادداشت اسے تین چار دفعہ زبان پر دہرایا اور پھر سورۃ مزمل حسب معمول پڑھتا رہا۔ جب میں مقررہ تعداد سورۃ مزمل پڑھ کر سویا تو میں نے دیکھا کہ میرے ہفت لطائف ذکر لا الہ من کان الا اللہ قن کان سے جاری ہیں۔ اور میرے ہر رنگ و ریشہ اور تمام بدن میں اس ذکر کا اس قدر غوغا اور شور اور جوش و خروش ہے کہ گویا اس ذکر کا ایک طوفان برپا ہے۔ اور میرا تمام وجود اس ذکر کی لذت سے معمور ہے۔ اور وہ مجذوب فقیر میرے سامنے کھڑے ہیں۔ جب میں بیدار ہوا تو اس عجیب ذکر کے تلاطم سے حیران ہو گیا۔ خیر بیدار ہونے پر میں نے پھر سورۃ مزمل حسب معمول جاری رکھی۔ رات بھر لگے لگے پڑھتا رہا۔

مشہوری :-

حالت کو نہیں گودیں عیاں | پر نہ دم مایل نہ کہتے ہیں بیاں
ہو سکے تجھ سے تو راز اپنا چھپا | خود فرشی سے سے عارف جدا

اکثر اہل دکان مرشد طالب مریدوں کی حاجت روائی میں پریشان رہتا ہے۔ لیکن فقیر کا مل نماشبہ بین مشاہدہ لاہوت لامکان ہوتا ہے۔ اس کتاب اسرار الوحی کو اگر ناقص پڑھے کامل ہو جائے۔ اگر کامل پڑھے عامل کل ہو جائے۔ اگر عامل کل پڑھے مکمل ہو جائے۔ اگر مکمل پڑھے اکمل ہو جائے۔ اور اگر اکمل پڑھے مرشد جامع صاحب جمیعت ہو جائے۔ اور اگر جامع پڑھے سلطان الوہم فقیر کو نہیں پر امیر نورا الہدیٰ ہو جائے گا۔ اس کا مرتبہ وہم و غم سے بالاتر لا حدود ہے۔ یہ کتاب مجموعہ الجمعیت، کل الکلید ہے۔ طالب اسے جس فضل مطالب میں ڈالے کھول لے گا۔ اور ہر دولت و شمع حاصل کر لے گا۔

طالب صاحب قلب سلیم، جان بحق تسلیم کے لئے فرض عین اور سنت عظیم ہے کہ ازراہ توفیق قدیم و صراط مستقیم غرق مقام فنا، بقا و تقا اور مشرف حضور ضرور اور نظر اشد میں منظور ہو۔ اس کے لئے لازمی ہے کہ اول اپنے نفس کو قتل کر ڈالے تاکہ وجود میں دعویٰ فرعونی افکار حکم اکا علی فرعون نے بنی اسرائیل سے کہا۔ کہ میں ہی تمہارا حقیقی رب اور معبود ہوں اور نیز مولے لفسانی باطل کو وجود سے مٹا ڈالے تاکہ نفس اپنی ہستی پر دے نیت و نابود ہو جائے۔ جب طالب نفس خود پرست اور سوا تو ہو جس کے وجود و دل کو تیغ تصور انہم انذات سے اپنے وجود میں قتل کر کے نابود کر ڈالتا ہے۔ تب جا کر انذات لے کی معرفت اور مقام فقر میں قدم رکھتا

لیکن جو نہی میں سونے لگتا تو حالت استغراق میں اپنے اندر اسی ذکر لا الہ من کان الا اللہ تن کان کا بدستور شور برپا رہتا غرض چند روز یہی حالت رہی۔ میں اس حالت سے بہت حیران تھا کہ زبان پر تو سارا دن منزل جاری رہتا ہے۔ لیکن اندیش میں مجذوب کے ذکر کا خود بخود غوغا اور شور برپا ہے۔ حالانکہ میں اس کی طرف خیال بھی نہیں کرتا تھا۔ آٹھین چار روز کے بعد پھر وہ مجذوب مستوار ہوا جسے شہر آنکلا اور مجھے اسی قاصد کے زبانی بلایا۔ میں نے قاصد سے ہذر محذرت کی کہ فقیر صاحب کو عرض کر دو کہ چلے کے اب تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ پھر میں خدمت میں حاضر ہوں گا۔ اس پر مجذوب نے قاصد کے زبانی کہلا بھیجا کہ کالو کو کہو کہ تم رجوعات کے طالب ہو۔ سب کے طالب نہیں ہو اب تم جانو اور تمہارا چلہ، جب وہ قاصد یہ بات کہہ کر چلا گیا۔ اور میں سو یا تو باطنی ذکر کی وہ حالت نہ رہی میں چلہ ختم کر کے اس مجذوب فقیر سے ملا۔ اس کی خدمت کی اور بڑی منت سماجت کی۔ لیکن پھر وہ حالت نصیب نہ ہوئی۔ منزل کے پڑھنے سے میری اچھی خاصی پیری مریدی اپنے علاقے میں چلی ہوئی ہے۔ لوگوں نے مجھے زمینیں بطور نذرانہ دے رکھی ہیں۔ مجھے دنیا کی عزت اور وسعت پوری طرح حاصل ہے۔ لیکن ذکر اللہ کی حلاوت جو چند روز اس مجذوب (باقی لگے صفحہ پر)

ہے۔ ایسے مرد عارف باطن آباد کو نفس کا قتل کرنا مبارک و پرہیزگار ہے۔
 کرنے تو قالوا لا تقاتلہ یقیناً و اعتقاداً | چھوڑ دو کو ایک خدا کی بندگی کو اختیار
 قولہ تعالیٰ - افرایت من اتخذ اللہ ذیلاً | ترجمہ آیت تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے
 خواہش نفس کو اپنا معبود بنا لیا ہو۔

خود پرستوں کو نہیں ملتا خدا | خود پرستوں کا خدا ہو گا ہوا
 جس نے کڑا لالہ ہو جان تن خدا | نفس چھوڑا اور ہوا اصل خدا

قولہ تعالیٰ - وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنْ الْهَوَىٰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰی ترجمہ
 لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب کے لئے کھڑے ہوئے سے ڈرا۔ اور اپنے نفس کو ہوائے نفسانی
 سے باز رکھا۔ پس بہشت اسی شخص کیلئے سزاوار ہے۔ فقیر کامل کی علامت یہ ہے کہ سلوک میں صرف
 سالک ہی نہیں ہوتا بلکہ ہر سلوک پر غالب و مالک ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر دو جہان اس کی نظر میں عیان اور اسکا رتبہ
 باہر اندر و گمان ہوتا ہے۔ یہ میں مراتب فقیر صاحب تصور اور عامل اہل دعوت قبور فقیر کامل ہرگز زبانی طور
 پر نہ کر سکتا ہوں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔ ایسے قتل ہی کیوں نہ کر دے۔ کیونکہ فقیر دوام اہل حضور ہوتا ہے فقیر کا دشمن
 نہیں بائوں سے خالی نہیں ہوتا۔ یا سیاہ دل یا منافق بخیر از قرب الیاد دشمن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 محمد میت - الفقر فخری والعقر منی - اس فقر پر حضرت محمد مصطفیٰ کو غرہ ہے
 مرشد بننا بہت بھاری اور اہم کام ہے۔ جب تک کسی فقیر کو باطن میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی توجہ نہ حاصل ہوئی۔ پھر بھی نصیب نہ ہوئی۔ غرض رجوعات خلق اور تسخیر خلائق کا ارادہ اور ہے۔ قرب معرفت خالق کا ارادہ الگ
 ہے۔ جب عارف سالک مقام ارشاد پر پہنچ جاتا ہے۔ تو اسے باطن میں اشتعال ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
 مرشد کامل کی طرف سے لوگوں کو طالب مرید کرنے اور انہیں فیض و فضل اور رشد و ہدایت سے بہرہ یاب کرنے کی اجازت مل
 جاتی ہے۔ ایسے کامل مرشدوں کے طالب مرید گمراہ نہیں ہوتے۔ اور دنیا سے خاتمہ بالذیہ اور ایمان کے ساتھ نہفت
 ہوتے ہیں۔ لیکن آج کل تو رسمی دوکاندار ناقص پیروں نے دنیا میں وہ اوہم مچار کھا ہے۔ کہ توبہ ہی بھلی ہے۔ دنیا میں
 یہ شمار ایجنٹ پھیلا رکھے ہیں۔ جو ہر جگہ ان کی جھوٹی بزرگی کا پروپیگنڈہ کرتے پھرتے ہیں۔ اور ہر سال سینکڑوں بوقریہ
 کو پیر کی قربان گاہ پر پران چڑھاتے ہیں۔ ہر سال ایسے اندھے پیر کے ارد گرد ہزار ہزار مریدوں کا اچھا خاصہ مجمع بن جاتا ہے
 اگر ان پیروں سے کہا جائے کہ تم اس قابل نہیں ہو تو تم نے یہ بھابھیا کیوں بنا رکھا ہے۔ تو ان میں بعض تو یہ کہتے ہیں کہ
 ہم اللہ کا نام بتا سکتے ہیں۔ اللہ کے نام بتانے میں ہر جگہ کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

کی طرف سے طالبوں اور مریدوں کو تعلیم و تلقین کرنے کی رخصت اور اجازت نہ ملے وہ احمق ہے۔ کہ خود بغیر امر و اجازت کے تلقین و ارشاد کرتا ہے۔ اور آخر کار خراب اور شرمندہ ہوتا ہے۔ مرشد وہ ہے کہ طالب کو سوگند دے کر پوچھ لے کہ اے طالب جو کچھ تیرا اصلی مطلب ہے۔ وہ مجھ سے طلب کر لے۔ مرشد طالب کو اپنا مطلوب عطا کر دے۔ مرشد کا فیض مثل باران رحمت یا موج دریا یا شعاع آفتاب ہے۔

نگاہ مرشد سر اسر توفیق بخدا ہے جو کہ طالب کے وجود سے نفسانی اور شیطانی حجاب اور ظلمت دور کر دیتا ہے۔ لیکن مرشد ناقص حجام طالبوں کو ہمیشہ آج کل کی کتلی اور تشقی سے مالتا رہتا ہے۔ طالب کی یہ محض بے اعتقادی اور بے اعتباری کی علامت ہے۔ کہ خدمت کے دن رات، ماہ و سال شمار کرے کہ جتنے بلکہ اپنے اختیارات مرشد کے حوالے کر دے اور خدمت کی بات زبان پر نہ لائے۔ طالب ہر اہل اطاعت و بندگی گزار۔ مرشد ہر حضور کئندہ غرق مشرف دیدار ہے۔

طالب اس درجے سے حاصل کرو بے ادب ہو جو بندے سر بار کو

معرفت محض اس شخص کا مقصود اور مراد ہے۔ جو انبی و ولی مادر زاد ہے۔

کہ ہم اگر کسی قابل نہیں۔ مگر ہمارے دادا پیر کا دل ہیں۔ وہ مرتے وقت اور قیامت کے روز ہمارے مریدوں کی مدد کریں گے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر خالی اللہ کا نام بتانے سے کوئی پیر مرشد بن سکتا ہے۔ تو اس قسم کی باتوں سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ پھر یہ لوگ کس مرض کی دوا ہیں۔ کہ صرف بتانے اور صرف باتیں بنانے سے اپنے آپ کو مجبور اور مسجود خلائق بنا رکھا ہے۔ یہاں تو صرف بتانے سے نہیں بلکہ راہ دکھانے اور طالبوں کو منہ پر مقصود تک پہنچانا پڑتا ہے۔ باپ دادا کے نام پر ہی اگر پیری مریدی ہو سکتی ہے۔ تو دنیا کے تمام کافر، مشرک اور منافق جناب پیغمبر خدا حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کا فخر کر سکتے ہیں۔ لیکن اس راستے میں تو ذاتی جوہر کی ضرورت ہے۔

”کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیز سے نیست“

مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمت اللہ علیہ صاحب فرماتے ہیں

جد لا جد کل جد ولا جد بل جد بجد

ترجمہ: جد بمعنی کوشش۔ جد بمعنی دادا۔ جد بمعنی بزرگی۔ ہر بزرگی کوشش سے حاصل ہوتی ہے۔ نہ کہ بطور وراثت باپ دادا کے۔ اور نہ کسی کا باپ دادا بغیر جد اور کوشش کے بزرگی کو پہنچتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَاِذَا فَعَلْنَا فِي الصُّورِ فَلَإِنَّ انْسَابَ بَيْنِهِمْ۔ ترجمہ: ”یعنی جب قیامت کے روز صور اسرافیل بھونکے گا۔ تو نسل اور نسل کے رشتے ٹوٹ جائیں گے۔“

گر کہوں میں شرح شرط طالبی

بحضورِ مرشدی ہے نا تمام

مرشدوں سے غیب ہوں میں باخبر

صوت صراف ہوں مروج شنائیں

جو کرے دعوے مرشدِ طالبی

جنس و نقدی جو میرے پاس

ہر متاع کا مشتری ہوتا ہے پیر

طالب صادق پر شیدائے نبی

ہے وہ مرشد جو دکھائے ہر مقام

طالبوں کو جانتا ہوں بال نظر

جانتا ہر ایک کو ہوں با قیاس

جانتا ہوں سب کو از قربِ نبی

تاکہ میں تجھ کو خدا سے دوں ملا

ہر متاع کا مے عوفی وہ منظر

جو لوگ جانتے ہیں۔ وہ نہیں کہتے اور جو کہتے وہ نہیں جانتے۔ ومن يتوكل على الله فهو حسبه

طالب صادق مرشد کامل کے سامنے مثل لعل و دھواں دھی کشتہ محبت، جاں نذا، دل صد چاک ہوتا ہے۔ اس کے ہفت اندام پر لباس عجز و نیاز مثل پیر اسن خاک ہوتا ہے۔ اگر طالب بے اخلاص مرشد

سے بے اعتقاد ہو کر اس کی مخالفت کرے مثل "خس کم جہان پاک" فی الدنیا والآخرت ہلاک ہو جاتا ہے۔

مرشد کی شرط یہ ہے کہ طالب بارہ سال کے بعد عرق انوارِ یامشرف دیدار ہو جائے۔ اور جملہ علایق دنیا و مافیہ

اہل و عیال نل و فرزند اور ہوائے نفس وغیرہ سے بیزار ہو جائے۔ ورنہ مرشد اسے اپنے سے بے یقین اور بے اعتبار

بنادیتا ہے۔ اسنو طالب کا سلامتی سے مرتبہ عظمیٰ تک پہنچنا اس میں ہے۔ کہ مرشد سے خالص اعتقاد طلب کرے

اعتقاد وہ ہے کہ جو نفس اور شیطان مایہ فساد کے شر سے محفوظ رکھے۔ اعتقاد کے چھ حروف ہیں۔ ا، ع، ت،

ق، ا، د۔ حرف ا سے آئینہ دل صاف ہو جاتے۔ حرف ع سے عین دیکھے اور عین بخشش والا ہو۔ حرف

ت سے توفیق ہر دوسرے کو ملنے کی سکھے۔ حرف ق سے قوت قرب اللہ حضوری حاصل ہو۔ حرف د

سے اداء صادق رکھے۔ اور حرف د سے دوام حضوری مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلعم ہو جس مرشد سے مذکورہ بالا مراتب حاصل

ہوں وہ مرشد اعتقاد بخش ہے۔ ورنہ خود حب دنیا اور نفس و ہوا کی قید میں سبک کش ہے۔

شہباز صفت پیر تو دنیا میں ہے عنفتا

پرواز سے واقف نہیں پیر مگس آسا

یاد رہے کہ عارف واصل کو اصل اور وصل کے کل و جز جملہ مراتب اسماء ذات کے ذریعے نیت کے

موافق حاصل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ابتداء سلوک ہی میں بعض کو مرتبہ علم قبل و قال۔ بعض کو ملکہ معرفت وصال

بعض کو مشاہدہ حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلعم لازوال۔ اور بعض کو مرتبہ معرفت ظاہر باطن بیک رنگ

وکیل حوال حاصل ہوتا ہے۔

دعوتِ تحفیر کا عامل ہوں میں
در ہدایت فقر عارف قادری
مجھ کو بیعت مصطفیٰ نے خاص کی
دیتا ہوں طالب کو وحدتِ باقیا
طالب! آ طالب! آ طالب! آ
گر طلب طالب سے مرشد دو گواہ
گفتا ہر خوش شخص ہر دم ناویں
یوں ہی ثابت مرشدی طالبی
طالبی ہے کامِ مشکل اور بخت
دیکھ ازل، دنیا و عقبی وابد
کے فرائے طالب مال اور تن
طالبوں کو جانتا ہوں بالظر

معرفت تو حید میں کامل ہوں میں
جالِ فدا ہم سخن ہوں حاضر نبی
درسِ اسرارِ خدا ہم کو ملی
خاص طالب جو کہ ہر لائقِ خدا
تا نکالوں تجھ کو از کبر و ہوا
جن کی نظروں میں ہر یہ دنیا گناہ
ایسے طالب کو نہیں ملتا کمال
جس طرح تھے خضر اور موسیٰ نبی
موت پر جس کی طرفہ نیک بخت
ایک دم طالب تھا وحدتِ احد
حق طلب کر، طالبِ نانی نہ بن
جس طرح حراف جانے سیم و زر

اگر طالب با اخلاص اور مرشد خاص الخاص ہے تو دونوں کی صحبت موافق ہو کر جلد مقاماتِ ابتدا و انتہاء ایک دم طے ہو جاتے ہیں۔ مرشد کامل طالب کو ہر مطالب دلاتا ہے۔ لیکن مرشد ناقص بغیر طلب خدمت اور زرو مال و وسارائے نہیں جانتا۔ مرشد کامل طالب کو لازمتِ لامکان میں پہنچاتا ہے۔ لیکن مرشد ناقص محض روٹی کپڑے کی طلب میں پریشیاں رہتا ہے۔ مرشد کامل طالب صادق کو امت کا نام بتا دیتا ہے۔ لیکن باطن

یہاں پر مرشد اور طالب کی اوصاف بیان کی گئی ہیں۔ واقعی مرشد کامل بننا بہت مشکل اور دشوار کام ہے۔ اسی طرح طالب صادق بھی دنیا میں کمیاب ہیں۔ جو طالب صادق ہوتے ہیں۔ وہ آخر مرشد کامل بن جاتے ہیں۔ جس طرح طالب صادق مرشد کامل کی طلب اور تلاش میں رہتے ہیں۔ اسی طرح مرشد کامل طالب صادق کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ مرشد کامل کو جب دولتِ باطنی کا بحسابِ لصاب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہو جاتا ہے۔ تو ایسے مرشد پر اس مالِ باطن کی زکوٰۃ فرض اور واجب ہو جاتی ہے۔ مرشد کامل کو دو طالب کامل اور واصل بنانے فرض اور ضروری ہوتے ہیں۔ یہ دو طالب گویا تکمیل شدہ ہدایت کے گواہ ہوتے ہیں۔ اگر زیادہ طالبوں کو اللہ تعالیٰ فیض اور فضل سے بہرہ ور کرتا ہے تو یہ اس کیلئے کارِ خیر ہے۔ لیکن اگر مرشد عارف کامل باوجود کمال اور عرفان کسی طالب کو کمال تک نہ پہنچائے۔ اور اپنا نوری انجم کسی طالب کی زمینِ قلب میں نہ ڈالے۔ اور سرسبز نہ کرے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

میں تو جس سے راہ معرفت عیاں طور پر دکھاتا ہے۔ اگر مرشد خود اندھا حیوان ہے۔ تو ایسے اندھے سے ہدایت حاصل کرنی سراسر نقصان ہے۔ اسے عالم فاضل عاقل کان لگا کر سن لے کہ محض تقویٰ ہی نہیں بلکہ تقویتِ تقویٰ الہی اور نگاہِ مرشدِ کامل اور اجازتِ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم سے مرتبہ معرفت، فقر، رحمت، جمعیت مشاہدہ قرب اللہ اور مرتبہ حضورِ حاصل ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ لاحد ولا عہد دوم اور نسیم سے بالاتر ہے۔

آیات

جو کہ مستغرق ہو اندر نور ذات	باشعور و عقل کلی با ثبات!
ہے مراقبہ موت و کھلائے ممت	کرتا ہے ثابت یہ حال الٰہیات
دیکھتا ہے ہر طرف ذاتی تقا	ہر مراتب اس کو دیتا ہے خدا
اس جگہ نے نفس شیطانی قیاب	خاص ہم مجلس ہی با احمد حبیب
یاں ملک سے قادری کی ابتدا	ہیں محرز اور مشرف با خدا

طالب کے لئے ضروری ہے کہ تلقین و ارشاد حاصل کرنے سے قبل مرشد کیساتھ علم ظاہری مثلاً درقاتی و حقائق علم معرفت و تصور و منطق معانی قیل و قال زبانی کا مقابلہ کرے۔ بعد ازاں اس کے ساتھ مقابلہ علم باطن یعنی معرفت اللہ وصال علم باطنی زبانی کا تکرار کرے۔ جب مرشد طالب علم کے اس امتحان سے عہدہ برآ رہو جائے۔ بعد ازاں تلقین کرے۔ طالب اس طرح عالم فاضل صاحب شعور ہونا چاہیے۔ ورنہ پیر اہول کو دیوانہ اور مجنون بنا کر کیا مشکل کام ہے۔ مرشدِ کامل وہ ہے کہ ذکر کے غلبات اور تصور اسم اللہ ذات سے طالب کو اپنے وجود میں صورتِ نفس و صورتِ قلب و صورتِ روح و صورتِ سر جملہ صورتیں علیحدہ علیحدہ دکھا دے۔

تو وہ اپنی دولتِ باطنی کی زکوٰۃ کے بارے سے سبکدوش نہیں ہوتا۔ اس لئے جس قدر طالب صادق کو مرشدِ کامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے کہیں زیادہ مرشد کو طالب صادق صاحب استعداد، وسیع بلند ہمت اور قوی دل کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا تخم اچھی زمین میں پڑے۔ اور شورہ زمین کے اندر کوئی شخص تخم نہیں ڈالتا۔ کاترک الدُّعائی فواہ الکلب۔ یعنی کتے کے مزید کوئی شخص موقی نہیں ڈالتا۔ کتے کو بڑی چاہیے۔ خدا سے بیگانہ جنس ناقص طالب کو مرشدِ کامل نظر سے صاف کی طرح پہچان کر دور پھینک دیتے ہیں جس وقت طالب صادق اللہ تعالیٰ کی طلب میں پہلے روز دنیا اور ماسویٰ کو چھوڑ کر نکلتا ہے۔ تو چاروں طرف سے مرشدانِ کامل اس کی طرف باطن میں دوڑتے ہیں۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ اسے خواب میں ملتے ہیں۔ اور جس سے اس کا نصیبہ انہی ہوتا ہو اس کے ہاتھ چڑھ جاتا ہے۔ ایسے طالب دنیا میں کبیرتِ عمر کی طرح بہت کمیاب ہوتے ہیں۔ اگر مل جائیں تو انہیں السیر فیہ میں کیا دیر لگتی ہے۔

مرشد رفیق صاحب توفیق کی بخشش یہ ہے کہ ہر ایک صورت کے ساتھ ہم بخشن و ہم زبان با عیان ہو۔ یہ ترجمہ بھی شریعت محمدی کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی محبکم اللہ ترجمہ "اے میرے بنی صلعم! تو لوگوں سے کہہ دے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میری تابعداری کرو اسی طرح تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے" فقیر کا مرتبہ ابتداء مطالعہ علم علماء ہے۔ اور مرتبہ انتہاء معرفت اولیاء ہے۔ یعنی ابتداء میں وہ عامل ہے اور انتہاء میں کامل۔

واضح ہو کہ حیلہ قرآنی آیات و احادیث نبوی و قدسی و اقوال جمیع اصحاب و مشائخ فرماتے ہیں کہ نفس دشمن جان ہے۔ اور شیطان دشمن ایمان اور دنیا موجب فتنہ و بے جمیعتی دل پریشان ہے۔ جو شخص ان ہر سبکی عزت و توقیم کرے۔ اور فقر محمدی صلعم سے شرمائے۔ وہ شخص مومن مسلمان، عالم فاضل، درویش، قطب و رئیس تو کیا ابھی صحیح انسان بھی نہیں بلکہ حیوان ہے۔

بہر علم یاب ہیں مولیٰ طالب جان فدا کرتا نہیں ہے کوئی اب

پس علوم ظاہر و پورہ ہیں۔ اور ایک علم باطن۔ جب علم باطن یعنی علم معرفت و توحید عارف باللہ کو باطن سے کھل جاتا ہے۔ جملہ ظاہری علوم خود بخود اس میں اس طرح آ جاتے ہیں۔ جیسے دودھ میں پانی۔ اور روٹی میں مکہ شیطان بھی تو ظاہری طور پر بڑا عالم تھا، پس اہل وصل کو نظر اصل پر چاہیے۔ نہ کہ تمتع روزی معاش۔ بیح خریف فصل اللہ تعالیٰ کی معرفت، توحید اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم باطن سے حاصل ہوتے ہیں۔ جہل سے نہیں۔ صا لحن اللہ ویأججاہلاً۔ ترجمہ "اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی جاہل کو دوست نہیں بنایا۔"

سیکھ پہلے علم پھر آجایا قرب حتی ملنا ہے جاہل کو کہاں

کمال مرتبہ حیات انسانی یہ ہے کہ عارف مثل اجسامہ فی الدنیا و قلوبہ فی الاخرۃ۔ ترجمہ "ان کے جسم دنیا میں ہیں اور ان کے دل آخرت میں ہیں" یا حضرت محمد مصطفیٰ ہو۔ آدمی کو یہ زندگی کس لئے دی گئی ہے۔ اولان ایام و ماہ و سال کا عالم مہمت میں کیا حال ہوتا ہے قولہ تعالیٰ یخرج الی من اہلیت و یخرج الی من الی۔ قولہ تعالیٰ فتتوا ملوف ان کنتم صادقین ط جس شخص کو اپنی زندگی میں مرتبہ وحدت حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ بعد از موت واصل ہو جاتا ہے۔ جو شخص زندگی میں راہ دین پر مستقیم اور صادق قدم بردار ہے۔ وہ موت کے بعد خاتمہ با ایمان ہے۔

حدیث۔ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة بلا حساب و بلا عذاب

ترجمہ "جس نے لا الہ الا اللہ (صدق دل سے کہ دیا) پس وہ بلا حساب و بلا عذاب بہشت میں داخل ہو گیا"

ابیات ۷

آنکھ میں جس کے رہے نورِ کرم
وہ نہ کھولے آنکھ جو ہو بیجاں
عین میں ہوں عین گوہوں عینِ دال
وہ کھتا ہے ظاہر و باطن دوام
کوز مادر زاد کیا دیکھے لقا
کوز کو باور نہیں آتا ذرا

انشائے ماسویٰ اللہ ہو پس پس مرشدِ اول طالب سے مرتبہ طالبی طلب کرے۔ اور طالب بھی مرشد سے شرط مرشد دریافت کرے۔ طالب کا مرتبہ زندگی میں نفس کی فنا ہے۔ اور مرشد کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا و بقا ہے۔

بیت

میں جو ذاتِ حق میں فانی ہو گیا
پھر صفاتی سے سیر کیا واسطہ
راہ معرفت و توحید کہاں اور راہ رسم رسوم تقلید کہاں۔ چنانچہ گفت و شنید سب تقلید ہے۔ یعنی قبل و قال

پہلے مرشد طالب کا امتحان لیتا ہے۔ اس سے طالبی کی شرائط اور لوازمات پورے کراتا ہے جس وقت راہِ خدا میں طالب جان و مال فدا کرتا ہے۔ دنیا کی گندگی سے استغنا کر لیتا ہے۔ اور اس تقویٰ سے وضو کر لیتا ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونے اور شرف باریابی حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس وقت مرشد کامل اسے خدا اور رسول کی بارگاہ میں پیش کر دیتا ہے۔ اس کے بعد طالب مرشد سے کمالات مرشدی حاصل کرتا ہے۔ اور صاحبِ رشد و ہدایت ہو جاتا ہے۔ اسے خدا اور رسول کی طرف سے طالب مرید بنانے اور انہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا امر اور اذن ہو جاتا ہے۔ ورنہ دنیا میں فانی زبانی طالبوں کی کیا کمسی ہے۔ اور اسی طرح بھی رواجی ناقص مرشد بھی دنیا میں بکثرت ہیں۔ پس ناقص پیروں کو ناقص مرید مل جاتے ہیں۔ الخبیثات للخبثین والخبیثون للخبیثات سے یہی مراد ہے۔ جیسی روح ویسے فرشتے۔ مشوی

للخبیثات الخبیثون حکمت است
پس تو ہر جھٹکے کہ خواہی بگیر
نورِ خواہی مستعد نور شو
ناریاں مرزبیاں را بجاذب اند
صاف را ہم صافیاں طالب شوند
مولس احمد بکس چار یار
زہ ذرہ کا نریں ارض و سما
زشت را ہم زشت بخت ثابت است
محو او باش و صفات او پذیر
دور خواہی خویش میں و دور شو
نوریاں مرزبیاں را طالب اند
در درہم تیز گال جاذب شوند
مولس بوجہل عتہ و ذوالجبار
جنس خود را ہم چو کاہ و کہراست

اور دید و نمود سب را تو حید ہے یعنی دغ نفس و قتال اہل قال اور اہل حال برابر نہیں سکتے۔ مرشد کو چاہیے کہ طالب اللہ کو یکدم بندہ ریو مشق و جود یہ اور حضرات اہم اللہ ذات حضور میں پہنچا دے۔ اور راہ باطن کی تمام آفتوں سے نجات دلا دے۔ مرشد دوسرے کے ہوتے ہیں۔ ایک مرشد حبیب کو طالب غریب کو مجلس حضرت عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دے۔ دوم مرشد رقیب کہ طالب کو رنج و ریاضت، چلول، خلوتوں اور رجوعاً خلق سے خراب کرے۔ انسان ضعیف البیان کا وجود اہم اللہ ذات کی جباری و قہاری کے بارگراں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ بحر لطف و عطائے پروردگار قرآن تبارک و تعالیٰ۔ افاخر ضنا الاخرة علی السموات والارض والجهال فابین یخلها واشقق منها وھلھا الا انسان افھہ کان خلوا ما جھولا۔

بادگراں جو ہم نے اٹھایا ہی نام کس کا جگر ہے اتنے بڑے بھوتے کا نام

جب تک مرشد کامل طالب صادق کے وجود کے غائب لطیف لقوہ، تصرف، تفکر اور توجہ سے غیب الغیب نہ کھولے طالب اللہ کا نفس نہ گزرقید میں نہیں آتا۔ اور جب تک ظاہر عواس بندہ نہ ہو جائیں اور او صاف ذمیرہ خناس خرطوم رفیع و رفیع نہ ہوں محال اور ناممکن ہے۔ کہ طالب معرفت کو پہنچے مجھے ان نادان حماقت شعار لوگوں پر تعجب آتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے غیر مخلوق کو فلس معکوس بنا کر حسن خط و خال اور ذلت درخشاں یا آواز نغمہ، مطرب ساقی بادہ بدعت وغیرہ کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتے ہیں۔ یہ سب شرک کفر و طغیان و مروجہ نفس اور شیطان کی گھڑائی کے سامان ہیں۔ ناقص فام لوگوں نے لذت دنیوی کیلئے یہ حیلے وسیلے بنا رکھے ہیں۔ بہر قفل کے لئے ایک کلید ہے۔ اور انسان کی وجود کی کئی محض اہم اللہ توحید ہی۔ جو شخص وجود کا تعلق کھو کر قلب سلیم کا خزانہ حاصل کرنا چاہے تو لقوہ اہم اللہ ذات کی کئی ہے اول طالب اللہ کو طے کر ڈالے۔ جب مرشد توبہ کے ذریعے طالب کے وجود کو حرف اہم اللہ ذات میں لپیٹ کر طے کر لیتا ہے۔ تو اس کا وجود زندہ ہی ہو جاتا ہے بعد اس کے ہفت اندام نور اور وہ دائمی صاحب حضور ہو جاتا ہے۔ اس کو توجہ توفیق اور مرشد رفیق صاحب تحقیق کہتے ہیں جو مرشد طالب کو حضور حضرت عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچانا چاہتا ہے۔ طالب کے وجود کو حرف اہم محمد میں لپیٹ لیتا ہے۔ بیشک اہم محمدی طالب کو جسم اور مجلس محمدی تک پہنچا دیتا ہے۔ اس حضور کی طے کو توجہ کہتے ہیں مرتبہ فنا فی الشیخ میں طالب کا بہشتی شیعہ کے جتنے کے ساتھ اس طرح ملتا ہوا ہے۔ لیکن شیخ صاحب شرف ہونہ حضرت شیطان شیخ کامل توجہ سے معلوم ہو تا ہے۔ توجہ پانچ قسم کی ہیں۔ لیکن توجہ تقدیر سے طالب مرشد صدق کو پہنچتا ہے۔ اور توجہ فزج سے صاحب حضور ہو جاتا ہے۔ اس راستہ کی اصل جمعیت ہے۔ اور جمعیت کے

مجمعیت اس کو کہتے ہیں کہ سالک اپنی باطنی وسیع اور بلند شخصیت کے ذریعے جمیع مراتب اور (باقی اگلے صفحہ پر)

بہت راستے ہیں۔ اصل جمعیت وہ ہے کہ عارف صاحب جمال کو مشاہدہ جمال لازوال میں حاصل ہو سکے اس مرتبے کو پہنچنا نہایت مشکل اور محال ہے۔ دوسری قسم کی جمعیت یہ ہے کہ عارف کامل کا وجود تمام جہان والوں کے لئے بمنزلہ جان عزیز بن جائے۔ اور دونوں جہان کے وفاتر نیک بد اس کے اختیار میں ہو جائیں۔ اور وہ خود اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہو۔ تیسری قسم جمعیت کی یہ ہے کہ عارف ہر ایک کام اجازت حضرت محمد رسول اللہ اور آپ کی نظر کیمیا سے کرے۔ اور نظر کیمیائے اثر خیر البشر صلعم سے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے خزانہ لایفنی اور مرتبہ مشاہدہ دیدار حاصل کرے۔ لیکن کیمیائے ہنر اسیم و زہر سے دنیا جیفہ مردار حاصل ہوتا ہے۔ جسے اہل دیدار ہرگز اختیار نہیں کرتا۔

ایات

دیکھ جو کہتا نہیں وہ بولا	حاضر و ناظر ہے عالم با خدا
جو کہ دیکھے حق کہے کیوں بنیال	آنکھ خود شاہی دیتی ہی بیال
جو کہ دیکھے وہ سے دائم خوش	غرق فی اللہ از بکر خوتا ہوش
جو خدا دیکھے خودی کرے قتا	حق کے استغراق میں دیکھے قتا
جو کہ دیکھے حق ہے اہل کرم	عارف باللہ ہے با فقر الم
جو کہ دیکھے حق سے ویانے خطا	با عیال دیدار دیکھے ہے حجاب
جو کہ دیکھے حق وہ کمال فخر	عارف و اصل ہے وہ نشہ فخر
جو کہ دیکھے اسکو ہے جوش و خروش	مست کوہ ہما کہاں ہی عقل و ہوش
دیکھتا ہے جو وہ ہے دائم حضور	اسکا ہر اک لمحہ بن جاتا ہے نور
جو کہ دیکھے حق دکھا دیے حضور	غرق فی التوحید کر دیے حضور
ہم سے گرے تھے کوئی اس کا نشان	ہو گیاں کیونکر نشان لامکاں
جا طلب دیدار کرے بے خبر	آنکھ کی ہر بات پیدا کر نظر

کل درجات کو اپنی تصوف اور قید میں لے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور کے طفیل بمقتضائے لا اللہ یکل مشی عظیم ہر کل و جز پر حاوی ہو جائے۔ پس اس جمعیت ذاتی کی تین قسمیں ہیں۔ اول جمعیت یہ ہے کہ عارف صاحب جمال کو مشاہدہ جمال لازوال ذات ذوالجلال حاصل ہو اس ذاتی مشاہدے میں جملہ صفات و اسما و افعال غرض جملہ مخلوقات کا نظارہ سالک کو حاصل ہو جائے۔ دوم جمعیت یہ ہے کہ سائل کا ذاتی نور تمام عالم و عالمیان کے لئے بمنزلہ جان اور بشل روح و روان بن جائے۔ اور تمام مخلوقات کے وفاتر نیک و بد اعمال اس کے اختیار لاتی اگلے صفحہ پر

یاد رہے کہ تین شخص گنہگار ہیں یعنی باطنی لغت اور دولت سے محروم اور بے لایب ہیں۔ ایک زلی منافی۔
دوم جھوٹا کاذب۔ سوم بے ایمان کافر۔ اولہ تعالیٰ۔ اے کاذب لا تقدر علی من احببت و لکن اللہ یبطل
من یشاء ترجمہ: اے میرے نبی صلعم ہر شخص کو جو توارادہ کرے ہدایت نہیں دے سکیگا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے
ہدایت پر لاتا ہے لیکن ہر مرض کا علاج ہوتا ہے۔ اور ہر قفل کی کنجی اور ہر شے کے لئے ایک حیلہ اور وسیلہ ہوتا ہے۔
لیکن ایک ایسا علم بھی ہے کہ ہر بے علاج اور ہر قفل کے لئے کلید اور ہر شے کے لئے حیلہ اور وسیلہ بن جاتا ہے۔
وہ کونسا علم ہے کہ جس کے پڑھنے سے یلیم طالب اللہ حیلہ مطالب حاصل کر لیتا ہے۔ وہ علم تصور حضور
اور علم دعوت قبور ہے۔

علم پر مغرور ہے اے عالم نادان فضول علم نے تجھ کو کیا ہے دور حق سے آجہول
گر تو کشف و ہدایہ رات دن پڑھتا ہے ہے عبت جب تک تو کچھ خدایت حاصل کئے

حدیث۔ من عرف ربہ فقد کل دسافہ۔ مرشد کامل تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے سبق علم معرفت اور درس دیدار
یتا ہے۔ اور دنیا سے باطل جیفہ مردار سے سبزر کر دیتا ہے۔ معرفت اور دیدار کا راستہ اسم اللہ ذات سے شروع ہوتا ہے
اور پھر اسم اللہ ذات میں ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حیلہ مراتب ابتدا و انتہا اسم اللہ ذات میں مندرج ہیں۔ حدیث۔ الہایۃ
ہو الذی جوع الی المبدأ جس طرح کہ ابتدا میں ہم خاک سے نکلتے ہیں۔ اور پھر خاک قبر میں چلے جاتے ہیں۔ حدیث
شریف میں آیا ہے کہ ٹوٹے ہوئے دل اور ٹوٹی ہوئی قبر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے۔ شکستہ دل وہ ہے کہ جو

اورا دے سے ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ خود اللہ تعالیٰ کی قید و قبض میں ہوتا ہے۔ سوم جمعیت یہ ہے کہ سالک جو کام کرتا
ہے۔ حضرت آقائے نامدار احمد مختار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنی امر اور اذن سے کرتا ہے۔ اور اس کے
تمام کام آنحضرت صلعم کی نظر اور توجہ سے سرانجام ہوتے رہتے ہیں۔

۱۔ حضرت سلطان العارفين نے اپنی تصنیف میں ان دو عملوں کو بہت سراہا ہے۔ اور حد سے زیادہ تعریف فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ
فرماتے ہیں کہ یہ عمل دونوں ہی دنیا کی تمام مشکلات کے لئے کلید ہیں۔ اور بے لایبوں کا لایب اور بد بخوت کا بخت ان دو عملوں سے
کھل جاتا ہے۔ ایک تصور اسم اللہ ذات حضور۔ دوم علم تقرب علم و دعوت القبور۔ فقیر کامل جب تصور اسم اللہ میں کامل اور عمل
دعوت القبور میں عامل ہو جاتا ہے تو اس کی نظر اور توجہ میں اللہ تعالیٰ کے کن کا نور آ جاتا ہے جس کام کا ارادہ کرتا ہے
اور جس مشکل کے لئے توجہ اور فکر اور اپنی لپیٹی ہمت سے متوجہ ہو جاتا ہے۔ اس کام کے قفل میں اس کی توجہ کن کی کلید بن کر
چڑھ جاتی ہے۔ اور وہ مشکل جلدی یا بدیر ضرور حل ہو جاتی ہے پس یہ دو عمل گنج دایں کے لئے بمنزلہ کلید ہیں۔ ان عملین کا
حصول بہت مشکل اور دشوار ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فیض فضل اور رحمت کے فوائد سے اس قدر پروردگار کو جانتے کہ غلبہ نور حضور سے مسکونہ دل پارہ پارہ
اور مضبوط قلب ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ اور دل کے پھول کی ہر ایک پتی گل گلاب کی طرح سرخ رنگ معطر
اور معنبر ہو۔ حدیث شریف: "ان الله لا ينظر الى صویرکم ولا الی اعدا لکم و لکن ینظر
فی قلوبکم و یناظرکم" اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ دلوں اور نیات کو دیکھتا ہے۔

مشاہدہ کیلئے دل کی آنکھ سے لازم
یہ آنکھ ظاہری عینک کی طرح ہی ہم
نظر جو حق پر ہے دل کی آنکھ ہو ناظر
وگرنہ رکھتے ہیں حیاں بھی دیدہ ظاہر

لیکن بسکستہ قبر وہ کہ اہل قبر اللہ تعالیٰ کے انوار وحدانیت میں پٹا ہوا ہو۔ اس بلاہ باطن علم غیب کا عالم صرف
عارف غیب دان اور غیب خواں باعیاں ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر دو مراتب بیان کا صحیح نشان پیش کرتا ہے۔ اور
لاہوت لامکان میں پہنچا ہوا ہے۔ مرتبہ غیب دانی اور غیب خوانی یہ ہے۔ کہ باطنی معاملہ ظاہر کے موافق دکھاو
اور ظاہر کو باطن سے بنائے۔ جو دل اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام کی تجلی دوام میں لپٹ جائے۔ ایسے ذاکر قلبی کے ایک
دم اور ایک بار کے ذکر کا ثواب تشریف سزا ختم قرآن کے ثواب کے برابر ہے۔ اس قسم کے ذاکر قلبی حضور
صاحب قلب نور کو کھانا نظر بانی کہتے ہیں۔

ذکر وہ ہے جس سے ملتا ہے خدا
میں یہ ذکر ہے حضوری خود نما
ذکر ایک نور ہے جو وسیلہ حضور ہے۔ اور علم بھی ایک نور ہے۔ اور اصلی علم وہی ہے جو کہ وسیلہ حضور
ہے جس مرشد سے روز اقل طالب مرتبہ حضور حاصل نہ کرے وہ مرشد لائق ارشاد نہیں ہے۔ اور
محض تصور شوق وجودیہ سے طالب صاحب حضور ہوتا ہے۔

شرح حضوری

بعض لوگوں کو جنونیت کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ بعض کو اپنے وہم اور خام خیال کی حضوری ہوتی ہے۔

۱۔ حضوری کسی خاص باطنی مقام اور غیبی مجلس میں حاضر ہونے کو کہتے ہیں۔ پس باطن میں انسان قسم قسم کا مرتبہ
اور جواستعداد رکھتا ہے۔ باطن میں اسی قسم کی حضوری اسے حاصل ہوتی ہے۔ سو حضوری دو قسم کی ہوا کرتی ہے۔ ایک نوری
دوم ناری۔ نوری حضوری ارواح انبیاء و اولیاء یا حضوری ملائکہ یا حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
یا حضوری شرف و یدرب اللعالمین میں حاضر ہونے کا نام ہے۔ حضوری ملائکہ میں سالک لطیف قلب کے ساتھ داخل
ہوتا ہے۔ اور حضوری ارواح انبیاء و اولیاء و الصالحین عارف لطیف روح کے جسے سے (باقی اگلے صفحہ پر)

ایسے لوگ ہمیشہ پریشان احوال رہتے ہیں۔ بعض کو دنیا سے وطن کی حضوری بعض کو حضوری نفس ہمیشہ اہل ہواؤ ہوؤں کو حضوری شیطان مثل تارک الصلوٰۃ احمق حیوان۔ بعض کو حضوری روح مثل تجلی روشنی لوح ہرگ میں موجزن مثل طوفان روح۔ بعض کو حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صائب دین قوی۔ بعض کو حضوری اہام مع دیدار قرب اللہ حضوری تمام۔ بعض کو غیب سے نگاہ۔ بعض کو غیب سے وہم۔ بعض کو غیب سے دلیل۔ یہ مراتب شہرگ سے بھی نزدیک تر کئے ہیں۔ قولہ تاملے سخن اقرب الیہ من جبل اوریل۔ یہ تجلی انوار قرب اللہ دیدار سے ہوتا ہے۔ مرشد کے دو مراتب ہوئے چاہیں۔ ایک ظاہر یا بندہ شرع متین دوسم باطن حضوری حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین کہ ظاہر طالبوں کو اسم اشرفیات میں مشغول کرے اور باطن میں مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں توجہ سے پہنچا دے۔ ظاہر صاحب کچھ غایت اور باطن میں کامل فقیر صاحب ہدایت اور سخی سے جدا نہ ہو۔

ایک ساعت سے

مثنوی

سایہ کی طرح تو اہل صحبت نور نہیں جاکر تامل کہ اس کو منظور نہیں
جب تجھ کو نہیں دعویٰ وصل خورشید اس سائے سے مل کہ اس سے بھی دور نہیں

طالب وصل کو سالہا سال ریاضت درکار ہے۔ لیکن طالب حق کو مرشد توجہ سے مقام وصال سے نکال کر یکدم فنا فی اللہ کے لازوال مقام میں غرق کر دیتا۔ یعنی اپنی ہستی سے فنا ہو کر حق میں بقا پاتی۔ اور ان ہر دو مراتب فنا و بقا میں وحدانیت حق بقا پاتی۔ یہ ہیں فقیر کے مراتب ابتداء۔ یعنی فقیر کا ابتدائی مرتبہ فنا ہے عرفی رضاء۔ الرضاء فوق الفضلاء۔ ترجمہ دو مرتبہ رضاء مرتبہ قضا سے بھی بالاتر ہے۔ جہاں فقیر عارف یا اللہ وحدت میں غرق

شامل ہوتا ہے۔ اور حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فقیر کامل حبیب نور کے اور لطیف نور کے ذریعے حاضر ہوتا ہے۔ اور حضوری شرف دیدار پروردگار میں ذاتی نور کے نور سے جیسے کے ذریعے مشرف ہوتا ہے۔ دو قسم ناری حضوریات کی مختلف قسمیں ہیں۔ بعض کو حضوری جنونیت غیب عالم کی حاصل ہوتی ہے۔ بعض حضوری شیطان اور شیطانی میں شامل ہوتا ہے۔ بعض کو حضوری اپنے وہم و خیال سے متشکل اور متشکل ہوا کرتی ہے۔ بعض کو باطن میں دنیا سے جہیز و اسکی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اور شیطان ہر قسم کی ناری ناسوتی تجلیات اور خوبصورت مجلسیں دکھا کر طائب کو فریاد اور مفرود کرتا ہے اور اس کے دل میں باطل وہم و گمان ڈال دیتا ہے۔ کہ یہ خاص مجلس ایسا، وا دیا، ہے۔ اور یہی دیدار پروردگار کا ہر حال انکہ وہ سب کچھ شیطانی دھوکے کی ٹٹی ہوتی ہے۔

بعض طالب تمام عمر اس غلط فہمی میں مبتلا رہ کر اپنی عاقبت برباد و تباہ کر دیتے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ ہر قسم کی ناری حضوری والے بھی اپنے آپ کو حق رسیدہ اور فائز المرام خیال کرتے ہیں۔

ہو جاتے۔ وہاں فنا، قضا اور رہنا والے نہیں پہنچتے۔ یہ ہے مقام قائمہ از وسعت۔ اور مغز و پوست۔ وہ شخص
مقام ہمزہ از وسعت و مراتب نویدل پہنچتا ہے۔ جو مقام وصل و حضور سے گزر جاتا ہے فقیر کو اس مقام پر پہنچنا
ضروری ہے جس شخص کا دل خون غلیظ غضب الہی سے پر اور مملو ہے وہ ہمہ تن بدکار اور بد خوئے ہے۔ زندہ قلباً
ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ میں دوام حضور ہوتا ہے۔ انسان کے وجود میں نفس مثل
یزید، قلب سعد سعید اور روح مثل بایزید ہے۔ اور انسان کی زندگی کی اصلی غرض علم لدنی اور مرتبہ نعم البذل
کے ذریعے حصول اسرار توحید ہے۔ لیکن مرتبہ نعم البذل کامل فقیر کی توجہ ہی سے جاسی ہوتا ہے۔ توجہ یعنی وجہ
رخ اور چہرے کو کہتے ہیں۔ صاحب توجہ کامل جس شخص کی طرف توجہ کرتا ہے اسے اپنے روبرو لاکر جملہ مطالب
اور مقاصد سے بہرہ ور کر دیتا ہے جو شخص اتنی توفیق نہ رکھتا ہو وہ توجہ اور نعم البذل کے مراتب سے بے خبر ہے
جس نے حاصل کر لیا نعم البذل ہے حیطہ ہر مقام اس کا عمل

ہر حقیقت جانتا ہوا خدا ہے سدا وہ ہم جلیس مصطفیٰ

جو شخص ان مراتب کو پہنچے وہ سر سے قدم تک نور ہو جاتا ہے۔ واضح ہو کہ علم راستے کی روشنی ہے اور بغیر
روشنی علم جاہل فقیر گمراہ ہو کر راستے سے ہٹک جاتا ہے۔ علم جان کا مولد اور معاون ہے۔ جاہل فقیر شیطان
سے بدتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستے کا راہزن ہے۔ لیکن علم دو قسم کے ہیں۔ علم ظاہر قال و بیان اور
علم باطن معرفت وصال و عیان ہے۔ وہاں کیا حاجت قال و بیان ہے۔ جو شخص نہ
واقف علم لقصوف عیان اور نہ عالم علم ظاہر فقہ مسائل بیان ہے۔ وہ فقیر نہیں بلکہ حیوان مطلق اور بندہ
نفس و شیطان ہے۔ حدیث۔ لا خرق بین الحيوان والانسان الا بالعقل والعقل ترجمہ حیوان
اور انسان میں فرق صرف علم اور عقل کا ہے۔ اور عقل بھی دو قسم کی ہے۔ ایک عقل کل دوم عقل جزئ۔ علماء
عامل اول فقر اکامل صاحب عقل کل ہوتے ہیں۔ اور اول دنیا منصوبہ ساز مغضوب حق و غاباز عقل جزئ رکھتے ہیں
علم کے تین حروف ہیں۔ ح ل ص۔ حروف عین سے عین (آنکھیں حاصل کرے اور عین حق کے
ساتھ واصل ہو۔ حرف لام سے لایحتاج ہو۔ اور حرف میم سے محرم امر پروردگار ہو۔ اور عقل کے بھی
تین حروف ح ق ل۔ حرف عین سے عاقل اعلیٰ ہو۔ حرف قاف سے صاحب قرب حق اور طاہر نفس
ہو اور حرف لام سے لائق لقاء رب العالمین ہو۔ حدیث۔ العقل حلة الانسان اور الانسان
حلة الرحمن۔ ترجمہ عقل انسان کا آئینہ ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کا آئینہ ہے۔

آئینے میں ہوتے ہیں۔ آئینہ سکندری، جام جہان نما، اور خاتم سلیمان علیہ السلام۔ لیکن ان
آئینوں کو روشنی، عزت اور شرف آئینہ فقر، آئینہ معرفت اور آئینہ مشاہدہ حضور سے حاصل تھی۔

پس اہل علم ہدایت و نہایت بھی خوشہ چین اہل ہدایت ہیں اور اہل ہدایت امیدوار اہل ولایت ہیں جو شخص بندۂ نفس و تابع ہوا ہے۔ اسے مراتب ابتداء و انتہا کی کوئی خبر نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے محروم اور بے نوا ہے۔ جو شخص ایسے مقام پر پہنچ جاتے کہ جس وقت چاہے مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر ہر سوال کا جواب یا صواب پائے۔ اسے کیا ضرورت ہے کہ اسم اعظم بدو شمع کے ساتھ ملا کر پڑھے اور کیا ضرورت ہے کہ خطوط لکھنے اور مثلث نسبت در نسبت پر کرے۔ ان باتوں کی ضرورت اس آدمی کو پڑتی ہے۔ جو ابھی ناقص ہے عمل اور خام نامکمل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب و حضور سے بہت دور اور ناکام ہو۔

چھوڑ دے اور ادھر دیکھ کر طلب اس سے عارف ہو گا تو باقرب ت

یہاں پر ہم اس اسم یا بندہ کی تھوڑی سی تشریح کر دینی ضروری سمجھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اسم بدو شمع اہل جفر کا اختراعی اسم ہے۔ کیونکہ اس کے تمام حروف زوج در زوج اور جفت در جفت ہیں۔ یعنی حرف ب کا عدد ۲، حرف د کا ۴ اور حرف و کا ۶، اور حرف ح کا عدد ۸ کے برابر ہے جن کا میزان کل $۲ + ۴ + ۶ + ۸ = ۲۰$ ہوتا ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اسم دو کو لانے اور محبت کے لئے الیر ہے۔ اس لئے اس کے مثلث بنانے کا سودا ہر توفیق باز کے سر میں سمایا ہوتا ہے۔ لیکن عدد بنی کے تین برابر حصے نہیں بن سکتے اور اس کا مثلث چونکہ مشکل اور محال ہے۔ اس لئے اس کے مثلث سمیرنے کے مختلف جتن کئے جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ اگر اسم بدو شمع کا مثلث ٹھیک طور پر تیار ہو جائے اور اس میں کسر بھی نہ آئے تو محبت کیلئے واقعی مثل الیر اور تیر بہت چیز ہے۔ چنانچہ بعض عامل اس کی خانہ پری نمبر کی طرح کرتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی گوشے کی ایک لائن میں کسر رہ جاتی ہے۔ گو باقی سب نسبت در نسبت ہیں۔ اور بعض لوگ اس کا یوں مثلث بناتے ہیں جو نقش نمبر ۲ میں دیا گیا ہے۔ اور بعض لوگ عدد اٹھاسہ کا مثلث بنا کر اس کے ہر خانے میں دو نقطے لگاتے ہیں۔ اس مثلث کی صحت کی توجیہ وہ یہ کرتے ہیں کہ عدد ایک (۱) تین نقطوں کا مجموعہ ہوتا ہے پس ہر خانے میں ۶ چھ نقطوں کا مجموعہ عدد ۲ کا منظر ہے۔ سو اس طرح مثلث نسبت در نسبت بن جاتا ہے۔ جیسا نقش نمبر ۲ سے ظاہر ہے۔

نمبر ۲

۶
۴
۱۰
۸

نمبر ۳

۹	۲	۷
۶	۴	۸
۵	۱۰	۳

نمبر ۴

۱۰	۲	۸
۴	۷	۹
۵	۱۱	۳

اسم بدو شمع تو ریت کا اسم اعظم ہے۔ اور یہ اسم واقعی بہت موثر ہے۔ لیکن اس کے پڑھنے میں پیشانی پر ہاتھ رکھنا اور پیشانی میں جھکی ہو داشت اور دقت آج کل کے لوگوں کا کام نہیں ہے۔ بعض لوگ ایسی باتوں کے بتانے میں (باقی اگلے صفحہ پر)

کامل وہ ہے کہ اگر چاہے تمام جہان کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے موت اور ہلاکت کے گھاٹ اتار دے اور اگر چاہے جملہ جہان کو فیضِ باطنی اور ظاہری سے بہرہ ور فرما دے۔ عالم اہل قبل و قال بائکل عاجز اور محتاج سوال ہے۔ عارف صاحب مشاہدہ احوال ہے خادم ذکر فکر کے نشے میں مست خیال ہے۔ جاہل ہمیشہ اہل سوال اور فقیر و المی صاحب مشاہدہ جمال الہی و متعال ہے۔

علم حاصل کر کے تو پاسے خدا جن ہے جاہل اور شیطان غا

علم کے تین حروف ہیں اور ان تین حروف کے مطابق تیس پاسے قرآن کے بنائے گئے۔ چنانچہ تیس حروف کے جوڑ توڑ سے جملہ قرآنی آیات ناسخ، آیات منسوخ، آیات وعدہ، آیات وعید، آیات قصص الانبیاء، آیات امر معروف اور آیات نہی منکر وضع ہوئے جو تمام کونین زیر و زبر کی خبر دینے والے ہیں۔ جو مرشد روزِ اول طالب اللہ کو حقیقی و فضل کے ذریعے اس علم کی تعلیم نہ دے۔ اور حضور سے متیقن نہ تجھے۔ وہ پیر مرشد احمق ہے کیونکہ کوئی جاہل فقیر اور ولایت کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ حدیث شریف قل خیرا واکفا مسکت ترجمہ "اگر تو بولنا چاہے تو خیر کی بات کہہ ورنہ خاموشی اختیار کر" حدیث شریف من صلح لآخرہ المسلف فی وجهہ نکالنا ذنبہ بلا مسکین ترجمہ "جس نے اپنے مسلمان بھائی کی اس کے سامنے تعریف کی تو یا اس نے اسے بغیر چھری کے ذبح کر ڈالا" حدیث شریف حثونی وجہ المداہین التواب ترجمہ "اپنی تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو"۔

اگر کسی شخص سے دعوت و رد و ظالیف کا عمل جاری نہ ہو اور ذکر فکر سے وجود کو فائدہ اور تاثیر نہ ہوتی ہو۔ اور تو جبر و تصور سے اپنے مقصود کو نہ پہنچے اور تفکر و تصور قابو میں نہ آئے۔ اور جو کچھ باطن میں نظر آئے اس کا ظہور ظاہر میں نہ ہو۔ اور سد سکندری کی طرح حجاب حائل نظر آئے۔ یا اگر کوئی شخص دعوت سے رجعت کھا کر ذکر فکر سے دیوانہ ہو گیا ہو یا اس احمق نے فیر کی نظر سے چوٹ کھائی ہو۔ یا اگر کوئی منفس کنگال مرتبہ شامی یا معرف الہی کا خواہاں ہو۔ یا اگر کسی شخص کا نفس سرکش ہو یا باطنی قند و فساد سے بد اعتقاد کرے۔ یا اگر کسی شخص کو علم یا فیض کا ملکہ نہ ہو اور اسے کسی طرح علم یا فیض نہ کھلے یا اگر کسی کے چاروں طرف خوشخوار جانی دشمن ہوں اور ان سے بچنے کی کوئی صورت نظر نہ آئے۔ یا اگر کسی شخص کو کوئی لا علاج مرض لاحق ہو۔ اور اس سے

بہت بخل کرتے ہیں۔ بلکہ بعض نے ہمارے ان اصرار کے اظہار پر بھی ناراضگی ظاہر کی ہے۔ کہ ایسی باتیں عام کر دینی اور نااہلوں کے آگے کھول کر رکھ دینی حکمت کے منافی ہے۔ لیکن خلق خدا کے نفع کے لئے کسی چیز کو چھپانا مناسب نہیں سمجھتے۔ اور بہر حال بخل سے کسی کی بہتری بہتر ہے۔

یہ سب مذکورہ بالا مرادیں اور مقاصد فقیر ولی اللہ سے یک دم حاصل ہو جاتی ہیں فقیر ولی اللہ کامل وہ ہے جو کہ تصور اسم اللہ ذات حضور میں کامل ہو۔ اور وہ جو کلمہ علم و معرفت میں عامل ہو۔ جملہ فرض ایک فرض میں اور تمام سنتیں ایک سنت سے اور کل واجب و مستحب ایک ہی واجب و مستحب کے اندر مشدود کھا دیتا ہے۔ اور جملہ علوم و علم فقہ مسائل ایک ہی مسئلے میں معلوم کر دیتا ہے۔ عرض جملہ علم فضیلت جو قید تحریریں اس کے ہیں اور تمام درجات عظمیٰ اور دولت و سعادت کبریٰ ایک ہی ساعت میں فقیر عالم باللہ واصل سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ بہت علم پڑھنا فرض نہیں ہے۔ مگر جو کچھ علم فرض کی متعلق اسلام ہے۔ اتنا پڑھنا کافی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے دُعا اور گناہ سے باز آنا اور ہر قسم کی غیر آرزو سے نفس و دُعا سے باہر آکر اللہ تعالیٰ کے قرب اور معرفت کو پہنچا فرض عین ہے۔ قدیم اور یہی ہے شاہراہ عظیم صراط المستقیم اور ابدی فلاح نذیرِ قلب سلیم اور جانِ حق سلیم اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ قل هو الله احد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد۔ تہ دل سے پڑھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلعم اشارتِ توحید الدنیا راس کل عبادۃ و حب لہ فی دار ارض کل خطیئۃ۔ ترجمہ، دینا کا ترک کرنا ہر عبادت کا سر ہے۔ اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کا سر ہے۔ یعنی ترک دنیا اور حب مولانا جملہ عبادات و ہدایت کا سر ہے۔ اور دنیا کی محبت تمام فتنوں اور فسادات کی جڑ ہے۔ وہ لوگ نہایت احمق ہیں جو اس سرمایہ ضلالت کو ہدایت سمجھتے ہیں۔ لیکن کیا کریں وہ تاریک دل اور کوہِ چشم ہیں۔ عالم عال وہ ہے کہ علم کے نور اور دل کی طاقت سے ہمیشہ مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلعم میں حاضر رہے۔ اور وہاں سے علم و ہدایت حاصل کرے۔ اور فقیر کامل وہ ہے کہ دن رات تمام حالات عالم حیات اور عالم ممات کا تماشا اور نظارہ دل و معرفت قبول اور وقت قرب اللہ حضور سے کیا کرے۔ قولہ تعالیٰ ۞ حِیْثُ مَکْفُورٌ بِاللّٰهِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاکُمْ ثُمَّ لَمَبْسَکُمْ ثُمَّ حِیْثُ مَکْفُورٌ بِاللّٰهِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاکُمْ ثُمَّ لَمَبْسَکُمْ ۚ ثُمَّ حِیْثُ مَکْفُورٌ بِاللّٰهِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاکُمْ ثُمَّ لَمَبْسَکُمْ ۚ ثُمَّ حِیْثُ مَکْفُورٌ بِاللّٰهِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاکُمْ ثُمَّ لَمَبْسَکُمْ ۚ پھر تم کو اس میں طرح فقا کر دیا۔ اور پھر زندہ کر ڈالیا پھر تم اس کی طرف لوٹا دیتے جاؤ گے۔

فقیر زندہ جان، زندہ زبان، زندہ دم، ثابت قدم، زندہ دل، زندہ روح، زندہ سخن، مردہ نفس، مردہ جسد، مردہ جگر اور مردہ طبع ہوتا ہے۔ اس قسم کا فقیر اللہ تعالیٰ کے مشاہدے میں دوام حاضر ناظر ہو جاتا ہے۔ اس کا حق جملہ مخلوق اللہ کے خاص و عام پر ہوتا ہے۔ ہر قسم کا لقمہ ظاہر اندر و باہر جو بھی وہ اپنا مقسیم کھاتا ہے۔ اس کے لئے جائز ہوتا ہے۔

بعض لوگ صاحب پرہیز ہوتے ہیں وہ کھانے پینے میں سخت احتیاط برتتے ہیں۔ اور کوئی مشتبہ چیز نہیں کھاتے۔ اور طریقت کے بارہ سال تک ایک لقمہ حرام اور مشتبہ اپنے اندر نہیں جانتے دیتے۔ بلکہ بعض کی نسبت یہاں تک بھی سنایا گیا ہے۔ کہ اگر اتفاقاً آواز کے اندر کوئی حرام یا مشتبہ چیز چلی جاتی ہے۔ تو وہ فوراً قے کو دیتے ہیں۔ اور حرام چیز ان کے اندر قرا نہیں پکرتی۔ بعض اہل پرہیز یا صوفی آدمی کے ہاتھ سے کھانا اور روٹی پکواتے ہیں۔ بعض سخت احتیاط والے اس کے لئے مین دن (باقی اگلے صفحہ پر)

جس سے اس کا حق ساقط ہوتا ہے۔ کیونکہ فقیر واصل جس کی اصل اسم اللہ ذات سے وصل ہو کر مل جاتی ہے وہ اپنے جملہ احوال و افعال میں جمال الیز و متعال اور اللہ تعالیٰ کے وصال میں محو اور غرق رہتا ہے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک تمام خلق اللہ اس کے نصرف اور قبضہ میں ہوتے ہیں۔ اس کی برکت سے جملہ آفات اور بلیات سے محفوظ اور مامون رہتے ہیں۔ اس لئے تمام مخلوق پر اس کا حق اور سب کی کمائی میں اس کا حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے جو کچھ جہاں سے بکھاتے اس کیلئے حلال ہے چونکہ عارف کامل مجسم نور جلال ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے خلق میں ہرگز فقرہ حرام داخل نہیں ہوتا۔ اور جو کچھ وہ دیکھ بھال کر کھاتا ہے۔ اس کے لئے حلال ہوتا ہے۔ چاہے ظاہر میں لوگوں کے سامنے وہ فقرہ ناجائز اور حرام بھی ہو۔ اور عارف فقیر کی ہر بات سچی و صحیح ہوا کرتی ہے۔ اگرچہ عوام کے نزدیک وہ غلبہ مستی و حال کے طور پر عجیب و غریب ہو۔ واصل فقیر کی ہر بات اللہ تعالیٰ کے قرب اور وصال سے ہوا کرتی ہے۔ اور اس کی خلق میں پاکیزگی کی وجہ سے حرام فقرہ داخل نہیں ہو سکتا۔ فقیر کا پیٹ نور کی طرح ہوتا ہے۔ وہ آتش شوق سے جو کچھ بھی کھاتا ہے۔ جل کر نور ہو جاتا ہے۔ اور خواب میں فقیر مشرف دیدار حضور ہوتا ہے۔ اور بیداری میں باطن معور ہوتا ہے۔ کیونکہ فقیر کامل نافع المسکین مثل آفتاب فیض بخش عالم میں مشہور ہوتا ہے۔

کامل ہوں بابت ایت اکل ہوں باکرم	جو دیکھ لے تجھے اس میں نہیں ہو غم!
کافور لا کھنم ہوں ترے دیسے مرے	غم اس کو ہو سدا جو طلب غیر کی تجھے
قریب دایں غم نہیں ہرگز فقیر کو	دنیا کی عز و جاہ ہے لعنت امیر کو
دنیا نزل کا گھر ہے درم و دام درہل	جو ترک کرتے ہیں اسے بشک مرہل
جب جان اس جہاں چلے وہ جہاں ملے	حبس جہاں جان چلے لامکا ملے

موت اور روزہ وصال کا رکھتے ہیں یعنی تین دن متواتر کچھ نہیں کھاتے پیتے۔ بعدہ تین روز کے کچھ کھاپی لیتے ہیں۔ اور یہ مسئلہ ہے کہ تین دن متواتر فاقہ کرنے کے بعد اگر ہم چیز بھی کھالی جاتے تو حلال ہو جاتی ہے۔ بعض اہل پیر آدمی کے اندر اگر فقرہ حرام یا مشتبہ داخل ہو جاتے اور وہ قرار رکھتے تو ان کی باطنی صفائی اور کشف میں فوراً فتنہ واقع ہو جاتا ہے۔ لیکن لاکھوں میں بعض مالک مالکی ذاتی فقیر ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کا وجود اللہ تعالیٰ کے شوق اور اشتیاق کی آگ سے خود اور بھٹی کی طرح بھڑکتا رہتا ہے جو فقرہ بھی ان کے اندر جاتا ہے۔ اس کی حرمت اور خجاست زائل ہو کر نور بن جاتا ہے۔ خواہ وہ فقرہ ازوجہ حلال ہو یا ازوجہ حرام ان کا وجود دریا کی طرح نور محیط ہوتا ہے کوئی ناپاکی اس میں پڑھائے وہ کدوا دیہ نہیں ہوتی۔ دوم تمام خلائی پران کا حق ہوتا ہے۔ آسمان ان کی برکت سے بارشیں برساتا ہے۔ اور زمین مسزہ اگاتی ہے۔ اور جملہ ظاہری اور باطنی آفات ان کے دم اور قدم کے طفیل دنیا سے رفع دفع ہوتے رہتے ہیں۔ تمام جہان والوں پر ان کا حق (باقی اگلے صفحہ)

جو فقیر فنا فی اللہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے قرب میں غرق ہو جاتے اسے صاحب انتہا اہل الوصول کہتے ہیں۔ اس کی نظر قبول تصور تصرف قبول، توجہ فکر قبول، دلیل آگاہ قبول نظر نگاہ قبول اور ہم و خیال قبول ہے۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے۔ جن شیطان، نفس خبیث، دنیا جنس اور راسخین الین سے بھی بدتر اور درشت تر و جاہل مجہول ہے کیونکہ سہرات اور ہر کام جو بھی وہ کرتا ہے محض حسب خواہش نفس و ہوا خلاف رضا و خدا نامقبول ہے۔ فقیر ایک ایسا مہر کہہ سکتا ہے کہ اسے اللہ کے در و محبت کا داغ دماغ میں لگا رہتا ہے۔ ایسے شہباز عارفوں کی حقیقت ذرا غریبا جاننے تمام مرتبے، حیلہ مناہب کل علوم اور حکمتیں اور کیمیا کے سارے خزانے اور یہ سب حالات ایک دم میں اور ایک قدم پر طالب اللہ کو حاضرات سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ کہ طالب کے دل میں کسی قسم کا غم اور ارمان باقی نہیں رہتا چنانچہ تین قسم کی حاضرات تیس حروف تہجی میں ہیں۔ اور تالیف طرہ کی حاضرات خود ذوق نامول میں ہیں۔ اور ہر

خانیق ہوتا ہے۔ غرض ہر خاص و عام کے مال اور رزق میں اس کا حصہ ہوتا ہے۔ اور جہاں سے جو کچھ بھی وہ کھائے اس کے لئے حلال ہوتا ہے۔ مثلاً ہر کر اللہ بود و ذرا نہ حلال آنچہ داند سے خود برد حلال مالک الملک بود عارف فقیر حق شود بر کل و جز حاکم امیر

حاضرات کی بہت قسمیں ہیں، حاضرات ذات، حاضرات صفات، حاضرات اہل حیات، حاضرات اہل ممات، حاضرات ہر وہ ہزار عالم مخلوقات، حاضرات جنات، حاضرات اہل کوین غوث، قطب، اقطاب، ابدال، اہل تصرفات، حاضرات جمیع انبیاء و اولیاء و صلحاء و الشہداء روحانیات، ارواح فلک و عرش و کرسی و مکانات مذکورہ بالا حیلہ حاضرات اور اس کے علاوہ دیگر حاضرات کی کلیدیں ان چھ اسماء کے تصورات ہیں۔

اسماء یہ ہیں۔ اللہ - للہ - هو - محمل - فقر - ان چھ اسماء کے حروف اٹھارہ ہیں۔ اور اٹھارہ ہزار مخلوقات ان اسماء کی قید میں ہیں۔ کہ جن میں چھ ہزار انواع ہوا میں اڑنے والے ہیں۔ اور چھ ہزار پانی میں اور چھ ہزار خشکی پر رہائش رکھتے ہیں۔ اسی طرح باطن میں فوری، ناری اور خاکی غیبی مخلوقات بھی ان کے تصرف میں ہیں۔ اس کے علاوہ چوبیس قسم کی حاضرات کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے چوبیس حروف ہیں۔ دن رات کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں اور دن رات میں انسان اوسطاً چوبیس ہزار دوسو سالن لیتا ہے۔ اور تیس قسم کی حاضرات تیس حروف تہجی میں ہیں۔ اور ان کے مطابق پہننے کی تیس تاریخیں مقرر ہیں۔ اور تالیف کے معنی ایک کم سو قسم کی حاضرات اللہ تعالیٰ کے تالیف اسماء صفات میں مندرج ہیں۔ اور نیز قرآن مجید کی ہر آیت ایک نئی قسم کی حاضرات کی کلید ہے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بیسٹ اسماء میں جن کا علم محض اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ کے فیض لطیف شکر کی حاضرات کی جاتی ہے۔ و ما یعلم جزو ربك الا هو اور نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کے شکروں کو سوائے اس کے اور کوئی شخص، (باقی اگلے صفحہ پر)

ایک یات قرآن اور ہر حدیث نبوی و حدیث قدسی میں حضرات ہے۔ اور حضرات کمر طیبات میں جملہ درجات ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات قافی اللہ حضرات اذا الامر الی اللہ فواللہ حضرات قافی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات ملاقات انبیاء و اصفیاء اللہ، حضرات جملہ عنایت قطب و لیاہ اللہ اور حضرات ملاقات جملہ مجتہدین و اسکندرین متین جو شخص مذکورہ بالا حضرات کا عمل جانے وہ کل مخلوقات اور تمام کائنات کی ارواح اور تمام متوکلات ملکہ اور کل جنات کو جس جگہ جس وقت چاہے حاضر کر سکتا ہے۔ اور جس مقام ناویدہ یا مدیہ کو فوراً پہنچا چاہے پہنچ جاتا ہے جو شخص ان حضرات کے راستے اور طریقے نہ جانے وہ نہ عالم ظاہری میں عالم عامل ہے۔ اور نہ معرفت توحید میں فیر کامل ہے۔ بلکہ نفس کا زیر بار مثل حامل ہے۔ لا حول وکوة الا باللہ العلی العظیمہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمہ لیس اللہ الرحمن الرحیمہ هو الاول والاخر والظاهر والباطن۔ لیس کلمہ شئی و هو المسیح العلیہ ترجمہ وہ اقل ہے اور وہ آخر ہے۔ اور وہ ظاہر ہے اور وہ باطن ہے۔ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ اور وہ ہر چیز سننے اور جاننے والا ہے۔

ان چار مراتب کنہ و حدایت اوہریت حقیقت معرفت حقیقی اور باطن حقیقی کو وہ شخص پہنچتا ہے جو صدیق کا مرتبہ صدیقی رکھتا ہو۔ اور جملہ ماسوی اللہ کو دل سے مٹا دے اور اللہ تعالیٰ کی لذت دیدار میں چار جسمانی لذتوں کو بھلا دے۔ چار ظاہری لذت یہ ہیں۔ اول لذت کھانے پینے کی۔ دوم لذت شہوت جماع۔ سوم لذت حکومت بادشاہی۔ چہارم لذت مطالعہ علم نیک گاہی۔ جب عارف باللہ تصور اہم اللہ ذات کی باطنی چاشنی چکھ لیتا ہے اسے پھر یہ ظاہری فانی لذات پسند نہیں آتیں۔ بعد ازاں اسے درگاہ رب الارباب سے صادق کا خطاب مل جاتا ہے۔ قلک تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا کوذ مع الصادقین۔ اول طالب ہر ایک ظاہر باطن مرتبے کو آزمائے دیکھے۔ بعد ازاں معرفت اور فقر میں قدم رکھے کہ اس کا یقین درست ہو جائے۔ اور دنیا و آخرت میں کہیں بھی ناکام و نادم نہ ہو۔ کیونکہ اول طالب کو مشاہدۃ الہیہ و دیدار ہوتا ہے۔ تب اسے درست اور صحیح اعتبار ہوتا ہے۔ اول طالب مشاہدین ہوتا ہے۔ پھر اہل یقین ہوتا ہے۔ اول انما د چاہیے پھر اعتقاد و اول مرتبہ خاص پائے پھر اخلاص ملتا ہے۔

قلک تعالیٰ و عند ما مقام الخیب کا یعلیٰ ہوا اور اللہ تعالیٰ کے قبض میں ہیں غیب کی کنجیاں اونہیں جاتا سوائے اس کے اور کوئی جو شخص اللہ تعالیٰ کے اہم اعظم یعنی ذاتی اسم کے تصور، تعریف، فکر اور توجہ میں کامل ہو جاتا ہے وہ ہر قسم کی حضرات کر سکتا ہے۔ اور ہر شے ہزار مخلوقات علوی سفلی، نامی، نوری اور خاکی جملہ اہل حیات اور اہل ممات کی حضرات پشت ناخن یا ہاتھ کی ہتھیلی پر کے جملہ مخلوقات کا تماشہ اور نظارہ کرتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز ط

جب جان اس جہاں چلے وہ جہاں
جب اس جہاں جان چلے لا مکاں!
جو اولیا میں آنکھ ہے تو نین غلط
ہے قریب حق سے قدرت کاملی نہیں
قولہ تعالیٰ۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ ترجمہ: "خبردار! اولیاء کو کسی چیز
کا خوف نہیں اور نہ کسی بات کا غم ہے۔"

باب پنجم علم و معرفت

اس کتاب تفسیر التفسیر کے مطالعے سے طالب نفس پر غالب میر۔ فتانی اللہ فقیر اور روشن عنبر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اس کو اس
روز الست کی ہے۔ اَلَا اِنَّ كَمَا كَانَ "اب بھی ویسا ہے جیسا پہلے ہی تھا" یہ علم حق الحق آیات قرآنی اور کلمات ربانی سے
ماخوذ ہے کیونکہ قبیل وقال ربانی، تمام احوال روحانی، کل علم علوم عیانی اور سب مراتب لاہوت لا مکانی قرآن کے اندر موجود
ہیں قولہ تبارک: "وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يُعْلِمُهَا اِلَّا هُوَ وَيُعْلِمُهَا فِي الْكِتَابِ وَالْحِجَابُ عَنْ رُوحِهِ اسْمَا
يُعْلِمُهَا وَلَا حِجَابَ فِي ظِلْمَتِ الْاَرْضِ وَلَا رُطْبٌ وَلَا يَابِسٌ اَلَا فِي كِتَابٍ مِّبِينٍ طَرَجْمہ: اسی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں۔
سوئے اس کے نہیں کوئی نہیں جانتا۔ وہی جانتا ہے جو شکی اور تری میں ہے۔ اور جو پتہ درخت سے گرتا ہے۔ اس کا علم اللہ تعالیٰ
کو ہے۔ اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندر ہے۔ اور نہ کوئی تر اور خشک چیز دنیا میں ہے۔ مگر اس کا حساب اللہ تعالیٰ کی کتاب
مبین (روح محفوظ) میں مرقوم اور مندرج ہے۔ اور تاجی علم نفس حدیث، علم توحیدیت، علم انجیل، علم زبور اور وہ جملہ
علوم جو عرش و کرسی اور لوح محفوظ پر مرقوم ہیں اور کونین کے جملہ کل وجہ علوم لوح ضمیر یعنی دل کی تختی پر ایک نقطے کی طرح معلوم
ہو گئے ہیں جس وقت لوح ضمیر کا سودا سودا بذریعہ اہم اللہ ذات علم باطنی سے کھل جاتا ہے تو محض الف سے ہی الفت
علوم معلوم ہو جاتے ہیں عمل کیلئے بس یہی ایک علم کافی ہے۔ اور اس کے ماسویٰ جس قدر علوم میں محض ذریعہ معاش اور باعث
کسب روزگار لذت نفس اور ہوا و ہوس ہے لیکن عامل اور کامل مرشد کی عطا سے بنتے ہیں۔ الطالب عند المرشد
کاملیت میں یدی الغاسل۔ ترجمہ: طالب مرشد کے سامنے اس طرح بے اختیار ہو جس طرح عنسآل (مردہ شور) کے سامنے
مردہ ہوتا ہے۔ "اے طالب! اگر تو سچا طالب ہے تو اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے۔ مردہ کی مانند ہو جا۔ اور کسی قسم کا
دم نہ مار تاکہ میں تجھے معرفت کا غسل دے کر شیطانی آلائشوں سے پاک کر دوں۔ میں اسی نیک کام کا خواہش مند ہوں۔"

اور ایک مکمل مرشد اور راہبر کی حیثیت سے طالبی اور مرشدی کے تمام مقامات اور منازل سے پوری طرح واقف ہوں
اسی نیک جذبہ کے زیر اثر میں سالہا سال طالب کی طلب میں رہا ہوں۔ لیکن افسوس میں نے کوئی ایسا
طالب صادق نہ پایا جو لقاء الہی کے لائق اور قابل ہو۔
اے کیمیائے سیم و زر کے طالب! تجھے کوئی کیمیا درکار ہے۔ اور تیر کوئی کیمیا پر اعتبار ہے۔ کیمیاء دو

صہ کیمیا و قلم کی ہیں۔ ایک کیمیا ہر معنی ہونا چاندی بنانے کا علم۔ دوم کیمیا، نظر کہ جس کے ذریعے مرشد کامل طالب ناقص کے میں وجود
کو قیمتی خالص سونے کی طرح کر دیتا ہے۔ اور بازار آخرت میں ایسے وجود کی بڑی قدر اور قیمت پائی جاتی ہے۔ کیمیائے ہر معنی ہونا
چاندی بنانے کا سودا سے خام بہت لوگوں کو خصوصاً مولویوں۔ صوفیوں۔ قرآن کے حافظوں اور اسی قماش کے مفت خور اور
کام چور اشخاص کو ہمیشہ دلائیے رہتا ہے۔ اور اپنی عمر گراں نایہ اور کل اثاثہ اور اندوختہ اسی ہوس کے نذر کر دیتا ہے۔ اور آخر نام
نامراد خالی ہاتھ دنیا سے چلا جاتا ہے۔ اس لئے ہماری نصیحت اس کتاب کے ناظرین کے لئے یہی ہے۔ کہ اس نامراد ارادے
اور خام خیال کے نزدیک نہ بھٹکیں کیونکہ یہ کام نہایت مشکل۔ سخت دشوار اور تقریباً محال ہے۔ اگر کوئی شخص تمہارے سامنے ہونا
بنکر دکھائی دے۔ تو اسے مداروں کا کھیل اور کرتب اور ہاتھ کی صفائی سمجھنا چاہیے۔ جب ہر ادل تمام شایوں کے سامنے دن
کی روشنی میں ایک مداری کئی چیزیں پیدا کرتا اور گم کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی سب لوگ جانتے ہیں کہ یہ ہاتھ کی صفائی ہے پھر بھی محسوس
نہیں کر سکتے۔ تو بھلا ایک تارک یک گوشے میں آگ کے اندر کیمیا کا مداری کیا کچھ نہ کر سکتا ہو گا۔ یہی بات کہ آیا کیمیا کا وجود بھی
ہے یا نہ۔ ایک مثل مشہور ہے۔ کہ کاٹھ کی ہنڈیا صرف ایک بار چڑھتی ہے مگر کیمیا کا وجود نہیں ہے۔ تو صبر ہا برس سے یہ
سلسلہ کیوں قائم ہے۔ اگر یہ محض ڈھکوسلا اور ہاتھ کی صفائی ہے تو آج تک یہ بھانڈا کیوں نہ پھوٹا۔ اور یہ راز طشت اند
ہام کیوں نہ ہوا۔ اور صدیوں سے بھی کیمیا گری کی بے بنیاد حقیقت بے نقاب کیوں نہ ہوئی۔

واقعہ یہ ہے۔ کہ حرص اور طمع انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ اور سالہا سال کی خاک رانی اور شجہہ بازوں کی مکاریاں اور
عیاریاں سمجھدار انسان کو تلافی مافات کے لئے اس راستے کا شکاری اور مہوسی کا ایک ماہر کا نڈار بننے پر مجبور کر دیتی ہیں۔
لیکن ان باتوں کے باوجود بہت کامل عارفین اور مکمل محققین اور بزرگان دین خصوصاً ہمارے باطنی روحانی مربی حضرت
سلطان العارفینؒ اپنی تصانیف میں اس علم وفن کے وجود کے قائل ہیں۔ اور اس کے علاوہ آج کل کے علم سائنس کے ماہرین
نے بھی ماہیت قلب یعنی ایک چیز سے دوسری چیز کے بن جانے کا امکان ثابت کر دیا ہے۔ ہم اگر اس موضوع پر سیر حاصل بحث
کریں تو ہمارے اس کتاب کے کافی اوراق اس بحث کے تدریجاً جائیں گے۔ لیکن ہم یہاں اختصار کے طور پر موجودہ
سائنس کے ایک اہم اور ضروری مسئلے سے اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔ کیونکہ موجودہ سائنسی فکر ایجادات ان معلومات کی
صدقہ کی بہترین اسناد ہیں۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

ہیں۔ ایک کیمیا ہنر حصول دنیا مردار۔ دوم کیمیا تھے نظر شرف دیدار پس دیدار کے لئے کوستا علم اور راہ اور کوئی دلیل آگاہ اور کوئی نظر نگاہ ہے۔ من لے اسے جاہل عالم۔ اسے عارف واصل عامل! اس آیت قرآنی سے دیدار کے امکان کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ قول تفسیر۔ ومن کان یوجوالقاء ربہ فالیحصل عملاً صالحاً و ترجہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے دیدار کی آرزو ہو پس وہ عمل صالح اختیار کرے۔

آج سے پچاس سال پہلے دنیائے سائنس میں یہ بات مسلم تھی کہ دنیا کے تمام مرکبات اور اجساد کے سب سے چھوٹے ذرے کو مولی کیول کہتے ہیں۔ دراصل مولی کیول بھی بجائے خود ہزار ہا چھوٹے چھوٹے ذرے کا جنہیں ایٹم کہتے ہیں۔ مجموعہ ہوتا ہے۔ اور مولی کیول ذرے کے خواص ان ایٹمز کے شمار اور اختلاف پر ہی نہیں بلکہ ان کی طرز اجتماع پر منحصر ہوتے ہیں۔ پس جس چیز کے مولی کیول میں ایک ہی قسم کے ایٹمز ہوں اسے مفرد کہتے ہیں۔ اور جس چیز کے مولی کیول میں مختلف قسم کے ایٹم ہوں اسے مرکب کہتے ہیں۔ مفرد چیزیں دنیا میں تقریباً تو کے قریب مانی جاتی ہیں۔ مثلاً لوہا۔ کوئلہ۔ سونا۔ چاندی اور آئین وغیرہ۔ مولی کیول کے قدر قامت اور جسامت کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا ہے۔ کہ فرض کرو تمام سطح زمین پگھلیں بچا دی جائیں۔ پھر جس قدر گیدیں سطح زمین پر پھینکی اتنی ہی مولی کیول کی تعداد پانی کے ایک قطرے میں ہوتی ہیں۔ ایٹمز اور بھی چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور ذرات اور حجم میں بھی بہت کم ہوتے ہیں۔ اب فرض کیجئے کہ ہم نے سونا بنانا ہے۔ تو ہمیں ایسے مولی کیول اکٹھے کرنے ہونگے جن میں خالص سونے کے ایٹمز ہوں۔ گذشتہ زمانے کے سائنس دانوں کا یہ خیال تھا کہ ایٹم کا ذرہ حقیقتاً ہے۔ اور اس سے زیادہ چھوٹے ذرے کے وجود کا امکان نہیں ہے۔ لیکن آج کل کے سائنسدانوں نے ایٹمز کی ساخت کے سلسلے میں جو معلومات حاصل کئے ہیں۔ اس نے سائنس کی دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ ریڈیو۔ لکسکی اور وائرلس وغیرہ ایجادات اپنی معلومات کے صدقے میں ہوتی ہیں۔ اور اب یہ بات مسلم ہو گئی ہے کہ ایٹم کا ایک باریک ترین اور ناچیز ذرہ بجائے خود ایک کائنات ہے۔ ایک دنیا ہے جس میں ایک مرکزہ سورج کی طرح موجود ہے اور جس کے ارد گرد ہزاروں اور لاکھوں ذرے نظام شمسی کی طرح حرکت اور رقص کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان حقیقت بنیاد کی صداقت بیان کر رہے ہیں۔ و تری الجبال تحسبہا جامداً وھی تمزک السحاب صنع اللہ الی اتقن کل شیء طریحہ۔ اور تو جب پہاڑوں کی طرف دیکھتا ہے۔ تو تجھے ٹھوس جامد معلوم ہوتے ہیں لیکن وہ بادل کی طرح حرکت اور رقص کر رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کائیگی ہے کہ اس نے ہر چیز کو ساکن اور قرار حالت میں قائم کیا ہوا ہے۔

غرض ایٹم کے ایک ذرے میں ایک مرکزہ ہوتا ہے۔ جسے نیوکلئس کہتے ہیں۔ اور اس کے ارد گرد ہزاروں بلکہ بے شمار برقی ذرات الیکٹرونز حرکت اور رقص کر رہے ہیں۔ نیوکلئس اصل جو اس بجلی کا مسکن، مرکزہ اور صدر ہے۔ یہ خود بھی ایک متنازعہ کی بجلی کے ذروں کا مجموعہ ہے۔ جو اپنے ارد گرد دھیرے دھیرے الیکٹرونز یعنی بجلی کے ذرات کو اپنی برقی طاقت سے پکڑے (باقی نکلے صفحہ پر)

عمل صالح معرفت اللہ کی طرف رجوع لانا ہے۔ اور شرک کفر عمل طالح اللہ تعالیٰ سے انحراف کرنا ہے۔ اب جو راستہ تو چاہے اختیار کر۔ واضح ہو کہ جو شخص علم و فصیلت ظاہری زبان سے بہرہ مند ہو لیکن تقدیر حق دان اور علم باطن سے بے خبر ہے وہ مطلق حیوان تابع و شیطان ہے۔ اگرچہ وہ ظاہری زبان سے علم نفس و حدیث پڑھتا ہے لیکن باطن میں اس کا نفس دیو جابل خبیث اور منافق ابلیس میٹھا رہتا ہے۔ بعض لوگوں کا نفس درجہ بدرجہ کافر، منافق، مشرک، کاذب ظالم ہوا کرتا ہے۔ اور بعض کا مسلمان۔ لیکن صاحب نفس مطمئن مثلاً انبیاء و اولیاء اہل تصدیق اور صاحب عظم توفیق

اور حرکت پڑتے ہیں۔ اب اگر کسی ایٹم کو سونے کے ایٹم میں تبدیل کرنا ہے۔ تو اس کے بیرونی الیکٹرونز یعنی برقی ذروں کو کم بیش کرنے سے یہ عمل ہو سکتا ہے۔ مگر الیکٹرونز یعنی باہر کے رقصاں اور محرک ذروں میں کمی بیشی کرنے سے مرکز یعنی نیوکلی اس کی برقی طاقت اور الیکٹرونز کی جتنی طاقت میں وہ توازن جو ایٹم کی بقا اور وجود کا باعث ہے قائم نہیں رہتا۔ اور یہی عدم توازن ایٹم کا راز ہے۔ اس لئے کسی چیز کے ایٹم کو سونے کے ایٹم میں تبدیل کرنے کے لئے اس کے بیرونی بیرونی رقصاں الیکٹرونز یعنی بیرونی برقی ذرات اور مرکزہ نیوکلی اس کے اندرونی برقی ذروں میں کمی بیشی کرنی پڑے گی۔ اور یہ بات ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے۔ اور یہ جابل نادان مہوسوں کا کام ہرگز نہیں ہے۔ پہلے زمانے میں یہ علم بزرگان دین اور کاملین عارفین کو ملا کہ فرشتوں اور ارواح مقدسہ کے ذریعے خلوت میں سکھایا جاتا تھا۔ بلکہ کامل فقیروں کی نگاہ نظر اور توجہ میں اللہ تعالیٰ کے کئی کئی بجلی ہوتی ہے۔ جو تمام کائنات کی تخلیق کی کلید ہے۔ جو وہ جس چیز کی ماہیت قلب کرنی چاہیں اللہ تعالیٰ کے لہر کئی ذاتی بجلی سے اس کے برقی ذرات میں کمی بیشی کر کے اس میں تغیر و تبدل کر لیتے ہیں۔ چنانچہ بعض بزرگان دین نے مٹی ڈھیلے کو اپنی نظر اور نگاہ سے سونے میں تبدیل کر دیا ہے۔ اور کامل فقیروں کیلئے یہ بات کوئی مشکل نہیں ہے۔

انسان کو خاک را بنظر کیما کنند سب را کتد و گس را نما کنند

لیکن کامل فقیر بناسب سے مشکل کام ہے۔ اس لئے کوئی شخص از خود یا کتابی نسخوں کے ذریعے یا جھوٹے مہوسوں کے کچھ پرکیا گئی کے سونے تمام میں نہ چھینے اور اپنی ہر گراں مایہ کو برباد نہ کرے کسی کامل مرید کا دامن پکڑے اس میں تمام دنیا کے کیما کے نالے اور دین و دنیا کی نعمتیں ایکے قبضے میں آجاتی ہیں۔ کامل فقیروں کے نزدیک مٹی سے سونا بنانا بھی حیوانوں کا کام ہے چنانچہ سلطان العارفین فرماتے ہیں۔

خاک را بنظر کردم سیم و زرد
تمت در دلدل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی
نہیں تمام کو ہر بادشاہوں کے خزانوں میں
نہ چھ ان خرقہ پوشوں کی امداد ہو تو دیکھ انکو
یہ بیضام لئے بیٹھے ہیں اپنی سرستینوں میں

ہوا کرتے ہیں۔ یہ لوگ تصور سے مشرف دیدار، قلب سیدار، مشاہدہ بین۔ اہل معرفت صاحب مرتبہ حق الیقین ہوتے ہیں۔ حدیث شریف

جس نے اپنے نفس کو پہچانا پس اس نے اپنے رب کو پہچانا جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا اس نے اپنے رب کو بقا سے پہچانا۔

اللہ تعالیٰ چار تصور سے پہچانا جاتا ہے۔ اول تصور موت، دوم تصور محبت یا مشاہدہ۔ سوم تصور معرفت یا معراج مشرف دیدار پروردگار چہارم تصور مدام ملازمت مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلیم۔ جو مرشد و زاوّل طالب اللہ کو دیدار سے ان تصورات کی تعلیم نہ دے وہ مرشد خام ناتمام ہے۔

اے جان عزیز! تمام مسائل فقہ اور جملہ دینی کتب کا مطالعہ محض حق و باطل بتاتے ہیں۔ لیکن مرشد عالم باللہ راہ دیدار با توفیق اور حضور نبوی صلیم کی طرف اشارہ ہے۔ اہل علم صاحب شنید اور اہل معرفت صاحب دید ہیں۔ ہر دو برابر نہیں ہو سکتے جو مولا فرض اولیٰ ہے۔ ترک دنیا سنت عظیم، ترک نفس مستحب جامع اور خلاف شیطان واجب کل ہے۔ حدیث شریف باب العلم فی بیعة علی کل مسلم و مسلمة ترجمہ علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلم مرد اور مسلم عورت پر فرض ہے۔ اور آیت اولو العلم درجات۔ ترجمہ علم کو اللہ تعالیٰ نے بڑے درجے عطا کئے ہیں۔ میں جس علم کی طرف اشارہ ہے وہ یہی علم ہے۔ اہل دیدار کو کیا سیم و ذریا سنگ پارس محض نفس کی تشبیہ اور جمعیت کے لئے چاہیے۔ مرشد ناقص خلوت اور چھوٹ میں بھاگ کر ریاضت کرتا ہے۔ لیکن مرشد کامل بذریعہ معجزات اور تصور اہم اللہ ذات طالب اللہ کا تمام وجود آئینے کی طرح صاف کر دیتا ہے۔ جس کے باعث تمام عمر اسے مجاہد اور ریاضت کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ مشاہدہ حضور دیدار میں ایسا نوحہ اور غرق ہو جاتا ہے کہ دونوں جہان کو بھلا دیتا ہے۔ مرشد کامل ایسا چاہیے کہ ایک ہی توجہ سے حضور پہنچا دے جو مرشد یر توفیق نہ رکھے وہ بیوقوف احمق راہ معرفت اور دیدار سے بالکل بے خبر ہے۔

مرشد نان فروش اہل نام بہت ہیں اور نانی نسیانی طالب بھی دنیا میں بکثرت ہیں۔ غرض مرشد اہل تقلید اعمال ظاہر و باطن کی مشقت یا ورد و ظائف دعوت اور ذکر مجلس دم وغیرہ سے طالب کو پریشان کرتا ہے۔ لیکن مرشد کامل نظر سے طالب اللہ کو ناظر اور مشاہدہ دیدار میں حاضر کر دیتا ہے۔ اسے عاقل ہوشیار اسے عارف لائق دیدار اے طالب اہل دنیا مزار۔ اے عالم فضیلت اشرار۔ اے جاہل بدکردار کان لگا کر سن لے کہ من عمل صالحاً فلنفسہ ومن آساء فعلیہا۔ ترجمہ جس نے نیک عمل کئے اس کے نام سے اس کی ذات کیلئے ہیں اور جس نے برے عمل کئے اس کا عذاب اسے ہی ملے گا۔ عمل صالح اور رحمت اور جملہ امراض باطنی کفر و شرک زحمت سے نکلنے کا علاج ترک دنیا ہے۔ کیونکہ حب دنیا ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت اور دھال میں حجاب اکبر ہے۔ سو جب تک اول طالب اللہ کا دل دنیا سے سیر نہ ہو جائے

اور تمام دنیا تصرف اور قبضے میں نہ لے آئے۔ وہ احمق ہے کہ فقر و معرفت میں قدم رکھتا ہے پس طالب کیلئے فرما
 عین ہے کہ اول تمام دنیا ملک سلیمان اپنی قید تسخیر و حکم میں لے کرے۔ بعد ازیں یہ بھی فرما ہے کہ تصرف اور تسخیر میں لا کر اسے
 اللہ تعالیٰ کے دیدار اور مشاہدہ جمال کی طرف متوجہ ہو جائے۔ محض یہ راہِ قبل و قال اور گفت و شنید کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ راہِ
 مشاہدہ عین جمال کے دیدارِ کلیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید میں ہی شخص قدم رکھتا ہے۔ کہ جو اول اپنا وجود علم
 سے آراستہ اور پاک کرے۔ کیونکہ بغیر علم کے خدا کو نہیں پہچانا جاسکتا ہے۔ بے علم نوراں خدا را شناخت

علم دو قسم ہے۔ ایک علم ظاہر اسم رسوم زبانی۔ دوم علم باطن حقیقی و قیوم، جسے ررقم رقوم، تصدیق القلب لحد
 بخش روحانی، فیض فضل اللقا فیض فضل البقا فیض الحیاہ۔ جب علم باطنی تصور اسم اللہ ذات سے کھل جاتا ہے۔ تو عالم
 ظاہر زبانی علم باطنی یعنی عین علم عیانی میں خود بخود آجاتا ہے۔ ایسا طالب زندہ قلب، فانی نفس جملہ انبیاء و اولیاء
 کے ساتھ روحانی مدارس میں جسم و حبسہ ظاہر نفس اور دنیا شیطان کو دخل نہیں بلکہ طالب ان باطنی درسگاہوں میں قلب و روح
 کے حبسہ انوار سے مشرف دیدار ہوتا ہے یہیں سے ہوتا ہے عالم بالیقین و اعتبار اور عالم ولی اللہ کم آزار۔

تصور اسم اللہ ذات سے تمام حبسہ سفت اندام نور اور اللہ تعالیٰ سے مشرف حضور ہو جاتا ہے۔ اس کو اولیٰ ولی
 مادر زاد سروری قادری اور قادری سروری کہتے ہیں۔ اس طرح عالم ابرار ربانی اور عالم فانی اللہ فانی، شامل مد
 لاہوت لامکانی طالب مرید قادری ہوتے ہیں۔ دوسرے اس مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔ اگر کوئی دعویٰ کریں وہ جھوٹے
 ہیں۔ کیونکہ طالب مرید قادری بر وقت اول سے ہی مددِ لاہوت لامکانی میں درس خواں اور سبق خواں ہوتے ہیں۔ ایسے صاحب
 راز بے نیاز کو ریاضت سے کیا کام۔ علم ظاہر ادب آداب کی راہ ہے۔ لیکن علم باطن رویت کے لئے نور نگاہ ہے۔
 علم ایک نور ہے۔ اور عالم صاحب حضور ہے۔ اس علم سے محروم احمق بے شعور ہے۔ علم اللہ تعالیٰ کے گہر کن کا
 ایک راز ہے جہاں نہ حرف و عبارت اور نہ صوت و روانہ ہے۔ عالم محرم راز علم کسی سے بے نیاز ہے۔ عالم علم
 معرفت و توحید۔ عیسے کی طرح مردہ دل کو سخن قہر سے زندہ جاوید بنا دیتا ہے۔ علم معاملات اور علم عبادات سے
 ہرگز مردہ دل زندہ حیات نہیں ہوتا۔ یہ اعمال اور عبادات ظاہری محض درجات بہشت بہار کیلئے وسیلہ ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ
 لوگ علم لقصوف معرفت و دیدار سے بے خبر ہوتے ہیں۔

اے طالب! میں نے ہر علم کی تحقیق اپنی باطنی توفیق سے مکمل طور پر کی ہے۔ میں لاف و نفاق نہیں بلکہ کامل فقیر ہوں
 اور کوئی کی ہر ایک چیز کل و جز مجھ پر اللہ کے فضل سے عیاں ہو گئی ہے۔ کوئی چیز مجھ سے مخفی نہیں۔ نیز مجھے ہر مجالس
 مصطفوی صلعم میں حضوری حاصل ہے۔ کعبہ میرے دل میں ہے اور اسی کعبہ میں ذاتی نور جلوہ گر ہے۔ اور میں ہر وقت اللہ
 کے حضور میں حاضر رہ کر تقا اور دیدار کے مشاہدے میں غرق ہوں۔

اے طالب! مجھ سے جلدی اپنا مقصود طلب کر۔ میں تجھے ایک ہی نگاہ سے روشن ضمیر کر دوں گا۔ الغرض جس

طرح بے سمجھ ہو جس کا کیمیا سیم و زر کے لئے پارہ مارنا مشکل ہے۔ اسی طرح ناقص بے عمل کیمیا سے نظر کے لئے نفس کا مارنا بھی بہت مشکل اور دشوار کام ہے۔ لیکن عامل کامل استاد طالب کے بارہ نفس کو کشتہ کر کے معرفت اللہ کی اکیسے بہت جلدی بہرہ ور کر کے روشن ضمیر بنا دیتا ہے۔ ہر علم اور مطالعہ اللہ کی معرفت محبت کلی انوار اور شرف و یدار کے حصول کیلئے ہوتا ہے۔ ایسا عالم صاحب مشاہدہ عالم صاحب عین العلم۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہوتا ہے۔ اگرچہ عوام لوگوں میں گمنام ہو۔ لیکن باطن میں خواص روحانیوں اور ملائکہ کے درمیان نامور اور مشہور ہوتا ہے۔ علم وہ ہے جو مجلس و ملاقات انبیاء کا وسیلہ ہو۔ ایسا علم نصیب ولیا و وارث الانیاء ہے۔ زبانی علماء صاحب نفس و ہوا و اہل ریا کا حصہ نہیں ہے۔ کیونکہ ہوا و ریا انسان کو معرفت خدا اور مجلس انبیاء سے باز رکھتے ہیں۔ کہ موافق رحمن اور مخالف شیطان ہو۔ ایسا عالم خدا کا دوست اور اس کا وسیلۃ النجات مشرف کتدہ مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنی الحیات ہوتا ہے۔

جملہ علوم قرآن و حدیث کی کلید اور ذریعہ حصول علم عین ہے۔ اور اس علم کا پڑھنا فرض عین ہے۔ اور عالم عین عین

بعض مشائخ اور بزرگ لوگوں میں مشہور ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے قرب اور معرفت سے بہت دور ہوتے ہیں۔ ایسے ریاکار، دکاندار، رسمی مدعا جی مرشد (سند خلق دنیا میں بے شاریں۔ لیکن دنیا میں گمنام عارف کامل بحق شامل پسند خالق) دنیا میں کیاب اور قلیل و اقل ہیں۔ ایسے عارف کامل اگرچہ عوام جہل میں گمنام اور پہناں ہوتے ہیں۔ لیکن خاص نور حنیف و کسافی یعنی ملائکہ اور ارواح مقصدہ انبیاء اور اولیاء کے درمیان مشہور و معروف اور نامور نمایاں ہوتے ہیں۔ ہر کہ باشد پسند خالق پاک و دیند باشد پسند خلق چہر پاک

یہ علم عین سے مراد آنکھوں کا کھل جانا ہے۔ جو شخص کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ وہ شخص اس کے ذکر اور کار اور قیل و قال سے بے نیاز اور لا یتحاج ہوجاتا ہے۔ ع شنیہ کے جو مامند دید۔

جس جگہ عین عیان ہے وہاں کیا حاجت بیان ہے۔ تمام انبیاء علیہ السلام کو اور خصوصاً حضرت بنی امیٰ خلد احمی و ابی کو شرف علم عین سے حاصل تھا۔ یہی وہ ایک حرف عین ہے۔ جس کا حصول فرض عین ہے۔ العارف فیض الیضہ یہی علم اُم العلوم ہے۔ اور یہی علم لدنی علم حقیقی القیوم ہے۔ اسی کے حق میں کسی نے کہا ہے۔ اگر در خانہ کس راست یک حرف بس است حضرت بھتہ شاہ صاحب بھی اسی حرف کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔

عسکوں بس کرے یار ہر حرف ہے تینوں درکار

اسی کے متعلق عارف کا قول ہے۔ اہل علم نکتہ و کثرتھا لاجہال۔ ترجمہ۔ علم ایک نکتہ ہے اور اس کی کثرت یعنی بہت علم ان لوگوں کیلئے ہے جو اس نکتہ سے جاہل اور بے خبر ہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

کتاب ہے عین سنتا ہے۔ عین دیکھتا ہے۔ عین جانتا ہے۔ اور عین لے لیتا ہے۔ اور بحر عین سبب ماسویٰ کو دل سے
بھلا دیتا ہے۔ عین ایک حرف ہے اور اس حرف عین اور علم عین سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عین شرف
حاصل ہے۔ اور اسی علم عین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشاہدہ حضوری معراج ہوا۔ اور علم عین کا عالم نا بحتاج ہوتا ہے
قل حضرت علی کرم اللہ وجہہ من تعلمنی عرف فافھوا مولا فی ترجمہ جس نے مجھے ایک حرف سکھایا وہ میرا مالک
ہے۔ وہ حرف عین۔ عین عبادت۔ عین ارادت، عین اجازت اور عین غایت ہے۔

عفو کا تحزن و کاتخف ترجمہ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

عارف چند قسم کے ہیں۔ اور عارف کے چند جسم موافق چند اسم ہیں مثلاً عارف مسمیٰ اور عارف حکم در حکمت معنی
عارف نفس، عارف قلب، عارف روح، عارف رب من عرف نفسه عارف نفس نے نفس کو پہچانا اور اسے
لذت ہوا اور شہوت و ریاء اور شرک کفر ماسویٰ سے بذریعہ تقویٰ باز گردانا۔ اسی طرح نفس لذت بہشت اور شہوت و
ہوائے حور و مقصور نعمت عظمیٰ کی امید پر خوش، مسرور اور مغرور ہو کر ہوا دہوس سے مرتا نہیں بلکہ اور بھی زندہ ہوجاتا
ہے۔ اور معرفت مولا کی طرف رجوع نہیں لانا لیکن بمقتضائے۔ من عرف دہے جس نے رب کو پہچانا۔ بقول اسم اللہ
ذات کے ساتھ مقام توحید و قافی اللہ کا عزم بالجزم کیا اور آخر غرق حضور پر نور اور شرف دیدار ہو گیا۔ کہ اسے
نفس دنیا و شیطان کیا بلکہ بہشت بھی یاد نہ رہی۔ یہ ہے مرتبہ عارف باللہ ولی اللہ صاحب مشاہدہ و لقاء اللہ
موافق او فوجہدی اوف بعد کہ۔

قوله تعالى - الله ولي الذين آمنوا يخرجهم من الظلمات الى النور ترجمہ اللہ دوست ہے۔

ان لوگوں کا جو اس پر ایمان لے آئے ہیں نکالتا ہے انہیں تاریکی سے روشنی اور نور کی طرف، عارف چند قسم کے ہوتے
ہیں۔ عارف عام، عارف نام، عارف اقدام، عارف علم مطالعہ کتاب خوانی، عارف تلاوت حافظ قرآنی عارف
فکر سلطانی، عارف ذکر قربانی، عارف عیانی، عارف مستحزات خلل امراء بادشاہ اہل نقش دائرہ کش در پریشانی
عارف علم دعوت مردمیدانی، عارف فرشتہ اہل حیرت و عارف جنونیت شیطانی بہت ہیں۔ لیکن ہزاروں

مشنوی -

ہست دید رنگ لے نور و دل	ہم چنین نور خدای کے اندر دل
ایں برول اند آفتاب و از سہا	دال در دل اند عکس انوار عطا
نور چشم خود نور دل است	نور چشم از نور و لہا حاصل است
باند نور نور دل نور خداست	کوہ رنگ خاک و خس پاک است
ہد چو عالم در نظر پیدا کست	چونکہ چشم را بخود عیا کند

عارفوں میں سے کوئی ایک دھڑکتا ہے۔ قافی اللہ فقیر کو یوں امیر عارف ربانی۔ واقف اسرار قدرت سبحانی۔ عارف
قفا۔ عارف بقا۔ عارف محبوب عارف محجوب۔ عارف مرغوب۔ عارف مطلوب۔ عارف کشف الستر
وکشف القلوب۔ عارف مشرف دیدار کو مطالعہ علم پیغامِ اہلام اور آواز الہام کی ضرورت نہیں رہتی ہے
باہواز بہر حشر و وحدت دکھا سرکار طالبِ اسباب

طالب تقلید کو دل میں مرضِ خطرات دینا ہمیشہ سنا ہے۔ یہ مرض لا علاج اور لا دوا ہے۔ اس کا تزیان محض
استغراق مقام فنا حصول بقا اور شرف دیدار بقا ہے۔ اول تصور اسم اللہ ذات سے طالب کے دل پر ہر قسم کی وارفتگی
غیبی اور فتوحات لایمی دن رات نازل ہوتے رہتے ہیں۔ بعد اللہ تعالیٰ طالب کو اپنی قدرت سے جذبہ کر کے
لاہوت لامکان میں ڈال دیتا ہے۔ اس وقت طالب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور اس کے انوار میں غرق ہو کر اس
سے یکتا ہو جاتا ہے۔ اور سب باسوئی طبع طالب مرید مسخرات خلق اور نفس شیطان و دنیا کو طلاق دے دیتا ہے۔
ایسی حالت میں سب مرید اس سے جدا ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ طالب مرید جو خطر اور موسیٰ کے قصے کی طرح مرشد کے
احوال سے باخبر ہو درست اتفاقاً و بر حال رہ جاتا ہے۔

اسے طالب بہر حال و افعال و اعمال و اقوال میں مرشد کا امتحان کر لے۔ یہ راستہ غیب دانی۔ غیب خوانی
اور سرعینانی کا آسان نہیں ہے۔ یہ محض نصیب صاحب توفیق اہل تحقیق بحق رفیق کا ہے۔ مردہ دل و مردہ جسم کو حقیق
زندیق اسے کیا جانے، عارف وہ ہے کہ لقاء الہی کے لائق ہو اور توحید میں مستغرق ہو کر اللہ تعالیٰ کا دیدار لے
اسے آنکھیں بند کرنے کی حاجت نہیں رہتی کیونکہ ایسا عارف خدا کے مقفل دہر سے سب کچھ عیاں طور پر دیکھتا ہے
کوئی مرتبہ اور کوئی مقام بغیر تصورِ حاضرات اسم اللہ ذات کے ثابت نہیں ہوتا۔ تصور حاضرات اسم اللہ ذات سے
شعلہ انوار توحید نمودار ہوتا ہے۔ ان انوار کی پسٹیں۔ صاحب تصور غرق مشرف دیدار پروردگار ہوتا ہے۔ اس
طرح کا دیدار اور رویت روا ہے۔ کیونکہ یہ محض جذب۔ لطف، فیض اور فضل و عطائے خدا ہے۔ جو شخص رب معبود
کی عطا اور مرتبہ محمود کا شکر ہے وہ خواہ عالم جاہل ہو یا جاہل عالم عاقبت مردود ہے۔
میں ہوں عارف معرفت میں نچتر۔ جانتا ہوں حق و باطل بالظر

اللہ تعالیٰ کی معرفت کا منکر مردہ دل، اندر وہ تن، طالب دنیا ظالم بخیل دل سیاہ ہے۔ قولہ لغائی۔
ولا تتركوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار ترجمہ اور نہ جاؤ قریب ان لوگوں کے جو ظالم ہیں ورنہ تمہیں
بھی ظلم کی آگ لگ جائے گی۔

کامل فقیر یا پنج قسم کے ہوتے ہیں۔ اول کامل عارف ازل لازوال و باوصال لا خصل۔ دوم کامل عارف
ابد قافی ذات صمد از حد متاثر۔ سوم کامل عارف دینا دنیوی اہل دکان و چیرا و چول بنام ناموس نفس نہول

تصور اسم اللہ ذات سے دل میں انوار و عیار پیدا ہوتے ہیں۔ اور فکر و فکر و طائف سے رجوعات خلق پیدا ہو کر نفس موٹا و خسور ہو جاتا ہے۔ اور صورت و موسم و اہامات خیالات مشکل ہو کر مجلی ہو جاتے ہیں۔ اور احسن اسے حضور وصال سمجھتا ہے۔ خبردار! کل افاع و یتر شیخ بیا فیہ۔ ترجمہ "سہر برتن سے وہی نکلتا ہے۔ جو اس میں ہوتا ہے" اپنے وجود میں قیاس کر لے۔

اس نقش دائرہ وجودیہ اور مشق اسم اللہ مجہود سے کلیہ مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ مشق وجودیہ مرقوم سے کل و جز حالات معلوم ہو جاسکتی ہیں۔ جو شخص اس دائرہ سنی تحریف کی کبھی سے گنج وجود کے ظلم کو کھول کر دولت، محبت، معرفت مجلس بحث، صلح طالب اللہ کو دے۔ وہ مرشد بیشک کامل با توفیق اور طالب حق و باطل میں صاحب تحقیق ہے۔ دائرہ سنی تحریف یہ ہے۔ ہر ایک دائرہ مثل آئینہ روشن نما از معرفت قرب خدا !

Marfat.com

جملہ علم بیان و علم عیان حروف سے روشن ضمیر کو مکشوف ہو جاتے ہیں۔ طالبان حق کو مشرودہ اعلام ہو کر ہر ایک دائرے میں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سلطان العارفینؒ نے اپنی کتاب میں حرف پہنچی مکمل کچھوں کا قاعدہ درج کر دیا ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے۔ یاد رہے کہ علم الحروف دنیا کے تمام علوم میں سے نہایت اعلیٰ و افضل اور بہت دقیق اور عمیق علم ہے۔ کیونکہ یہی تیس حروف تہجی ہی وہ عناصر ہیں جو کہ انسان کے اندر فطرتی اور قدرتی طور پر دنیا سے نطق و علم کلام اور جان بیان کی تخلیق کا موجب اور باعث بنے ہیں۔ انہی کے ذریعے انسان میں علم و معانی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور مسام تلمی و ادوات اور باطنی خیالات انہی کے ذریعے مترشح ہوتے ہیں۔ اور ایک انسان سے دوسرے انسان تک پہنچتے ہیں۔ اور تمام علوم و فنون اہل سلف سے اہل خلف تک انہی کے ذریعے قلمبند اور محفوظ ہو کر پہنچتے ہیں۔ دنیا میں تقریباً چار ہزار زبانیں مروج ہیں وہ سب کی سب انہی تیس حروف تہجی کے جوڑ توڑ اور ترکیب و ترتیب سے بنی ہیں۔ گو انسان کا قلب صفات اور خیالات کا آئینہ اور مظہر ہے تیس حروف ہیں۔ اگر تیس حروف نہ ہوتے تو کوئی شخص اپنے خیالات کا اظہار دوسرے آدمی سے کر سکتا۔ اور نہ کوئی علمی دنیا میں مروج اور مدون ہوتا۔ اور تمام انسانی دنیا جہل اور نادانی کے ایک تاریک و تیرہ ماحول میں گرفتار رہتی۔ اور سہم کے علم و عقل کی روشنی سے محروم رہتی۔ یہی حروف تہجی ہی وہ اہل الاصول ہیں جن سے کلام کی بنیاد پڑی۔ اور انہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیا کے اسماء سے روشناس کیا خصوصاً انہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء و صفات اور ذات کا پتہ دیا۔ اور انہی کے ذریعے عبد انبیاء پرست سمائی کتابوں کی آیات و نیاات نازل فرمائیں۔ اور اپنی مخلوق کو اپنی طرف ہدایت کا راستہ دکھایا۔ چنانچہ فرمایا۔ وعلماؤہم۔ اکاسماء کلہا۔ قولہ تعالیٰ۔ الرحمن علم الغرآن خلق الاکسان علمہ البیان۔ یہ دنیا کی تمام چیزیں مادہ ایشی یعنی ایتھر کی صفات و نوعات اور اسکی مختلف حرکات کی پیداوار ہیں۔ اسی ایشی اور ایتھر کی مختلف حرکتوں سے جس طرح مختلف عناصر بن گئے۔ مثلاً لوہا۔ سونا۔ چاندی، آکسیجن وغیرہ جن کی تعداد تقریباً سترہ کے قریب ہے۔ اسی طرح حروف تہجی کے تیس۔ سو مختلف عناصر کی تنوعات اور ہوائی اور ایتھری حرکات سے دنیا میں ہزاروں زبانیں وجود میں آئیں۔ حسب طرح ان سترہ عناصر کے جوڑ توڑ اور ترکیب و ترتیب سے تمام موجودات کا مثلاً جمادات، نباتات، حیوانات، اور انسان کا ظہور ہوا۔ اسی طرح ان تیس حروف کے عناصر کے جوڑ توڑ سے مختلف زبانیں بن کر مختلف ذہنی دنیا سے علوم کا وجود ظاہر ہوا۔ غرض تمام موجودات کیا ذہنی اور کیا خارجی سب حرکات ایشی کی مختلف حرکات و تنوعات کی پیداوار ہیں۔

لما قال عز ذکرہ۔ و من ایا قہ خلق السہوات والارض واختلاف السنکم والوا حکمان فی ذالک لایات للعالمین ۝ ترجمہ۔ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمینوں کی مخلوق ہے۔ اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف ہے۔ جس میں عالمان ربانی کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں ۝

خزانہ بخشش و وام اور علم کیسے تمام ہے۔ اور ہر موکل قید اور غلام ہو جاتا ہے حصول نعم النہل نور نہ تمام اور شناخت اسم اعظم لاکلام اس دائرے میں ہے۔

یا اللہ	یا رحمن	یا رحیم	یا مالک	یا قدوس	یا سبح
یا سلام	یا مومن	یا مہیمن	یا عزیز	یا جبار	یا متکبر
یا خالق	یا باری	یا مصور	یا غفار	یا قہار	یا وہاب
یا رزاق	یا شکور	یا علی	یا کبیر	یا حافظ	یا مقیت
یا حسید	یا جلیل	یا کریم	یا رقیب	یا عجیب	یا واسع
یا ودود	یا مجید	یا باعث	یا شہید	یا حق	یا وکیل
یا قوی	یا فتاح	یا عالم	یا قابض	یا باسط	یا خافض
یا رب	یا رافع	یا معز	یا مذل	یا سمیع	یا بصیر
یا حکم	یا عدل	یا خبیر	یا حلیم	یا عظیم	یا غفور
یا محمد	یا فخر	یا هو	یا جمعیت	یا کل	یا متین
یا ولی	یا حمید	یا خفی	یا بدیع	یا محی	یا ممیت
یا حی	یا قیوم	یا واحد	یا احد	یا صمد	یا قادر
یا مقتدر	یا مقدم	یا مؤخر	یا اول	یا آخر	یا ظاہر
یا باطن	یا والی	یا متعالی	یا بر	یا توأبیر	یا منعم
یا منتقم	یا عفو	یا رؤف	یا مالک الملک	یا ذوالجلال والاکرام	یا جامع
یا غنی	یا مغنی	یا معطی	یا مانع	یا ضار	یا نافع
یا نور	یا ہادی	یا فی الشہادۃ	یا ستار	یا باقی	یا رشید
یا صبور	یا کمل شئ	یا سمیع العلیم	یا عدل الحق	یا لا تخلف المیعاد	یا سبوح

۱۔ اللہ تعالیٰ کی یوں تو بے شمار صفات ہیں۔ اور اس کی ہر صفت کا ایک اسم منظر ہے لیکن احادیث میں بتاؤں گے اسماء صفات مذکور ہیں جیسا کہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں اسماء میں جس نے انہیں پڑھا وہ بہشت میں داخل ہو گیا۔ چنانچہ وہ بتاؤں گے اسماء حضرت سلطان العارفين قدس سرہ العزیز نے اس دائرے میں درج فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہر اسم ایک صفت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اس صفت کا ایک عالمگیر دائمی حل دنیا میں کاسرنا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے اسم (باقی اگلے صفحہ پر)

واضح ہو کہ ہر حال میں آدمی کو چاہیے کہ صاحب علم و شعور ہو۔ خواہ مقام ناسوت ہو یا مکان لا مکان و حضور ہو۔ اور ذکر مذکور سے مقام حق و باطل کی تمیز و تحقیق کرے۔ خواہ مقام غرق فنا فی اللہ نور ہو اور مجلس محمدی صلعم حضور۔ طالب مبتدی صاحب حضرات اہل خواب، اہل مراقبہ اور اہل عیان کو چاہیے۔ کہ جب بذریعہ تقویٰ، توجہ و کرباطن میں جائے۔ تو زبان سے درود شریف لہجہ یا کلمہ طیب پڑھے۔ اگر وہ باطنی مقام مجلس نور سی حضور حق حقیقی ہے۔ تو ان پاک کلمات کے نور سے قائم اور بر حال رہ جاتا ہے۔ اور اگر وہ احوالات شیطانی نفسانی یا جنونیت پریشانی ہیں۔ تو غائب اور رفع ہو جاتے ہیں۔ بقصور اسم اللہ ذات اور بقصور اسم محیر سرور کائنات صلعم طالب کو مجلس محمدی صلعم میں پہنچا دیتا ہے۔ اس وقت اہل تصور کو تاثیر مجلس محمدی صلعم اس طرح قبض اور جذب کر لیتی ہے کہ اسم اللہ ذات کی گرمی اور مجلس محمدی صلعم کی عظمت سے اس کی جان جاتی ہے۔ اگر دیکھتا ہے تو جان جاتی ہے۔ اور اگر نہیں دیکھتا تو حیرت میں پریشان ہوتا ہے۔ لیکن جس شخص کا ہفت اندام جب سے اس طرح نور ہو جاتا ہے۔ وہ شخص لائق حضور ہو جاتا ہے۔

رب الرحیم کو نو۔ چنانچہ اس اسم کے فعل کی ہمہ گیر کار فرمائی کو جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس کے ادنیٰ مثال یہ ہے کہ دنیا میں جب قدر مخلوقات ادنیٰ اعلیٰ انسان، حیوان، چرند پرند، کیڑے مکوڑے۔ کیا خالی، آبی، ہوائی وغیرہ سب کی پرورش اور تربیت کا انتظام اس اسم کے عالمگیر قدرتی فعل کے ذریعے ہو رہا ہے۔ یعنی ہر جاندار کی مادہ اور مال کو جو رحم اور شفقت اپنے نیچے اور اولاد سے ہے اس اسم رب الرحیم کے فعل کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ یہی رحم اور شفقت تمام مخلوقات کی تربیت اور پرورش کا ذریعہ اور سبب ہے۔ نہیں دیکھتے کہ انسان تو کیا ایک ادنیٰ ناپسند لایعقل حیوان بلکہ کیڑے مکوڑے تک اس اسم کے عالمگیر استیلا اور تصرف میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اور کس قدر جانفشانی اور جانثاری سے اس اسم کی ہمگیر فعل کے تحت کام کرتے نظر آتے ہیں۔ واوحی الی النحل ان اتخذن من الجبال میو قاعا اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کے دل میں اپنے نیچے کی محبت، شفقت اور خدمت کا جذبہ ڈال دیا ہے۔ اور اسی کے سبب اس کی پرورش ہوتی ہے۔ میں نے ایک دفعہ ایک چڑیا گھر میں ایک شیرنی کو دیکھا۔ جس کے ساتھ پتھر سے میں تین بچے تھے۔ اسی وقت ہی چڑیا گھر کا ایک خادم ان کے کھانے کیلئے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے لایا۔ اور ان کے سامنے پتھر سے میں ڈھکڑے ڈال دیئے۔ جونہی کہ اس شیرنی نے وہ گوشت دیکھا بھوک کے مارے اس گوشت پر چھپٹ پڑی۔ اور اسے کھانے لگ گئی۔ اتنے میں اس کے تین بچے اپنی ماں پر پل پڑے۔ اور اس کے سر اور منہ پر اپنے تیز دانتوں اور پنجنوں سے حملہ کر کے اس سے زبردستی وہ گوشت چھین لیا۔ شیرنی دم دبا کر ایک طرف کونے میں صبر سے بیٹھ گئی۔ اور وہ بچے مزے سے گوشت کھاتے رہے۔ اور پچاسی ماما کی ماری قدرت کی پچارن ترشی ہوئی آنکھوں سے ان کی طرف دیکھتی رہی۔ آخر جب بچے میرے سر کو گوشت چھوڑ گئے تو بوندہ وہ اگر بچا کھچا گوشت اور ہڈیاں کھانے لگ گئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے (باقی صفحہ پر)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

اللَّهُ

حسبي الله وكفى بالله

وعلم آدم الأسماء كلها
جميعت كل

الله

الله

الله

عين بين

عالم الغيب والشهادة
هو الرحمن الرحيم

عين بين

تصور

له هو الحق

الله الله

يد الله فوق أيديهم

محمّد
فقر

يد الله فوق أيديهم

له

الله

الله

الله

الله

حل پٹ - من عرف الله لا يخفى عليه شيء في الارض ولا في السماء

حل پٹ - من عرف الله لم يكن له اله الا الله = علم آدم الأسماء كلها

ص. مندرجہ بالا نقش کی تشریح اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے۔

رب الرحیم کے زبردست فعل کا مظاہرہ قابل دید تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ سبحان اللہ تیری قدرت کی شان۔ یہ خوشخوار و زندہ اپنی
بھوک کے سبب کس طرح دوسرے جانوروں کو بے رحمی سے چیرھاڑ لیتا ہے لیکن اس وقت تیری ربوبیت اور رحمت کے
زبردست فعل نے اسے کتنا شفیق اور مہربان اور عاجز و ناتواں بنا رکھا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ کی ہر صفت (باقی اگلے صفحہ پر)

مجلس محمدی صلعم صبح کی علامت یہ ہے کہ اس مجلس میں نص حدیث کا تذکرہ یا تسبیح یا کلمہ طیب یا درود شریف کا درود اور ذکر ہوتا ہے۔ اور دیکھنے والا دیدہ یقین اور چشم اعتبار سے دیدار پر انوار حضرت احمد مختار سے موافق تجلیہ مشرف ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلعم کا رنگ گندم گول، ناک بلند، پیشانی کشادہ۔ ہاتھ لمبے، دانت کشادہ اور اورادھی مبارک گھنٹی اور گنجان تھی۔ آنحضرت صلعم کے بدن مبارک پر ہر نبوت تھی۔
روئے نبوی دیکھ لے جو ایلیار عالم و عارف ہوا ز پروردگار

اس حضرت صلعم فرماتے ہیں۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے صبح حج مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری مثل اور قرآن پاک و خانہ کعبہ کی مثل نہیں ہو سکتا۔ (اگر شیطان ہر شکل ہو سکے تو حق و باطل کی تمیز نہیں ہو سکتی۔ اور تمام باطنی دنیا کا اعتبار دنیا سے اٹھ جائے۔

دیکھتا دیدار ہوں میں ہر دوام دروہے دیدار میرا صبح و شام
مصطفیٰ پر یو یقین رکھتا نہیں کاذب و مردود حق ہو وہ لعین

ترجمہ حدیث قدسی۔ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے ہیں۔ کہ ان کے قلوب عرشی ہیں اور بدن ان کے وحشی۔ ان کی ہمت آسمانی لوگوں کی طرح ہے۔ محبت کے پھل ان کے دلوں میں لگے ہوتے ہیں۔ وہ جاسوس القلوب ہیں۔ آسمان انکی چھت اور زمین ان کے لئے بمنزلہ فرش ہے۔ ذکر ان کا نہیں اور رب انکا جلیس ہوتا ہے۔

کے لئے ایک اسم مقرر ہے۔ اور ہر اسم کا ایک عالمی فعل اس دنیا میں کار فرما ہے۔ جو شخص جس اسم کا عامل ہو جائے وہ اس اسم کی صفت سے متصف ہو کر اس کے نور صفات و اسماء و افعال سے منور ہو جاتا ہے۔ اور عالم انفس و آفاق میں اس نور کے ساتھ کار فرما ہو جاتا ہے چنانچہ ہر اسم کے بے شمار موکل ملائکہ اس کی خدمت پر مامور ہیں۔ وہ سب اس عامل کے عمل اور تصرف میں آ جاتے ہیں۔ جس کی تفصیل بہت طویل اور لمبی ہے۔

صاحب شخص کا تمام وجود اور ہفت اندام اسم اللہ ذات کے نوری تحریر سے منقش اور مرقوم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے ایک نوری لطیف وجود عطا ہو جاتا ہے۔ اسی وجود سے وہ باطن میں مجلس محمدی صلعم اور مجلس انبیاء و اولیاء میں حاضر ہوتا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کے فضل اور مرشد کامل کی توجہ سے سالک کا ایسا نوری لطیف وجود زندہ نہ ہو جائے۔ اپنی کوشش اور تکیوں مارنے سے اس کیشف عنصری خاکی جیسے کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی پاک مجلس میں حاضر نہیں ہو سکتا جس وقت مجلس خاص میں حاضر ہو اس وقت مجلس حق و باطل کے امتحان کے لئے درود شریف اور کلمہ طیب اور لاجل پڑھ لے۔ اگر مجلس خاص حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہوگی تو ان کلمات طیبہ کے پڑھنے سے قائم اور برقرار ہو جائیگی۔ دیگر اگر کوئی شخص خواب یا مراقبہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو دیکھے تو یہ سمجھے کہ اس نے صبح حج اس حضرت صلعم کو دیکھا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

ترجمہ حدیث قدسی، اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے ہیں کہ ان کا وجود دنیا میں بازان رحمت کی طرح ہے۔ کہ جب خشکی پر برسے تو سبزہ اگتا ہے۔ اور اگر سمندر میں گرے تو موتی پیدا ہوتے ہیں۔ حدیث، اگر فقیر نہ ہوتے تو دنیا کے لوگ نہ رحمت سے ہلاک ہو جاتے۔

کل سلک سلوک اور باطن کا صحیح راستہ جس میں کسی قسم کی غلطی، سلب اور رجعت کا خطرہ نہ ہو یہ ہے کہ طالب ایسے مرتبہ کو پہنچ جائے کہ جس وقت چاہے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو۔ اور جس وقت چاہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہو۔ اور جس وقت چاہے جملہ انبیاء اور اولیاء سے ملاقات اور ہم مجلس ہو۔ طالب کو اول خواب میں توفیق حضوری حاصل ہوتی ہے۔ وہ خواب جس میں غفلت کا شائبہ تک نہ ہو۔ ایسا خواب خلوت گاہ معرفت و وصال ہے۔ نہ کہ خواب و خیال۔ دوام حضوری الہام صحیح مقام قرب اللہ میں تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ بسووم حضوری روشن ضمیر کو مراقبہ کے اندر تصور اسم اللہ ذات سے پیدا ہوتی۔ چہارم حضوری عیاں طور پر تصور اسم اللہ ذات سے اس فقیر فانی فی اللہ اور باقی باللہ کو حاصل ہوتی ہے۔ کہ جو مردہ نفس اور زندہ دل ہو اور اس کی روح مشاہدے میں محاور مستغرق ہو۔ نجم حضوری صاحب تصدیق کو مراتب۔ صو تو اقبل ان لموقوا۔ میں حضرات اسم اللہ ذات سے ملتی ہے۔

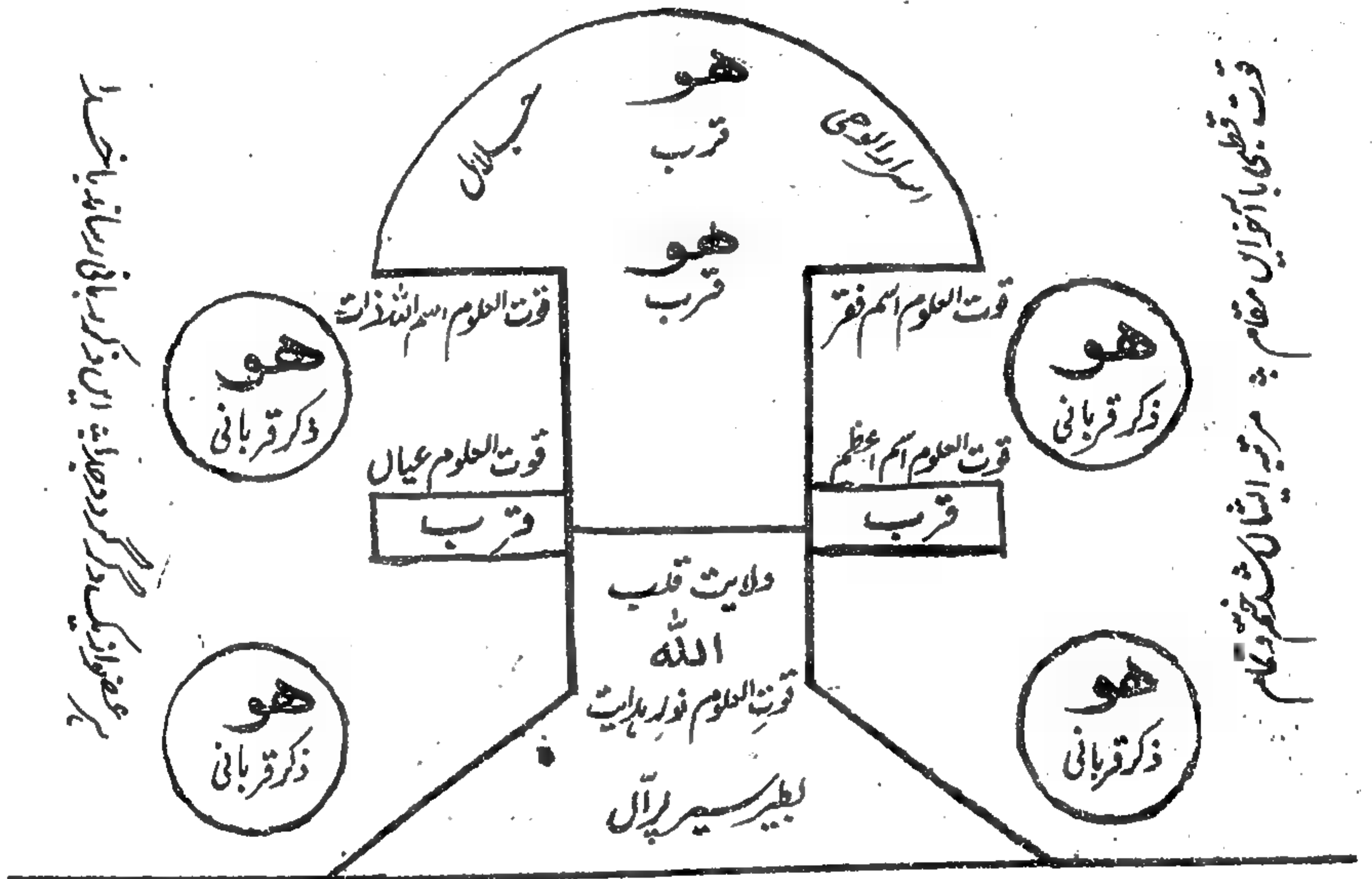
ابیات

باہو سے ہر ایک نعمت کو طلب
دین و دنیا تجھ کو بخشے بہر رب
دین کو توحید میں ہے پالیا
چھوڑا ہے دنیا کو اذہ بہر خدا

اللہ	لہ	لہ	ہو	مصل	فقر
ازل	ابد	دینا	عقبہ	معرفت	انوار
دیدار	قرب	حضور	نور	جمیعت	ایمان
رجا	خوف	توحید	سودا	سویدا	ہویدا
نفس	قلب	روح	سر	لاہوت	لامکان
عیان	غرق	کلید	تقل	کل	جز

کیونکہ شیطان کو قدرت اور طاقت نہیں ہے۔ کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل پیش ہو سکے۔ اور نہ وہ خانہ کعبہ کی صورت اور نہ قرآن مجید کی صورت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مظاہر نور و ہدایت ہیں۔ اور شیطان مجسم نارضالت ہے۔ لہذا جس مجلس میں قرآن کی کوئی آیت یا کلمہ یاد رو یا ذکر اللہ پڑھا جائے وہ مجلس رحمانی ہے۔ اور شیطان اس میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ اور جس مجلس میں ان مظاہر ہدایت میں سے کوئی چیز نہ نظر آئے تو ایسی مجلس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

یہ نقش وجودیہ عوشت قطب دہقانہ صاحب ذکر قربانی جان فانی کا ہے۔ جس سے ذکر کے بند بند جدا ہو جاتے ہیں اور ہر بند سے ذکر کا ایک حصہ باہر آتا ہے۔ اور جب ذکر سے فارغ ہوتا ہے۔ تو جگہ جگہ پھر اسی ایک حصے کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ اس مراتب کو قرب و جدائی کہتے ہیں۔ فقیر کہنے یہ مرتبہ بھی نیچے کی طرح ابتدائی قاعدہ خوانی کا ہے۔ کہ عوشت سے اوپر تیس ہزار مقام طے کرے۔ اور حق سے الہام اور مطالعہ لوح محفوظ دوام حاصل کرے وہ نقش یہ ہے۔



سے بعض فقیروں کو دیکھا گیا ہے۔ کہ ذکر قربانی کے وقت ان کے سات اندام کے بند بند جدا ہو جاتے ہیں۔ اور ہر بند سے ایک ذکر کا نوری لطیف حصہ پیدا ہو کر ذکر قربانی ہو ہو میں مصروف ہو جاتا ہے۔ جس وقت ذکر اس ذکر قربانی سے فارغ ہو جاتا ہے۔ تو ہر حصہ پھر اپنے مقام میں قیام پزیر ہوتا ہے۔ بعض فقراء کی نسبت بروایت صحیح مشہور ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں مختلف جہوں کے ساتھ مختلف مقامات پر حاضر ہوتے۔ چنانچہ ایک بزرگ کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ ایک شہر کے مختلف لوگوں نے بطور آئینہ آپ کی ایک ہی وقت میں اپنے اپنے گھر پر دعوت کی۔ آپ نے سب کی دعوت قبول فرمائی۔ اور ہر شخص کے گھر میں ایک لگ جئے سے ایک ہی وقت پر کھانا تناول فرمایا۔ اور یہ بات فقراء کے لئے کوئی بڑا کمال نہیں ہے۔ بلکہ بعض کامل فقراء نے مختلف بیشار نوری لطیف جسے بن جاتا ہے کہ دنیا کے تمام مساجد میں ایک ہی وقت میں نماز ادا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت پیر محبوب سجانی قدس سرہ العزیز اپنے ایک قصیدے میں فرماتے ہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

لیکن کامل فقراء عارفان خدا کے نزدیک یہ مراتب بھی بازی گری کے ہیں۔ اور جو شخص لوح محفوظ کے مطالعہ سے لوگوں کو نیک و بد طالع بتاتے فقراء اسے بخوبی کہتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ہوا پر اڑے فقیر کے نزدیک وہ مکھی اور پروانے کے مرتبے میں ہے۔ اور جو شخص دریا پر اس طرح چل پڑے کہ اس کا پاؤں بھی پانی سے تر نہ ہو۔ فقراء اسے خشن یعنی تنکے کے برابر سمجھتے ہیں۔ اور جو شخص کشف و کرامات سے مرے کو زندہ کر دے اور جو شخص کسی کے دل کو نظر سے زندہ کر دے یہ سب مذکورہ مراتب والا بھی خام نا تمام ہے۔ اور معرفت اور توحید سے بعید ہے۔ فقر کی ابتداء ذکر کلمہ طیب سے شروع ہوتی ہے۔

فقر کی شرح گر چاہے تویت ام فقر کا سرگز نہیں کوئی مقام
کیونکہ کسی درجے میں مسلسل اور مقام پر فقر کے لئے ساکن ہونا اور قرار پکڑنا حرام ہے۔ مثنوی
نہیں ہے عشق کو حاصل قرار تو نہیں مگر کرم سے اسکو ملے کہیں تسکین
ان عاشقوں کا حال میں کیسے یاد دلانے کے بعد بھی جنہیں تدا نہیں سکول

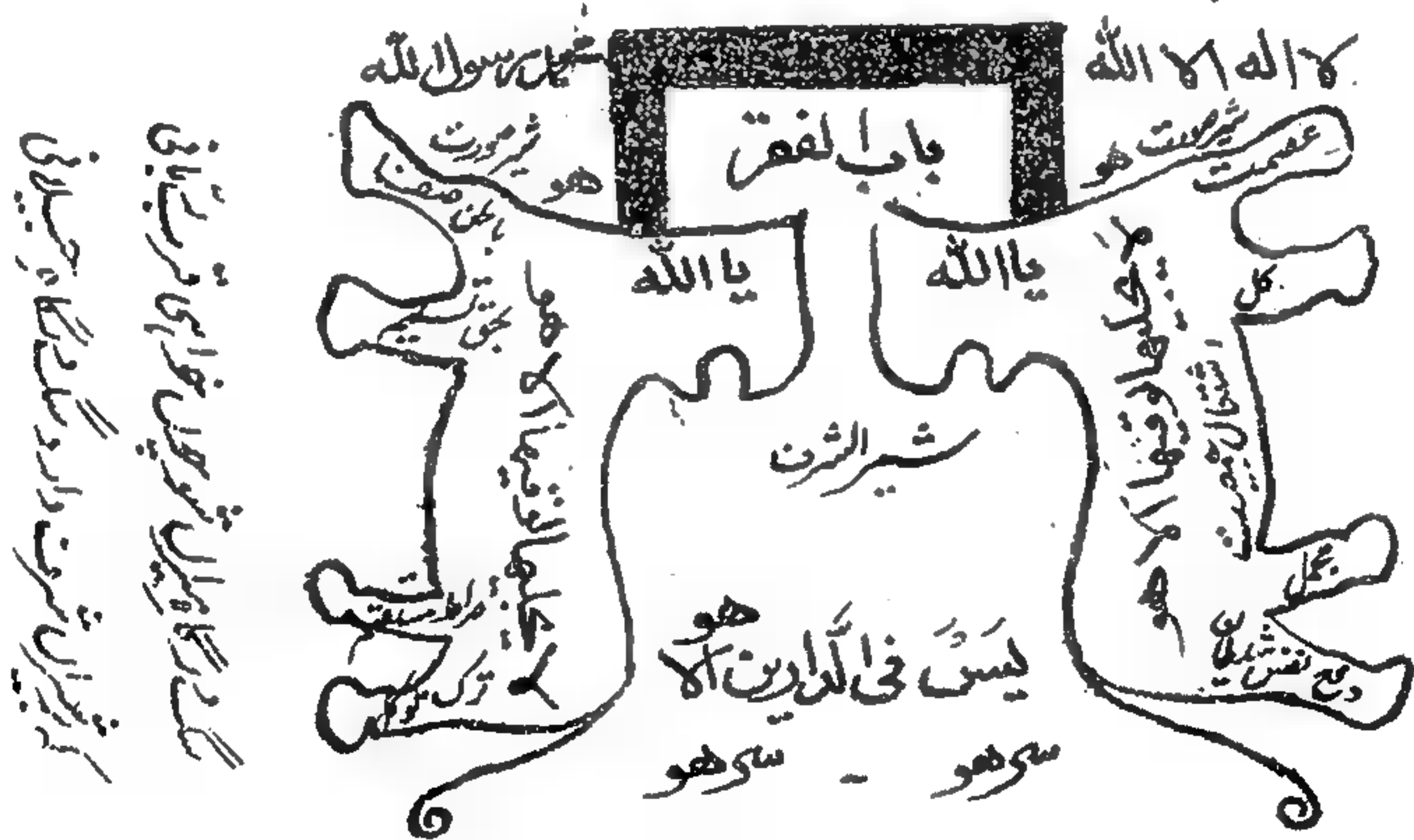
۱۔ سکون حراہ علی قلوب لا ویاء ترجمہ: سکون اور قرار دیا، اللہ کے دلول پر حرام ہے۔ "ما زاغ البصر و ما طغی" ترجمہ: (معران کی رات) آنحضرت صلعم کی آنکھ نہ دنیا کی جانب پھری اور نہ معنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ فقیر کا ابتدائی مرتبہ بہت بلند و عالی پسند صاحب توفیق الہی ہے۔ اور فقر کی انتہا حصول سراسر انا، منہا ہی ہے۔ فقر حاصل کرنا ہر دو جہان کی بادشاہی ہے۔ یہ مرتبہ کامل فقیر بر کونین حاکم غالب امیر کا ہے۔ فقیر کے تین مراتب ہیں۔ اول اطیعوا للہ یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کر لیتا ہے۔ اور جملہ ماسوی اللہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسے مرتبہ فنا فی اللہ بولتے ہیں۔ دوم مرتبہ فقیر کا اطیعوا الرسول ہے۔ سنت عظیم محمدی صلعم یعنی ترک دنیا اختیار کر لیتا ہے۔ اور ہر شبانہ روز دیدار محمدی ملتئم

ولا مسیئ الا ولی فیہ رکعتہ ولا منبر الا ولی فیہ خطبتی

ترجمہ: دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ میں اس میں غارتگری رکھیں اور نہ کوئی دنیا میں ایسا منبر ہے کہ جس پر چڑھ کر میں خطبہ نہ پڑھتا ہوں۔ موقوفہ کے ایک ہی جسم سے ہزاروں بلکہ بے شمار نوری لطیف جسے پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر اسی ایک جسم میں غائب ہو جاتے ہیں۔ لیکن کامل فقیر کے نزدیک یہ مراتب بازی گری کے ہیں۔ اور جو لوگ لوح محفوظ کا مطالعہ کر کے لوگوں کو نیک و بد طالع اور ماضی حال اور مستقبل کے حالات بتاتے ہیں۔ فقراء کے نزدیک وہ بخوبی کہلاتے ہیں۔ اور جو ہوا میں پرواز کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔ فقراء انہیں مکھی کے برابر سمجھتے ہیں۔ اور جو پانی کی سطح پر چلنے کو اپنا کمال بتاتے ہیں۔ فقراء انہیں تنکا خیال کہتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کے قرب مشاہدے اور وصال کے بغیر حقیقت مراتب میں کامل فقر کے نزدیک سب بیچ ہیں۔

درود شت جہون من جبریل نبول ہید یزدال بکند اور اسے بہت مروانہ

سے مشرف ہوتا ہے۔ اسے فنا فی الرسول کہتے ہیں۔ سوم مرتبہ اولو اکابر یعنی شیخ کی اطاعت ہے۔ جسے مرتبہ فنا فی
 الشیخ کہتے ہیں۔ ان مراتب سے طالب باطنی نظر اور توجہ سے ہر ایک پر غالب اور حاکم ہو جاتا ہے۔ اور کلمہ طیب
 کی برکت سے مراتب حیات اور ممات کو طے کر لیتا ہے۔ پس علماء و ارث الابدیاء و دراصل فقرا ہیں کہ نفس کو حرص
 طمع، عجب اور ہوا سے باز رکھتے ہیں۔ ابتدائیں طالب عامل عالم ہوتا ہے۔ اور انتہا میں فقیر کامل۔ سچے عالم فقیر
 کاملین کے مدام حلقہ بگوش غلام ہوتے ہیں۔ کیونکہ جہاں علم اور علما کی انتہا ہے۔ ہاں سے فقراء کی ابتدا ہے۔ انصافیۃ
 ہو از سر جہاں الی البدایۃ۔ جب فقیر کامل چاہتا ہے۔ کہ طالب صادق کو پہلے روز بدریہ فیض اور فضل نگاہ لطف سے
 سرفراز فرمادے۔ اور مراتب فقر کی انتہا پر پہنچا دے۔ تو معاضرت اسم اللہ ذات اور حضرات اسم محمد سرور کائنات صلعم
 اور حضرات کلمہ طیبات کی توجہ سے طالب کو باطن میں لے جاتا ہے۔ اس وقت طالب کو ایک چار میٹھن کیا جاتا ہے۔ اگر تو سچا
 حق کا طالب ہے تو اس پیالے کو پی لے۔ جب طالب ساغر موت پی لیتا ہے تو اس کا نفس مردہ اہل ممات اور قلب
 زندہ حیات اور روح نفس سے خلاصی پاکر اہل نجات ہو جاتی ہے۔ جب طالب اس مقام سے آگے گزرتا ہے تو
 اس کے سامنے ایک دروازہ آتا ہے جس کے دائیں بائیں دو شیر کھڑے نظر آتے ہیں۔ اس وقت ہاتھ غیبی سے
 اس کے کان میں پھر آواز آتی ہے۔ کہ اے طالب حق! ان دو شیروں کے درمیان سے بھی گزرنا پڑے گا۔
 ان دو شیران معکوس کا نقشہ یہ ہے۔

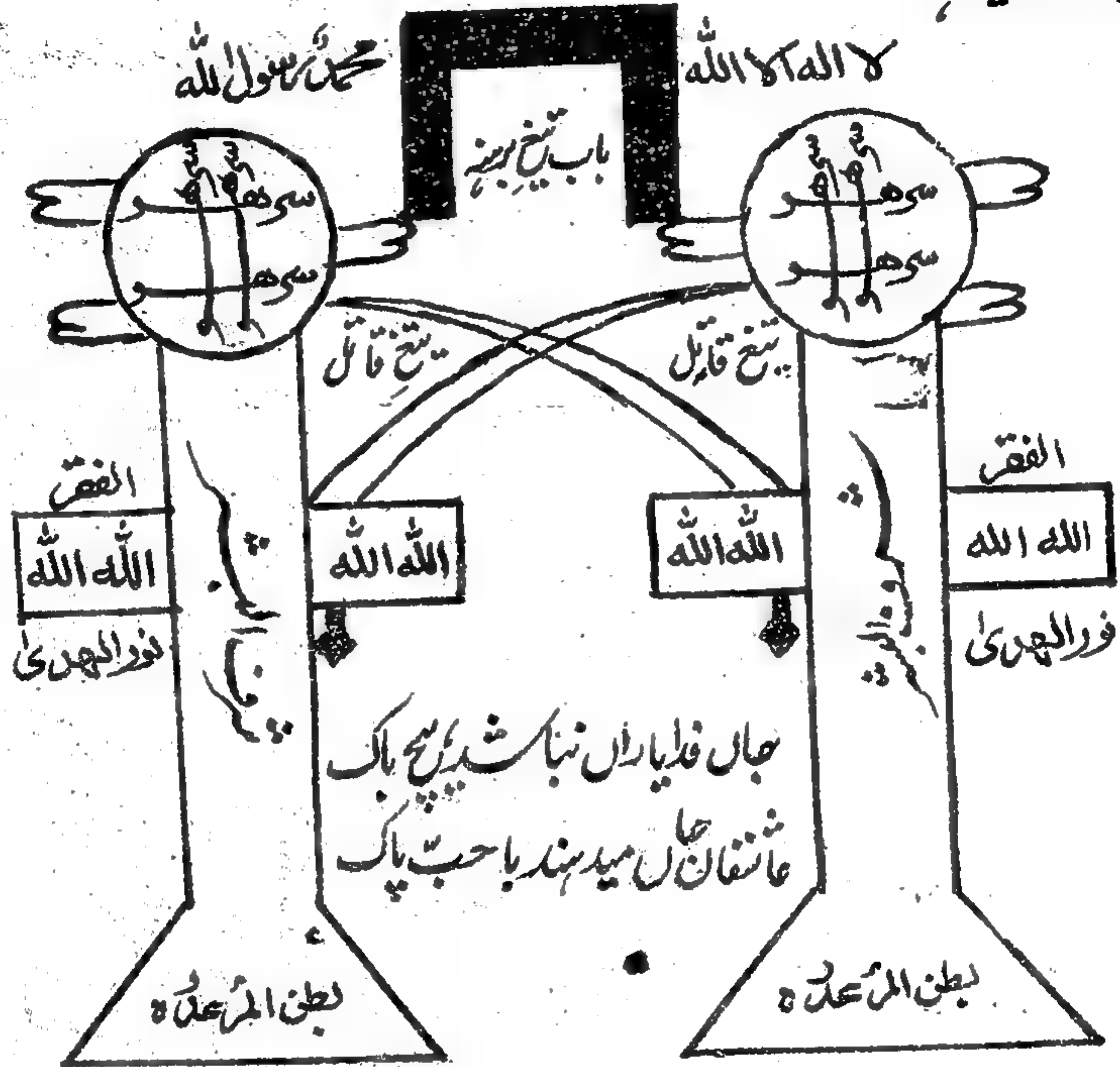


عدا راہ سلوک میں سالک طرح طرح کی معنوی موت مرتا ہے۔ اور مختلف باطنی زندگیوں سے زندہ جاوید ہوتا ہے۔

ج " یک باد میر و ہر کسے بچارہ جامی یارہا " مشنوی

عاشقان را ہر زمانہ مرد نیست مردن عشاق خود یک نوع نیست (باقی اگلے صفحہ پر)

جب طالب اللہ و شیروں کے درمیان سلامتی سے گزر جاتا ہے۔ اس کے آگے دائیں بائیں دو آدمی ہاتھوں میں تنگی تلواریں لئے کھڑے نظر آتے ہیں۔ طالب کو الہام ہوتا ہے کہ اسے طالب یا اگر فقیر چاہتا ہے تو سر کی پرواہ اور طمع نہ کر۔ اس راہ میں سر قربان کر دے۔ کیونکہ بغیر سریے سر الہی حاصل نہ ہوگا۔ ہر دو موکل صاحب شمشیر و تیغ زن کی صورت یہ ہے۔

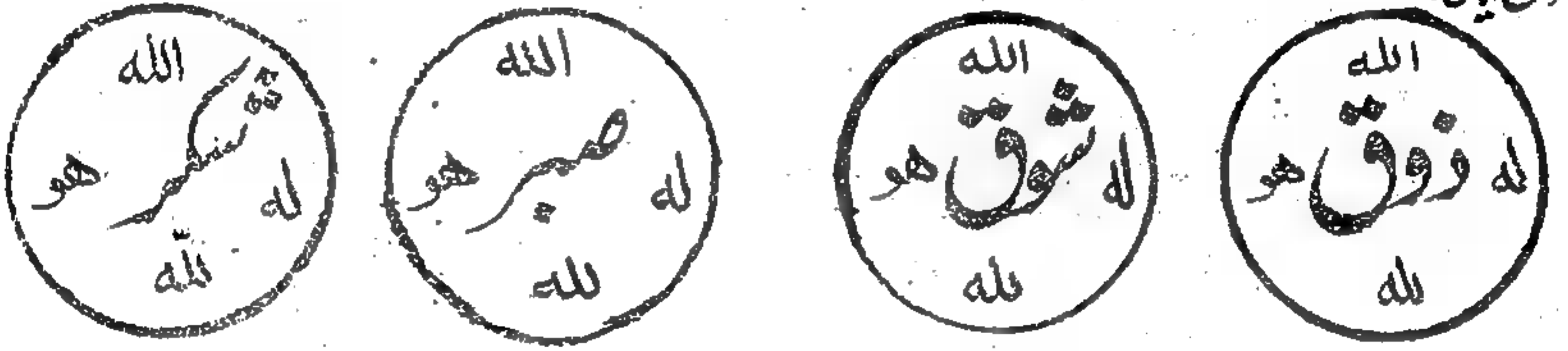


اور دو صد جاں دار و انوریدی
او یکے جاں راستہ مند بہا

دال دو صد راسے کند ہر دم فدا
از بنی خواں عشق و اشاہ

اور طریقت کے اس دشوار گزار پر خار راستے میں بے شمار خونخوار باطنی درندے اور غول بیا بانی اور ہزاران شیطانی موجود ہیں اور قدم قدم پر خطرناک عیش گڑھے ہیں۔ اگر ایک دفعہ پاؤں پھسل تو نہ جان کی خیر ہے اور نہ ایمان کی۔ اس لئے اس راستے میں رہبر رفیق کامل ہادی کی سخت ضرورت ہے۔ چنانچہ منجملہ ان کی چند کمات اور خطرناک منازل کا ذکر حضرت سلطان العارفین بیان فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ یہ فقیر باطن میں ایک نوری دریا میں سے کچھ پانی پینے کیلئے روانہ ہوا۔ تو جب اس دریا کے کنارے پہنچا تو دیکھا کہ میرے روحانی مربی حضرت سلطان العارفین اس نوری دریا کے عین کنارے پر لیٹے ہیں جب یہ فقیر آنحضرتؐ کے قریب پہنچا تو آپؐ نے مجھے اپنے نوری ہاتھوں سے اٹھا کر اپنے اوپر سے (باقی اگلے صفحہ پر)

جب طالب سرے کر سر حاصل کر لیتا ہے۔ تو اس مقام میں اللہ سے واصل ہو جاتا ہے۔ ہزاروں سالوں میں سے کوئی ایک آدمہ عاشق جہاں فلاں مقام کو پہنچتا ہے۔ اس کے آگے طالب چار فوری چشمے دیکھتا ہے۔ ایک چشمہ شوق، دوم چشمہ ذوق، سوم چشمہ صبر، چہارم چشمہ شکر۔ ان چاروں چشموں سے آپ رحمت، آپ جمعیت، آپ آبرو اور آپ کرم پی لیتا ہے اس کے وجود سے جملہ اوصافِ ذمیمہ اور خصائلِ ناشائستہ نکل جاتے ہیں۔ وہ چار چشمے اس طرح ہیں۔



اس سے آگے کرم پروردگار کے دو چشمے آئے انوارِ نو دار ہوتے ہیں۔ ان چشموں کا نام چشمہ رضا و چشمہ قضا ہے۔

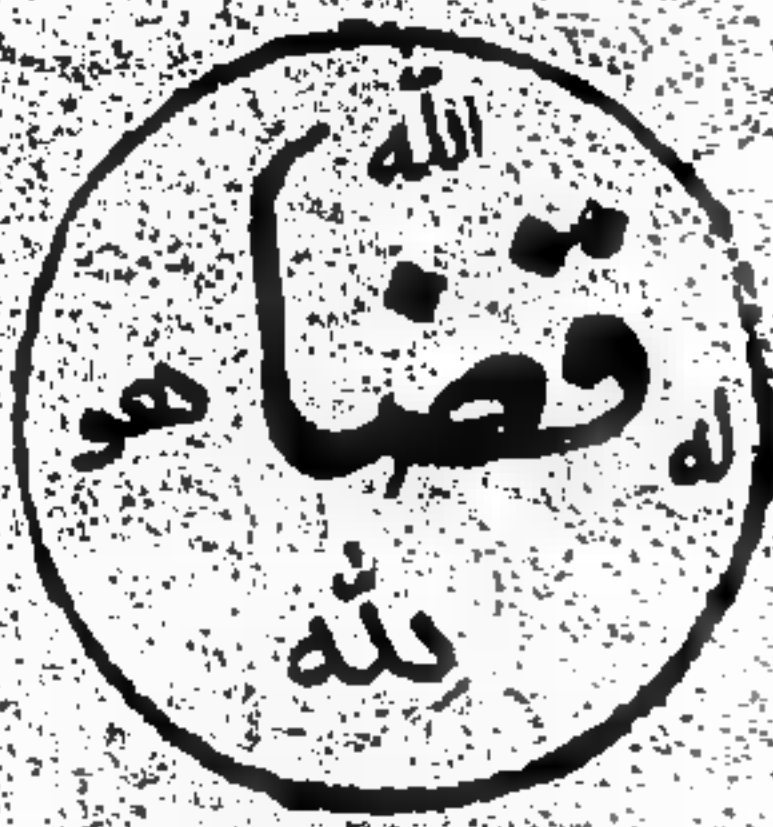
دریا کی طرف گذار دیا۔ چنانچہ میں دریا میں داخل ہوا۔ اور تین دفعہ اللہ پڑھ کر اپنے دونوں ہتھیلوں سے وہ نوری پانی اٹھا کر پی دیا۔ جب میں اس کام سے فارغ ہوا۔ تو پھر اسی جگہ پہنچا۔ جہاں سلطانِ عارفین گھاٹ پر بدستور بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھ کر پھر اپنے اوپر سے گھاٹ کی طرف آثار دیا۔ جب میں اس دریا سے چند قدم آگے بڑھا۔ اور پیچھے کی طرف دیکھا تو حضرت سلطانِ عارفین اس گھاٹ پر سے جس جگہ بیٹھے ہوئے تھے اٹھے۔ اور وہاں ایک غار اور کھڈ نظر آئی۔ اور آپ بالکل اس کے منہ پر اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے جسم مبارک نے اس غار اور کھڈ کے منہ کو پر اور بند کیا ہوا تھا۔ جب آنحضرت اس غار سے الگ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اس غار میں سے ایک ایسا عجیب اور ہونناک شکل کا اثر دہا نکلا کہ جس کے دیکھتے ہی خوف سے کینچہ منہ کھڑا ہوتا تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ اگر آنحضرت کی باطنی تائید اور روحانی رفاقت میرے شامل حال نہ ہوتی۔ تو اس وقت یہ خونخوار و زندہ جیچہ اپنا لقمہ بنا لیتا۔ اور میرا خاتمہ کر دیتا۔ غرض اس راستہ میں اکیلا بے حیل اور بے وسیلہ سالک ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔

مشقِ شوقی

چونکہ با شجی تو دور اندیشی روز و شب سیاری و درشتی
در پناہ جانِ جاں بخشے توئی کشتی اندر خفہ رامے روی
مگل از شیبہ ایام خویش تنہیکم کن بر فن و برگام خویش

ہیں میرا لاکہ با پر ہائے شیخ
تا بہ عبسی عون شکر ہائے خویش

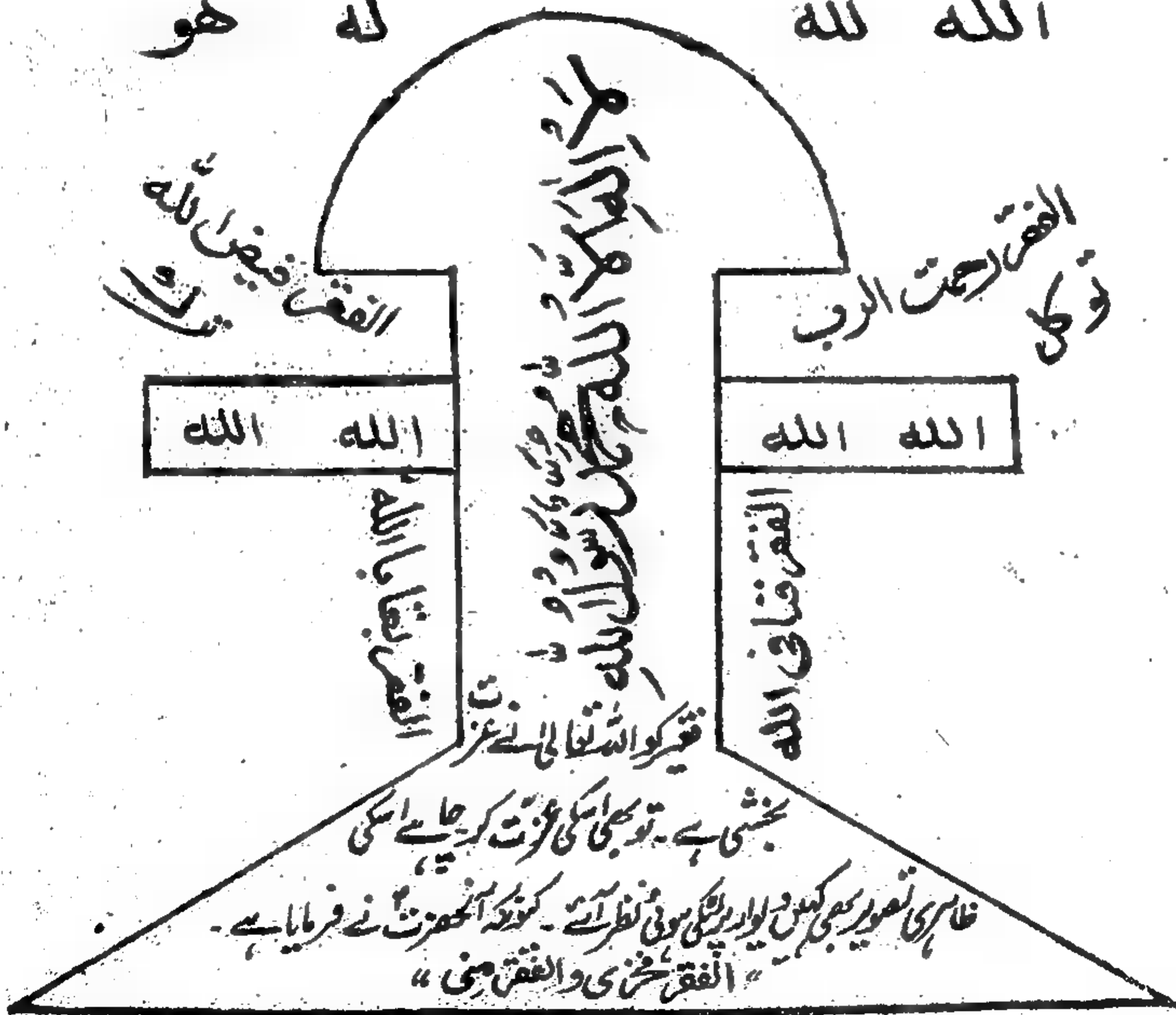
وہ چشمے میں۔ الرضا فوق القضا



جب طالب مقام رضا قضا سے قدم آگے رکھتا ہے تو وحدت کبریا اور تقا و خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس وقت ایک نورانی صورت از سر تا پا انوار دیدار سے منور، حور بہشت سے نہایت زیبا تر نمودار ہوتی ہے۔ اس صورت کا نام سلطان الفقیر ہے جو عاشق ہوشیار، سونختہ محبت و مشاہدہ دیدار کو اپنے بغل میں پکڑ لیتا ہے۔ اس وقت طالب کو سر سے قدم تک دنیا و عقبی سے بے غم اور لایحتاج کر دیتا ہے۔ صورت سلطان الفقیر یہ ہے۔

الله له هو

الله لله



ص۔ اس جگہ میں ناظرین کو یہ بتادینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جو باطنی شیروں اور دو تنہ زدن و موکول اور حضرت سلطان الفقیر کی صورتیں نورانی کلمات اور اسما الہی سے مرقوم اور نقوش ہیں۔ یہ کچھ نہ نورانی لطیف صورتیں ہیں۔ یا یہ سمجھو کہ باطنی ملازمت اور روحانی منصب کی ایسی مخصوص غلچتیں اور نورانی دریاں ہیں جو جس اہل منصب باطنی کو جو وہ وردی پہنا دی جاتی ہے۔ اسی وقت اس میں اس منصب اور عہدے کی یاقوت قابلیت، طاقت اور علم پیدا ہو جاتا ہے۔ اس راستے میں (باقی اگلے صفحہ)

جب نوازش سلطان فقر سے بہرہ یاب ہو کر گے قدم رکھتا ہے۔ تو اس کے سامنے انوارِ توحید کا ایک گھر ہر سجدہ ٹھہرائیں
 مارتا نظر آتا ہے۔ اس مقام میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے اس بحرِ
 انوار میں غوطہ دیتے ہیں۔ وہ ترک، توکل، تجرید، تفرید اور فقر کے اصل مقام کو پہنچ جاتا ہے۔
 یہ مرتب ہیں نصیبِ عشاق ابتداء ہوت ۲ آخر لامکان

بڑی آزمائشیں اور سخت امتحانات کا سامنا ہوتا ہے۔ یہ راہ پروردگار کا شاخہ ہے۔ نہ کہ خانہ مادر و خالہ ہے۔

صنوی شریف: عشق ازل چرخِ خونی بود تا گریز دہر کہ بیرونی بود

تو بیک خواری گریزانی ز عشق تو بجز نامے نمی دانی ز عشق

خون شہید ز آگِ دلی تر است ایں خطا از صواب اولی تر است

پیش گئے بے دود بے دام نیت جو بگو نگاہ حق آرام نیست

حضرت سلطان الغافین نے سلوک کے ان باطنی بلند مقامات کو درجہ بدرجہ اویسے اویسے بیان فرمایا ہے۔ اور ان
 سب مقامات تک پہنچنے کا ذریعہ اور وسیلہ شد کامل کا کرم اور لطف بتایا ہے۔ یہ مقامات طالب کی اپنی کوشش، جدوجہد
 دورِ صوب، ریاضتوں، مجاہدوں اور چلوں چلوں سے ہرگز حاصل نہیں ہوتے۔ جیسا کہ حضرت مولانا موم صاحب فرماتے ہیں۔
 آنچہ تبریز یافت یک نظر از شمس الدین: طعنہ نذر بردہ و سجزہ کند پرچہ

یعنی مولانا موم صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو چیز ہم نے تبریز میں اپنے شیخ حضرت شمس الدین تبریزی کی ایک نظر سے پائی ہے۔
 وہ دس روزہ خلوتوں اور چالیس روزہ کے چلوں پر طعنے اور مسخر کرتی ہے۔ یعنی خلوتوں اور چلوں میں محنت اور ریاضت
 کرنے والے اس نعمت کو ہرگز نہیں حاصل کر سکتے۔ جو مرشد کامل کی ایک نیم نگاہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے مادی
 دماغ والوں، ظاہری کسی علوم پر مغروروں اور ذہنی و بد وظائف اور چلوں اور مجاہدوں میں سرکھپانے والوں کو حضرت
 سلطان الغافین کے ان بیانات اور باطنی مقامات پر بہت مشکل سے یقین آئیگا۔ لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات
 لاحد لا عدا اور ہم و قیاس و گمان سے بالاتر ہے۔ اسی طرح اس کی طرف چلنے والے باطنی سالکوں اور عارفوں
 کی منازل اور مقامات بھی عقل و دانش سے بالاتر ہیں۔ بعض طالب خلوتوں اور چلوں سے لوگوں میں شہرت اور رجوعا
 حاصل کر کے اسی کو اصلی منزل مقصود اور سب کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ بعض طالب کشف و کرامات کی دلیل میں پھنس جاتے ہیں۔
 بعض طالب مغلی اور علوی مقامات صغیرہ اور کبیرہ کی طیر سیر کو اصل مقصود خیال کر کے اسی پر غور و وقت اور مغرور ہو
 جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ذاتی قرب مشاہدے اور وصال کے لئے یہ سب منازل اور مقامات میرٹھی کی طرح
 ہیں۔ اولہ مشاہدہ ذات کے باہر بلند پر پہنچنے والوں کے لئے میرٹھی کے پاؤں پر ٹھہر کر (باقی اگلے صفحہ پر)

جو شخص دریائے ثروت توحید میں غوطہ کھا کر پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ وہ مقام فقر تمام کے ایسے لاجتہاد اور قدر
مستے کو پہنچ جاتا ہے۔ کہ اس کا مرتبہ و حکم اور نعم میں نہیں آتا۔ اس کے بعد علم لدنی کی تعلیم اور یقین شروع ہوتی ہے۔ طالب
صادق فقیر ایک شب روز میں علم معرفت اور توحید کے حصول سے فارغ ہو کر اذا التذلل فقر فهو الله کے مقام کو پہنچ
جاتا ہے۔ جب اس سے آگے جاتا ہے۔ تو سیارہ ہی سے پرادر ملو ایک باطنی چشمے کو دیکھتا ہے۔ یہ چشمہ کن فیکون
قدرت الہی یعنی کن کی سیارہ ہی سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ طالب کو ہاتھ سے آواز ہوتی ہے۔ کہ اے طالب! اس چشمے
کی کچھ سیارہ ہی چاٹ لے۔ جب قدرت الہی کی وہ سیارہ طالب چاٹ لیتا ہے۔ تو اس کی زبان سیاہ ہو کر سیف الرحمن
ہو جاتی ہے۔ اور صاحب لفظ ہو جاتا ہے۔ اور قائل قتال خطاب پاتا ہے۔ لیکن چاہیے کہ اس کی ہر بات موافق
شرع محمدی صلعم اور مطابق قرآن اور مخالف نفس و شیطان ہو۔ جب طالب اس مقام سے گزر جاتا ہے تو اس
کے آگے ایک نخل کا پتھر ٹاک دریا آتا ہے۔ طالب کو اس وقت غیب لغیب ہاتھ سے آواز آتی ہے۔ کہ اے
طالب! یہ ان عاشقان الہی کے خون جگر کا دریا ہے۔ جن کی قوت اور قوت تمام عمر خون جگر رہی ہے۔ اگر تو عاشق
صادق ہے تو تجھے بھی ہمیشہ خون جگر پینا پڑے گا۔ اب اس دریا میں سے اپنا حصہ خون پی لے۔ جو شخص یہ خون
جگر پی لیتا ہے۔ وہ شخص عاشق صادق ہو جاتا ہے۔ اسے چلوں، خلوتوں اور ریاضت و مجاہدے کی احتیاج نہیں
رہتی۔ یہ سب مذکورہ بالا مراتب فقر کا صرف ایک دھندلا سا بیان ہے۔ اور فقر کی انتہا مراتب عیاں ہے۔ یعنی
مشاہدہ حضور اور قرب وصال نور عیاں یہ ہے۔ کہ قیل و قال اور بیان سے گذر جائے۔ اور ہر مقام کو اپنی
انکسول سے حقیقی طور پر دیکھ پائے۔ فقیر صاحب عیاں اسے کہتے ہیں۔ کہ حقیقت احوال کن فیکون یعنی حقیقت
احوال انل، حقیقت احوال ابد، حقیقت احوال دنیا۔ اور حقیقت احوال ممات اہل قبور اور حقیقت احوال
حشر گاہ و احوال اہل صراط و احوال دوزخ و بہشت اور حقیقت احوال ساغر شرابا طہور حضرت محمد مصطفیٰ صلعم
کے ہاتھ سے پینے اور حقیقت احوال مشرف دیدار ہونے کے ان تمام حالات کو ابتداء سے انتہا تک دیکھ لے
اور پھر سب کو بھلا دے۔

رک جانا سخت مہلک جان اور موجب حرمان ہے۔

اے برادر بے نہایت درگاہیت

آنچه تا دے میری بروے مالیت

حضرت سلطان العارفین نے جو کچھ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ شاید حال ہے۔ کہ یہ حرف برف صبح اور دردت ہے۔ انحضرت کو یہ مقامات
حاصل ہوئے ہیں۔ بلکہ اپنے طالبوں کو بھی یہ مقامات اور منازل ہو بہو اسی طرح دکھاتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے ساری عمر
مادی خاکرانی میں گزاری ہو۔ انہیں ان باطنی مقامات اور روحانی کمالات کا اندازہ کس طرح لگ سکتا ہے۔

مرشد صاحب عیال طالب کو توجہ سے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ کہ اس سے کوئی حال محقق اور پوشیدہ نہیں رہتا۔ یہ مرتبہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتا ہے۔
 گر تو چاہے دیکھنا ہی با عیاں عرق فی التوحید ہو در لاکھا
 صاحب عیال جس طرف متوجہ ہوتا ہے ہزار ہزار عالم مخلوقات کو اس نقش اور دائرے کی برکت سے اپنے سامنے حاضر کرتا ہے۔
 نقش یہ ہے۔

لہ	لہ	بجانب اللہ نہایت اللہ حضرت
فقر	عجل	ہو
جامع	فضل	فیض

باب ہفتم

حضرت پیر و شکر و صفت طریقہ قادری

اے طالب غافل، اے عاقل، اے عال اور اے کامل! ہماری اس بات کو دل کے کافور سے سن لے۔ اور یقین کر لے اور اس بیان اور حکایت کو یاد کر کے ہمیشہ توفیق یا ہزار دفعہ پڑھا کر۔

اس باب میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے اپنے شیخ الشیوخ، اپنے سردار و سالار طریقت اور اپنے پیر و مرشد حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اور آپ کے طریقہ قادری کی تعریف اور توصیف بیان فرمائی ہے۔ اور حق بات یہ ہے کہ حضرت پیر و شکر محبوب سبحانی کا باطنی مرتبہ اور روحانی درجہ حیطہ تحریر سے باہر ہے۔ کسی نے آپ کے حق میں کیا خوب کہا ہے۔
 (باقی اگلے صفحہ پر)

واضح ہو کہ طریقہ قادری حضرت شاہ محمد الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجائے ریاضت راز بخشے والا اور بجائے ریخت گنج عطا کرنے والا ہے۔ طریقہ قادری جلالیت میں تیز کاٹنے والی تلوار کی طرح ہے۔ جو شخص حضرت پیر و شکیکہ رضی اللہ عنہ کے طالب مرید سے دشمنی رکھتا ہے۔ بے شک اس کا سر جلائی تلوار سے کٹ جاتا ہے۔ اگر حضرت پیر و شکیکہ کا طالب مرید فرزند صالح ہے۔ تو حضرت پیر و شکیکہ کی آستین میں رہتا ہے۔ اور اگر طالح ہے تو حضرت پیر قدس سرہ العزیز اس کی آستین میں ہے۔ جب کبھی کوئی شخص انہیں آزار پہنچاتا ہے۔ تو حضرت پیر و شکیکہ جلالیت سے اپنی آستین جھٹاتے ہیں اور آزار پہنچانے والے کو ہفت پشت تک خراب اور ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ یاد رہے کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات براق پر سوار ہو کر حضرت جبرائیل کے ہمراہ حق تعالیٰ کی جانب روانہ ہوئے اور جس وقت

کتاب وصف ترا آب بحر کافی نعت کہ ترکندہ سرانگشت و مفر بہارند

تمام دنیا کے شیخ مشائخ و بربرگان دین اور جلا و لیا و عارفین تمام اولیاء و اول پر آپ کی برتری اور سروری کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور آپ کے اس قول مبارک قد صی حدی علی رقبۃ کل ولی اللہ کے آگے سر خم و نیاز جھکاتے ہیں۔

گویم ز کمال تو چہ غوث البقیۃ جہوۃ خداون حسن آل حسنا

سرود قدمت جملہ نہادند و بگفتند تا اللہ لقا ترک اللہ علیہ

اور جو شخص جوٹے مدعی ریاکار و کاندہیں۔ اور ان کے پلے باطنی دولت میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔ اور ولایت کی روحانی نعمت سے محض بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔ وہ آپ کے اس قول میں چہ میگوییہاں کرتے ہیں جس طرح ملائکہ کیلئے آدم علیہم السلام کا سجدہ ایک آزمائش اور امتحان تھا۔ اسی طرح آنحضرت قدس سرہ کا فرمان نہ حق ترجمان تمام اولیاء و جہان کے لئے بطور امتحان ہے۔ جس ولی نے آپ کے اس قول کا انکار کیا وہ شیطان کی طرح رافدہ درگاہ ہو گیا۔ اور ولایت کے منصب سے محروم ہو گیا۔ سوا صلی حقیقی اولیاء اللہ آپ کے اس فرمان کے دل و جان سے تابدار اور فرمانبردار ہیں۔ اور جو ولایت سے محروم ہیں۔ وہ اگر انکار کریں۔ تو ان کا کیا بگڑتا ہے جس ولی نے آپ کے اس قول کے آگے حسب قدر زیادہ عجز و نیاز اور عزت و تعظیم کی وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا زیادہ مقرب و منظور نظر ہوا۔

کہتے ہیں کہ جس روز حضرت پیر محبوب سبحانی نے بغداد شریف کے اندر اشار و عظیم میں بر سر منبر قول قد صی حدی علی رقبۃ کل ولی اللہ "یعنی میرا یہ قلم تمام اولیاء و اول کی گردن پر ہے" فرمایا تو اس وقت سلطان الہند خواجہ عزیز نواز حضرت معین الدین حسن بخاری حشیشی رحمۃ اللہ علیہ ایران کے پہاڑوں میں ریاضت کرتے پھرتے تھے۔ اور اس وقت پہاڑ کی لیک غار کے اندر ریاضت میں مشغول تھے۔ جب آپ نے حضرت پیر قدس سرہ العزیز کا قول قد صی حدی علی رقبۃ کل ولی اللہ سنا تو آپ نے کئی سو میل باطن میں پروانہ کی اور سرزمین پر رکھ کر اور کمال عجز سے فرمایا (باقی اگلے صفحہ)

سدرۃ المنتہی سے اگے جبریل اور برحق و رفرف چلے سے رہ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے تو حضرت پیر و شگیر کی روح مبارک نے طرفہ الین میں حاضر ہو کر اپنی گردن حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نیچے رکھ دی اور آپ کو مکان اعلیٰ لامکان میں لے جا کر مقام خاص قرب قاب قوسین تک پہنچا دیا۔ اس وقت حضرت پیر و شگیر کی روح مبارک سلطان الفقر اور نور الہدیٰ کی معشوقی صورت میں آنحضرت کے سامنے نمودار ہوئی۔ اوداد اور تعظیم سے دست بستہ کھڑے ہو کر سر جھکا دیا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام نور حضور میں جناب کبریائے عرض کی کہ یہ نوری زیبا اور خوش نام صورت کس کی ہے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو رہی ہیں۔ حکم ہوا کہ اے حبیب! تجھے مبارک ہو یہ صورت

علی حدیۃ عینی یعنی میں آپ کا قدم مبارک بجائے گردن کے اٹھ کی پٹی پر لیتا ہوں۔ اس وقت حضرت سلطان الاولیا حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے خوش ہو کر فرمایا۔ کہ اے ولید میں محی الدین اور تو میرا ہند کا جانشین معین الدین قیامت تک لوگ تیرے قدم کو سر اور آنکھوں پر رکھیں گے۔ اور شاہان ہند تیرے در کی گدائی کو باعث خیر سمجھیں گے۔ چنانچہ حضرت خواجہ صاحب حضرت پیر و شگیر صاحب قدس سرہ کے حق میں مدح و قصیدہ فرماتے ہیں۔

نعت
یا پیر معظم نور ہدیٰ - مختار بنی مختار خدا
سلطان ولایت قطب الانوار جلالی سما
گرد آویں مبرکہ رسول، دلی قیدین عرجا
ہمہ عالم محی الدین گویاں بر حسن جلال کشتہ فدا

آخر میں فرماتے ہیں۔

معین کہ غلام نام تو شد۔ دیو زہرہ گر اکرام تو شد۔ شد خواجہ ازال کہ غلام تو شد۔ دار و طلب تسلیم و رضا
تمام ادبیار کا یلین اور صوفیاء عارفین کیا خولجگان ہائے چشت اور نقشبندی و سہروردی حضرت پیر محبوب سبحانی
قدس سرہ العزیز کی فوقیت اور علو شان و عظمت کے قائل ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ نقشبند صاحب کی یہ مدح و بیانی
حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہ کے روضہ مبارک پر آج تک ثبت اور مرقوم ہے۔

کجا سچی۔ بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر دست
سرور و اولاد آدم شاہ عبدالقادر دست
بر زمین و آسمان جن و بشر ہم قادیان
ساتھ و در دنیاں ہم شاہ عبدالقادر دست

البتہ بعض کم ظرف نادان بہر کو چہ طریقت کے آورہ گرد ناقص و ناتمام طالب اگر از راہ تعصب و حسد آنحضرت قدس سرہ
کی شان اور عظمت کو گھٹانے میں کچھ بیہودہ باتیں کہیں۔ تو ان کی باتوں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ دیگر طریقہ سہروردی کے سردار
اور سالار حضرت شہاب الدین سہروردی کو فیض حضرت محبوب سبحانی سے ہے۔ یہ اس سے ثابت ہوا کہ کل چاندی طریقوں یعنی طریقہ
قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی سب کے سالار اور سردار حضرت پیر و شگیر ہیں۔ اور دنیا کے سب طریقے اور خانوادے
حضور ہی سے فیض یافتہ ہیں۔ اور حضور ہی کے گلشن فضل اور گلزار فیض کے خوشہ چین ہیں۔

سلطان الفقراء حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر کی ہے۔ جو آپ کی آل اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حسی اور حسی
اولاد میں سے ہے۔ آپ کے حسی لسانی اولاد نوری فرزند ہوں گے۔ آپ کی امت میں سے آپ کے خاص فقر
کے وارث اور آپ کے لئے باعث فخر ہوں گے۔ حدیث: الفقیر فخری والفقیر منی یعنی حضرت محی الدین
رضی اللہ عنہ کو فقر کا ورثہ مجھ سے ملا ہے۔ اور ان کا فقر میرے لئے باعث فخر ہے۔ اس وقت حضرت
محبوب کر و کار احمد مختار جو شمسرت و جذبات مختار میں زبان حق ترجمان سے یوں گوہر نشاں ہوتے کہ اسے فرزند
ارجمند محی الدین میرا قدم تیری گردن پر آگیا ہے۔ اور تیرا قدم میری امت کے تمام اولیاء کی گردن پر ہو گا۔
اور وہ وقت آئے گا کہ تو اللہ تعالیٰ کے امر سے کہگا۔ قدحی ہذہ علی دقہ کل ولی اللہ یعنی میرا قدم تمام
اولیاء و آخرین اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ حضرت پیر دستگیر کو اللہ تعالیٰ نے وہ عزت بخشی کہ جو شخص آپ کے عین حیات
میں آپ کا اسم مبارک بے وضو زبان پر لیتا اس کی گردن اڑ جاتی۔ یہ آزمائش اس لئے تھی کہ آپ سر سے قدم تک
اللہ تعالیٰ کے اُن ذاتی انوار رحمت میں لپٹے ہوئے تھے کہ جس میں آپ کا دوسرا کوئی ثانی اور شریک نہ ہو اور
امت محمدی صلعم میں آپ ہی وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے فقر کا دروازہ کھولا۔ اور فقر کی امانت گراں بار کو اٹھا کر سنبھالا۔
بعض طریقہ والے محض خرقہ پوش ہوتے ہیں۔ لیکن قادری طالب اللہ تعالیٰ کے بحر معرفت و توحید سے دیا
نوش ہوتے ہیں۔ بعض میں رسم رسوم سجادگی ہے۔ لیکن طریقہ قادری میں راہ قافی اللہ نفس سے آزادی ہے۔ بعض
طریقوں میں اپنے قائم مقام اور جانشین کے لئے رواج جبہ و دستار ہے۔ لیکن طریقہ قادری میں محض ہدایت، جمالیات
مشاہدہ چمن اور شرف دیدار ہے۔ بعض میں تلقین ورد اور ادب ہے۔ لیکن طریقہ قادری میں روز اول استغراق
وحدت قافلہ نفس راہ فریج ہے۔ بعض طریقوں والے حجام کی طرح طالب مرید کے بال مقارن سے کتر لیتے ہیں۔ لیکن
طریقہ قادری والے توجہ سے دریائے توحید میں غوطہ دیتے ہیں۔ ابیات

سہرور اس فقر سے اگر نہیں
نقشبندی کو بیان تک نہ نہیں
خواجہ حشی ریاضت راہ بر
بہر دنیا عروجاہ و سیمندر
ابتدائے قادری ہے بالفتا
انتہائے قادری با مصطفیٰ

فقیر جو کچھ کہتا ہے حسد سے نہیں بلکہ حساب سے کہتا ہے۔ من سکت عن الحق فهو شیطان اخر من۔ ترجمہ: جو
حق بات بیان کرنے سے خاموش ہو جائے وہ شیطان ہے گونگا۔

پیر زمان مرید اور مرشد اہل تقلید مثل حجام موی برید بہت ہیں۔ پیر مرشد کامل قادری ہونا چاہیے کہ ایک ہی
نظر اور نگاہ سے حاضر ناظر کرے۔ حضرت پیر دستگیر مادر زاد انزلی ولی تھے۔ اور آپ کو معراج کی رات حضرت
محمد رسول اللہ صلعم ہی نے تعلیم علم و تلقین علم ارشاد فرمائی تھی۔ اور آپ حضرت صلعم نے باطن میں آپ کو دست

بیعت فرنا کہ حجی الدین کے لقب سے سرفراز فرمایا تھا۔ اگرچہ آپ نے ظاہری مرشدوں سے بھی زمانہ طلب میں ارشاد اور تلقین حاصل کی ہے۔ اور اس زمانے میں اکثر ناقص مرشدوں کے سلوک میں نقص اور جہتیں رفع کر کے انہیں مقام کمال تک پہنچایا۔ اکثر مرشد طالب مرید بناتے ہیں۔ لیکن حضرت پیر رحمتہ اللہ علیہ لوگوں کو مقام ارشاد تک پہنچا کر کامل مرشد بناتے ہیں فی الحقیقت۔ نیا کے تمام پیر اور مرشد حضرت پیر دستگیر کے طالب اور مرید ہیں۔ اور حضرت پیر دستگیر رحمہ اللہ کے تمام اولیاء اور مشائخ میں سب سے افضل، اعلیٰ، اولیٰ اور بے مثل فرد فرمید ہیں۔ اکاکن حاکمان

ہر طریقہ مفلس اور اہل سوال
تادری صاحب غایت باوہا
تادری ہوں حاضری ہوں باخدا
طالبوں کو ہوں دکھاتا مصطفیٰ

قادر ہی طریقے کے تین طرح کے لوگ دشمن ہوتے ہیں۔ اول رافضی خارجی۔ دوم ناقص کاذب۔ سوم مردود و مناقق۔ اے جان عزیز اور صاحب عقل و تمیز۔ معرفت اور فقر میں وہ شخص قدم رکھتا ہے۔ جو مرشد مبتدعی و غیبتی اور ناقص و کامل کو باطنی توفیق سے پہنچاتا ہے توفیق چاہم کی ہوتی ہے۔

اول۔ توفیق علم جو کہ مطلق انسانی شعور سے حاصل ہوتی ہے۔ دوم توفیق ولی اللہ اہل حضور کو تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ سوم توفیق نور تصدیق جو کہ ذکر قلبی سے شعلہ انوار دیدار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو شخص اہل باطن معجز کا حصہ ہے۔ چہاں توفیق تصور نقص فنا، تصرف روح بقا اس مرد عارف خدا کو حاصل ہوتا ہے۔ ہر طریقہ تادیلی میں یہ چاروں توفیق طالب اللہ کو عطا کئے مرشد قادری پر فرض عین اور ضروری ہیں۔ ہر طریقے میں سنج و ریاضت اور مجاہدہ دل کی آفات ہیں۔ لیکن طریقہ قادری میں روز اولیٰ درس تکبیر تصور ذات ہے۔ طریقہ قادری آفتاب کی مانند ہے۔ اور دیگر طریقے اس کے سامنے بمنزلہ حیرانہ کے ہیں۔ بعض لوگ جاسوس کی طرح طریقہ قادری میں داخل ہو کر خلافت لیتے ہیں۔ اور ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر دام و گروانی پھیلانے کو لوگوں کو کہتے ہیں کہ ہم ہر طریقے میں بیعت لینے کے مجاز ہیں۔ قادری کو صد حیا اور ہزار شرم چاہیے۔ کہ دیگر طریقوں میں منہ چھپاتے اور ان کی آٹھ لے۔ طالب مرید قادری نر شیر کی طرح ہرگز جیلہ جو رہا بامزان مرشد کے پاس نہیں بھٹکتا۔ اور طالب مرید قادری شہباز قدس بلند پر واز ہوتا ہے۔ وہ ہرگز غلیو از کے ساتھ نہیں بیٹھتا۔ طالب مرید قادری مست اونٹ کی طرح کانٹے اور جھاڑیاں کھاتا ہے۔ اور بارگرا فی اسم اللہ ذات اٹھاتا چلا جاتا ہے۔ طریقہ قادری میں وہ برکت ہے۔ کہ جو شخص ایک ہی بار توفیق خاص اور صدق دل و اخلاص سے بزبان پاک کہدے یا شیخ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ اس پر ابتداء سے انتہا تک معرفت، فقر اور ولایت کے تمام مقامات واضح اور روشن ہو جاتے ہیں۔ حضرت شاہ عی الدین قدس سرہ کے ہم مکرم و علم میں تاثیر مشاہدہ معراج ہے۔ جس کو اس پاک نام کی برکت ہی سے سب مراتب حاصل ہوں اسے پلے اور ریاضت کا کیا حیاں ہے۔ ہر طریقے میں طالب مرید کو کوشش اور مرشد کو کشش درکار ہے۔ لیکن طریقہ قادری میں نہ کوشش اور نہ کشش چاہیے۔ بلکہ مرشد تصور اسم اللہ ذات کی

ایک ہی توجہ سے طالب کو حضور پر نور میں پہنچا دیتا ہے۔

میں نہ کوشاں ہوں نہ خواہاں ثواب

عرق فی التوحید فی اللہ بحجاب

عرق وحدت ہو کے میں دیکھوں خدا

عرق اور توحید ایک غیر مخلوق چیز ہے۔ جو اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اسم اللہ ذات کے حروف

سے نمودار ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ حق ہے۔ کیونکہ من جانب حق ہے۔ اور متصل باقی ہے اور اسم ذات سے طالب لائق حضور۔ بطن

محمود اور صاحب وجود مخفوف ہوتا ہے۔ **قوله تعالى ليخضر لك الله ما تقدح من ذنبك وما طاهر ترجمہ**

اللہ تعالیٰ بخش دے گا تیرے اس گلے اور پچھلے سب گناہ، اہل مخفوف وجود ہمیشہ تصور اسم اللہ ذات کی قید میں رہتا ہے۔

اور صاحب تصور اسم اللہ ذات کا مرتبہ گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے سلب نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسم اللہ ذات کی طاقت لازوال

ہے۔ صاحب تصور اسم اللہ ذات کا وجود سر سے قدم تک سرسبز نور ہوتا ہے۔ اور اس کی ہر شے نور ہوتی ہے چنانچہ

ص غرق، توحید اور نور ایک غیر مخلوق برقی طاقت ہے۔ جو اسم اللہ کی مشق اور تصور سے طالب سالک کے وجود میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ ذاتی نور دن بدن ترقی کرتا ہے۔ نہ کسی طرح زائل اور سلب ہوتا ہے۔ اور اس کو نقص اور زوال لاحق ہوتا ہے۔ ایسے ذاتی نور کا مالک ہر قسم کے سالک اور طالب پر غالب ہوتا ہے۔ وہ دوسرے طالبوں کے اسمانی، انسانی اور صفاتی فیوضات اور برکات کو اپنے نور ذات سے اگر چاہے۔ سلب کر لیتا ہے۔ لیکن ان کے ذاتی نور کا فیض اور برکت کوئی شخص سلب نہیں کر سکتا۔

طالب برید قادری جب بیشہ حدود و امکان میں نمودار ہوتے ہیں۔ تو وہ شیر کی مانند اور صورت میں متشکل ہوتے ہیں۔ تمام ناسوتی سفلی جانداران سے خائف اور ہراساں رہتے ہیں۔ وہ کل جانوروں کو شکار کرتے ہیں۔ لیکن انہیں کوئی جانور شکار نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جب وہ باطنی نوری جسے سے قاف قدس اور فضائے لامکان میں پرواز کرتے ہیں تو شہبائی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ اور تمام باطنی طویر کو صید اور شکار کرتے ہیں۔ اور سب روحانی طویران سے لہز لال اور گریزاں رہتے ہیں۔ کیونکہ ذاتی نور آفتاب کی طرح ہے۔ کہ جس کے مقابلے میں اقمار صفات و کواکب فعال و چراغ ہاتے اسما کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ اور ان سب کو فیض انوار آفتاب سے حاصل ہے۔ یہ سب آفتاب کے ذاتی نور کے محتاج ہیں۔ اور آفتاب بذات خود لا محتاج کسی کے نور کی اسے عز و جلال اور احتیاج نہیں رہتی لہذا قادری طریقہ آفتاب کی مانند نور اسم اللہ ذات سے دائم منور اور تاباں ہے۔ اور یہ تیرا عظم قیامت تک فلک الاعلیٰ پر درخشاں ہے۔ جیسا کہ آنحضرت محبوب بھائی قدس سرہ الغریز فرماتے ہیں۔

اقلت مشموس الاولین وشمسنا ابدل علی خلف الاعلیٰ تعجب

(باقی اگلے صفحہ)

اس کا علم بھی نور۔ نفس قلب روح اور سر نور۔ بنیائی شہنائی اور گویائی نور، اعمال، احوال اور وصال و جمال نور، اکل شرب اور خواب وغیرہ از شرف دیدار نور، تصور، لغت، فکر اور توجہ علمہ با ایمان نور ہوتے ہیں۔ طالب مرید قادری اس طرح سر تا پا نور ایمان اور نور عرفان سے آراستہ باطن معبود ہوتے ہیں۔ قول شاہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ المرید کا بیوت الہی علی الایمان ترجمہ "میرید نہیں ہو سکتا اگر ایمان پر" کیونکہ کمر تے وقت طالب مرید قادری کا حضرت شاہ محی الدین کی باطنی توفیق اور روحانی طاقت سے ذکر کلمہ طیب جاری ہو جاتا ہے۔ من کان اخر کلامہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فقد دخل الجنة بلا حساب و بلا عذاب ترجمہ "جس آدمی کا موت کے وقت آخری کلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو وہ بہشت میں بلا حساب و بلا عذاب داخل ہو گا"۔

شرح نور

نور کیا چیز ہے۔ نور ایک غیر مخلوق باطنی برقی طاقت ہے۔ جو کہ حروف اسم اللہ ذات سے نمودار ہوتی ہے۔ یہی انوار ویدہ دیدار ہیں۔ اور نصیب ویا را اللہ زندہ دل و عقل بیدار ہیں۔ جب دنیا مطلق موجب ظلمت ہے۔ اور ہل و بیا گمتوں کی طرح طالب جہیدہ مراد ہیں جو شخص علم معرفت اور مطالعہ علم تصرف کو نظر انداز کرتا ہے۔ وہ سیاہ دل، شرمندہ احوال قرب وصال تقویٰ سے بالکل بے خبر ہے۔ کیونکہ ذاتی فقر کی تصنیف سر سر نور اور حضور سے منظور ہوتی ہے اور ان کا کلام محض اللہ تعالیٰ کا ہی اعلام اور ایک عطا النعم ہوتا ہے۔ کیونکہ جو کچھ اثرات و برکات اور معارفہ و اسرار نبوی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بعد باقی رہ گئے تھے ان کا ظہور آج بھی برقرار اور جاری ہے۔ یہ تصنیف ان علوم معجزات سے ماخوذ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے امت میں باقی رہ گئے ہیں۔ اس فقیر نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے علم معجزات حاصل کیا ہے۔ یہ تصنیف علم معجزات سے منور اور علم معجزات کے معارف و اسرار سے پراور مملو ہے۔ بعض بزرگان دین اور مصنفین کی تصانیف الہامی ہیں۔ لیکن اس فقیر کو مقام الہام سے بھی بالا محض اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے التفات کلام حاصل ہوا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ بد بخت کو نیک بخت بنادے گا۔ اللہ بس ماسوی اللہ بس۔

یہ تصنیف نہ مقام ابتدائی ثبات اور نہ علم واروات کے حالات بیان کرتی ہے۔ بلکہ یہ محض انوار ذات سے مترشح ہے۔ اور نور ذات ہی کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ یہ ایک چشم آب حیات ہے جس میں ابدی حیات اور

یعنی سابق اولیاء کرام کے اقرار صفات اپنی مدت گزار کر غروب ہو گئے ہیں۔ لیکن ہمارے ذاتی نور کا آفتاب ابد لا باد تک تابال اور درخشاں رہے گا۔

مردی نجات ہے۔ اس میں وہ علم اور نور قرآن کی آیات ہیں جو بندہ لویہ اور وسیدہ درجہ میں لیکن اس قسم کے مراتب فنا فی اللہ اور قرب حق تعالیٰ کی نعمت اور سعادت محض عاشقان اور واصِلانِ الہی کو ہی حاصل ہوتی ہے

آیات

پوچھ لے مجھ سے کوئی گر قرب حق
 دل اسے ترک تو کل کا سبق !
 کچھ نہ دیکھو آنکھ سے حق کے سوا
 حق نہیں پایا تو کیا حاصل ہوا
 نہ دیکھو حق کے سوا گر بے دیکھنے کی غرض
 اگر نہ دیکھے تو ہے آنکھیں حسد میں

یہ فقیر کو کچھ کہتا ہے حساب سے کہتا ہے حسد سے نہیں بعض طریقوں کو بیاضت سے دولت دنیا جیغ و زور
 حاصل ہوتا ہے۔ اور بعض میں تقویٰ و زہد سے بہشت کے گلشن گل و بہار۔ لیکن طریقہ قادری میں اول سے آخر تک
 محض تعلیم معرفت پرور و گلد اور درس دیدار ہے۔ من لہ الموطا فلہ اکل نیز طالب الدینا محنت طالب
 الحقیقی ہونٹ طالب الموطا مذکور یعنی طالب دنیا محنت۔ طالب عقیقی ہونٹ لیکن طالب مولا مذکور ہے۔ دیگر
 طریقوں کے طالب مرید ہمیشہ طلب دنیا محاش میں پریشان اور متفکر ہوتے ہیں۔ لیکن طریقہ قادری میں طالب مرید
 تارک فارغ مرد نہ کرتا ہے۔

واضح ہو کہ طالب ایک ہی حرف میں معرفت اور توحید تمام اور ایک ہی توجہ میں کل مخلوقات اور ہر منزل اور ہر مقام
 طے کرتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مرشد طالب کو انتہائی راہ معرفت اس طرح دکھاتا ہے کہ ابتدا میں تعلیم محبت دیتا
 ہے۔ بے محنت اور طلب بخشا ہے۔ بے طاعت اسی طرح راہ بے ریاضت، مشاہدہ بے مجاہدہ، معرفت
 بے مراقبہ، گنج بیرنج، توفیق بے طریق بقا بے فنا، لقاب بے جفا، دم بے غم اور معراج بے استدراج عطا کرتا ہے۔ اور
 قرب بخشا ہے بالظن نگاہ۔ ذکر با فکر، دیدار با قلب، حضور با جسم نور، علم با حلم، حکمت با حکم، خود با کرم
 پاس با انقاس، اقرار با صدق، ترک با توکل، رحمت با روح، زندگی با قلب بندگی۔ تصفہ بختیم عیاں تزکیہ نفس
 امارہ۔ مجلس با اعتبار، یقین با دیدار جمیعت با جمال، وحدت با وصال، قال با احوال۔ تصرف با تصور، توجہ با فکر
 استغراق با مشاہدہ حضور کشف کرامات با اہل متور، حیات با ممات، سیری با گرسنگی، غایت با غایت، ہدایت با
 نہایت، ادب با جیا، رضا با قضا، وصل با اصل توفیق با علم دقیق بخشا ہے۔ یہ جلد مراتب بالاقرب دیدار خدا
 اور مجلس حضرت محمد مصطفیٰ الصلعم کے لئے بیشل زینے اور سیر طہی کے درجے اور مرتبے ہیں۔ ان پر مغرور نہیں ہونا
 چاہیے کیونکہ راہ فقر اس سے بھی آگے ہے۔ وہ فقر حضرت محمد صلعم جو طالب قادری پر اللہ تعالیٰ کے فیض اور
 فضل سے عطا ہوتا ہے۔

اسے میں اب بیان کرتا ہوں۔ اے طالب جاں فدا اور اے مرشد فیض فقر نما، انتہائے فقر کا بیان سن لے

فقر کی راہ میں پہلے پہل صبر اور رضا کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ مگر اس پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ آگے چلنا چاہیئے۔ اس کے بعد فقر کے تین اور مراتب ہیں۔ اول یہ کہ تقویٰ اہم اللہ ذات میں غرق دوام ہو۔ دوم کوئی ہر دو جہاں اس کے تحت اقدام ہو۔ اور سوم جگہ ملا کر اور جزویت غرض سب غیبی لشکر اس کے تابع اور غلام ہو۔ مگر یہ بھی مراتب خام ہیں۔ اس پر بھی مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ فقر خاص اس سے بھی آگے ہے۔ فقر کے مراتب یہ ہیں۔ کہ عرش سے تحت الشرائع تک کل مقامات نظر سے طے کر لے۔ اور دروگان اہل قبور کو توجہ سے مقام بندخ سے اٹھا کر تکلم کرے۔ اور لوح محفوظ کا مطالعہ کر کے لوگوں کو نیک بد طالع بتانا پھرے۔ اور پانچوں وقت نماز حرم کعبۃ اللہ میں حاضر ہو کر باجماعت پڑھتا رہے۔ حلال کھائے اور حرام سے ترک رکھے۔ لیکن فقر خاص انتہائی مقام اس سے بھی آگے ہے۔ اور یہ مراتب بھی قائم نامتو ہیں۔ اس پر بھی غرور نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ جملہ مراتب مقام ناست کے ہیں۔ اور ان مراتب والا بھی محتاج ہے۔ فقیر کو لایحتاج ہونا ضروری ہے۔ فقیر خاص الخاضع لاحتیاج کے یہ مراتب ہیں۔ کہ وہ سات خزانے اور سات قسم کے معراج حاصل کرے۔ تب کہیں **الْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ** ترجمہ فقر سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ کامرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ سات خزانے ان سات قسم کے معراج سے مستحق ہیں۔ اول معراج علم، دوم معراج علم، سوم معراج محبت، چہارم معراج معرفت، پنجم معراج مشاہدہ قرآن مجید، ششم معراج مجلس انبیاء و اولیاء اللہ، ہفتم معراج فقر۔ یہ ہیں مراتب اِدِّ الْفَقْرُ وَهُوَ اللَّهُ تَمَامِیت فقر کے یہ مذکورہ بالا مراتب محض قادی طریقے میں ملتے ہیں۔ دیگر طریقے والوں کو ان مراتب کی خبر بھی نہیں۔ اور طالب برید قادری کو دیگر طریقوں والے ہرگز سبب نہیں کر سکتے۔ کیونکہ طریقہ قادری کو اللہ تعالیٰ کے ذاتی انوار سے نشوونما ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے امر پر غالب ہے۔ **قَوْلُهُ تَعَالَى** - **وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ** - ترجمہ اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔ واضح ہو کہ فقیر کامل، عامل، مکمل، اکمل، جامع نور الہی، معشوق خدا، عاشق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ مراتب والے کو کامل کل کہتے ہیں۔ وہ فقیر کامل کل اہل توحید ہے جس کی نظر اور توجہ مشاغل کی ہے۔ کہ جس قفل مطالب مشکل میں ڈالی جلتے اسے فوراً کھول دے۔

فقیر دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک ناقص اہل تقلید پسند خلق، دوم کامل اہل توحید پسند خالق۔ لیکن احمق خلق میں مشہور فقیر دنیا میں حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اسی طرح ناقص العقل مرید جو ناقصوں کو کامل کہتے ہیں۔ وہ بھی بشیاء ہیں۔ لیکن کامل تین قسم کے ہیں۔ اول کامل حیات نفسانی۔ دوم کامل مہمت روحانی، سوم کامل ذات صاحب فریب بانی

مکمل تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اول کامل حیات دوم کامل مہمت، سوم کامل ذات۔ کامل حیات وہ ہے۔ جو اپنے حین حیات میں طالب بول کی اپنی نظر اور توجہ سے باطنی تربیت کرتا ہے۔ اور تعلیم اور تلقین سے بہرہ ور کرتا ہے۔ لیکن جب وہ فوت ہو کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ تو اس کا سلسلہ اپنے مریدوں اور طالبوں سے منقطع ہو جاتا ہے۔ اور اس کے مریدوں کو (باقی اگلے صفحہ)

جیسے سلطان محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہیں۔ کامل حیات وہ مرشد اہل توفیق سے جو اپنی زندگی میں طالب مریدوں کو اپنی تلقین سے فیض پہنچاتے ہیں۔ اور فیصل سے بہرہ ور بناتے ہیں۔ لیکن بعد از موت ان کا فیض بند ہو جاتا ہے۔ کامل محامات مرشد اہل توفیق وہ ہے۔ کہ جو زندگی میں کسی طالب کو مرید نہیں بناتے اور چادر گناہی اور گناہ سے رہتے ہیں مگر موت کے بعد عالم برزخ سے طالبان الہی کو خواب یا مراقبے میں باطنی فیض سے بہرہ ور فرماتے ہیں۔ سووم کامل ذات اہل تحقیق وہ ہے کہ جس کے لئے موت و حیات اور ظاہر و باطن برابر ہو یہ حالت اور ہر اس میں مریدوں کو فیض سے مالا مال فرماتے ہیں۔ اور ظاہر طور پر ہر مطلوب مرعوب القلوب تک پہنچاتے ہیں۔ اور جو کچھ باطن میں فرماتے ہیں ظاہر پر ہو ویسا دکھاتے ہیں۔ اسے کامل قائل نفس شہید قلب شہید اکبر روح اور شہید اکبر کہا تر سر کہتے ہیں۔ ایسا فقیر صاحب امر ہمیشہ غرق

اس کی باطنی کوئی امداد اور روحانی فیض نہیں پہنچتا ہے۔ ایسے مرشد کی مثال مرغی کی طرح ہے۔ کہ جب تک اندھے مرغی کے پروں کے نیچے رہتے ہیں۔ وہ گرم رہتے ہیں۔ اور زندہ ہو کر نیچے بن جاتے ہیں۔ لیکن اندھے جب مرغی کے پروں سے نکل جاتے ہیں یا اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ تو وہ خراب ہو کر گندے ہو جاتے ہیں۔ دوم مرشد کامل محامات وہ ہے۔ کہ دنیا میں گناہ اور پوشیدہ رہتے ہیں۔ اور طالب مریدوں کی دکانداری اور بزرگی اور مشائخ کی شہرت اور گرم بازاری سے کترتے ہیں۔ اور خالق سے یکٹائی کیلئے مخلوق سے جدائی اختیار کر لیتے ہیں۔ اس لئے اپنی زندگی میں کسی کو طالب مرید نہیں کرتے۔ اور مرشد اہل ہر سکر لوگوں میں الجھنا مصیبت خیال کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے قرب مشاہدے اور وصل سے ایک دم کے لئے علیحدہ اور جدا ہونا برواشت نہیں کرتے۔ کما قال

بقرغ دل زمانے نظرے بجا ہرے بہ ارال کہ چتر شاہی ہمہ عمر ہاؤ ہوئے

یہ لوگ عاشق جا بنا رہتے ہیں۔ مخلوق سے تارک فارغ اہل ترک توکل اور صاحب احترام ہوتے ہیں۔ انہیں سلسلہ طریقت پر چلنے چلانے سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہوتا جیسا کہ احمد جام صاحب فرماتے ہیں۔

احمد تو عاشقی بمشیخت تراچہ کار دیوانہ باشی سلسلہ گر شدہ شد چہ شد

ایسے عارف کامل محامات جب دنیا سے گزر جاتے ہیں۔ اور ان کے فتنے چونکہ اپنی دولت باطنی کی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس لئے وہ قبر سے عالم برزخ میں طالب مریدوں کو توجہ اور نظر سے فیض پہنچاتے رہتے ہیں۔ اور خود ہر طرح سے محفوظ رہتے ہیں۔ ایسے کاملوں کو زندگی میں کوئی نہیں جانتا۔ لیکن موت کے بعد ان کی قبریں زندہ ہو جایا کرتی ہیں۔ اور طالبوں کے مسموم قلوب کیلئے تریاق اعظم ثابت ہوتی ہیں۔ سووم کامل ذات وہ ہوتا ہے جس کیلئے موت اور حیات برابر ہوتی ہے اس کے فیض اور برکت کو نہ مرد و در زمان زائل کر سکتا ہے۔ اور نہ اس کی نظر اور توجہ میں بعد مکان حائل ہو سکتا ہے۔ ماضی اور مستقبل اس کے لئے حال کا حکم رکھتے ہیں۔ اور بعد و قرب (باقی اگلے صفحہ پر)

مشاہدہ دیدار ہوتا ہے۔ ایسے فقیہ کو جب کوئی طالب مرید یا اخلاص یا دوست آشنا حسن اعتقاد سے یاد کرتا ہے۔ اسی وقت باطنی قوت سے حشر نفس یا حبیب قلب یا جبرہ نور توفیق الہی سے حاضر ہو جاتا ہے۔ اور حاضر ہوتے ہی مختلف طرق سے اعلام فرماتا ہے یا مرید سے ہمکلام ہو جاتا ہے۔ یا وہم پہنچاتا ہے۔ یا دلیل صحیح دل میں ڈالتا ہے۔ یا خیال سے آگاہی دیتا ہے۔ یا الہام اور آواز صریح سے بتاتا ہے۔ یا اپنی روحانی خوشبو سے ریح یا مشروح یا تسبیح پڑھتے ہوئے سامنے آتا ہے۔ اور اپنا جمال دکھاتا ہے۔ لیکن یہ سب باطنی علامات اور اثرات طالب سائل کو اپنی باطنی استعداد اور روحانی حواس کے مطابق معلوم اور محسوس ہوتے ہیں۔ اندھے مردہ دل کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ مگر جو مرشد اس طرح کامل قوی اور باطن ظاہر پاک اور طاہر نہیں ہے۔ وہ مرشد زن میرت اور مخنث صورت ہے۔ اسے طلاق دینی چاہیے۔ کامل فقیر قادری ان علامات سے پہچاننا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے مرید طالب کو ظاہری ذکر فکر کی تلقین اور زبانی درود وظائف کی تعلیم نہیں کرتا۔ بلکہ حضرات اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبات کی توجہ سے طالب کو مجلس محمدی صلعم میں داخل کر دیتا ہے۔ اور وہاں سے تعلیم تلقین منصب ہدایت ولایت اور حکم اجازت دلاتا ہے۔ اور وہاں مجلس نبوی میں خلعت ولایت سے سرفراز فرماتا ہے۔ اور طالب کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حوالے فرماتا ہے۔ اور اپنے آپ کو درمیان میں ہرگز نہیں لاتا۔ قولہ تعالیٰ و افوض الامور الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ ترجمہ میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کیا ہے۔ تحقیق وہ ہی اپنے بندوں کے حالات سے واقف ہے۔ جو مرشد الیسا نہ ہو وہ ناقص فاقم ہے۔ اس سے تلقین اور ارشاد حاصل کرنا حرام ہے۔

قادری کامل ہوں از قرب کرم قادری را دشمن است دنیا درم

طریقہ قادری کو قدرت، قرب اور قوت قادر حق سبحان سے ہے۔ اور یہ سب برکت اور سعادت پابندی شریعت اور علم نفس حدیث تفسیر یا تاثیر قرآن سے ہے۔ دنیا کا جمع کرنا خود فرعون اور اس کا حرص شیطان سے ہے۔

مکان اس کے لئے برابر ہوتا ہے۔ ایسے عارف کامل اہل ذات ہر مقام پر حاضر اور ہر قدرت پر قادر ہوتے ہیں۔ طالب بے نصیب اور بالحبیب ان کیلئے برابر ہوتے ہیں۔ اور عالم اور جاہل ان کیلئے یکساں ہیں۔ جیسے جو وقت چاہیں بیرنج و ریاضت منزل معصود تک ایک ہی نظر اور نگاہ سے پہنچا دیتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفت ان اللہ علی کل شیء قدیر سے متصف ہوتے ہیں۔ کامل ذات کا فیض ابد لا باؤ تکبار کی رہتا ہے۔ اور دین بدن نرتی کرتا ہے۔ ایسے کامل دنیا میں عطا شال ہیں۔ اور سامنے جہان میں خال خال ہیں۔ کامل عات کی مثال کچھوے کی سی ہے۔ اسی کے انڈے کھائے پر ہوتے ہیں۔ اور خود کو عالم برزخ کے بحر میں تیرتا اور ڈوبا ہوا رہتا ہے۔ لیکن اس کی نظر اور توجہ سے ساحل دنیا پر انڈے خود بخود نیچے بن جاتے ہیں۔

کامل ذات کی مثال کلنگ کی طرح ہے۔ کہ پہاڑوں میں انڈے سے کر خود گرم ملکوں میں پرواز کر جاتے ہیں۔ لیکن ان کی توجہ سے انڈے نیچے بن جاتے ہیں۔

جو شخص کہتا ہے کہ دین و دنیا ہر دو مجھ پر عطا ہے یہ محض مکر و حیلہ شیطان ہے۔ اور سر اسر خطا ہے۔ لیکن فادری طالب کو چاہیے کہ اول تمام دنیا کا تصرف حاصل کرے۔ بعد اُسے ترک کر دے تاکہ دنیا سے دل سر ہو جائے۔ ورنہ ہر حال میں مفلس رہے۔ حرص و طمع دنیا دہنگی رہتا ہے۔

”از دست نارساست کہ مکارہ پارساست“
جس طرح کشتی کو پانی کی کثرت تنچے سے موجب لپٹی اور باعث امداد ہے۔ لیکن اگر اس کے اندر پانی داخل ہو جائے۔ تو کشتی ہلاک اور برباد ہے۔ اسی طرح فقیر کو بھی تصرف دنیا ہاتھ میں موجب جمعیت نفس و تسکین دل آزار ہے لیکن دل میں اس کی محبت موجب ہلاکت و باعث صفا و ہے۔
مشنوی
اب در کشتی ہلاک کشتی است
اب در کشتی اور لپٹی است

قوله تعالى - ما من دابة فی الارض الا علی الله وزقتها رحمہ - زمین پر کوئی جانور نہیں ہے۔ مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ پر مشتمل ہے۔

غم نہ کھا اولاد کا اس کا بھی رازق ہے خدا تو کہاں خالق سے بہتر بندہ پیدا کیا
رزق دوم کا ہے ایک رزق مرزوق جو ہر حال میں پہنچتا ہے۔ دوم رزق مملوک جس کا انسان صرف چند روز مالک اور محافظ رہتا ہے۔ پس بہت مال جمع کرنے سے غرض جمعیت نفس اور اعتبار غلط ہے۔ اور بس باقی سب ہوتا ہے اور ہوس

۱۔ مرشد طالب کو دنیا سے دو طرح پرستی اور لایحتاج کر دیتا ہے۔ اول یہ کہ مرشد طالب کو باطنی تصرف کے خزانے عطا فرما دیتا ہے جس طالب لایحتاج ہو کر دنیا سے دل سر ہو جاتا ہے۔ وہ باطنی تصرف کے خزانے میں کہ مرشد طالب کو علم و دعوت کی کلید عطا فرما دیتا ہے۔ جب طالب کا عمل علم و دعوت رواں ہو جاتا ہے۔ تو وہ توفیق علم و دعوت سے عالم غیب جنونیت اور ملائکہ فرشتوں اور اہل ثبوت و جانوں کو اپنے پاس حاضر کر سکتا ہے۔ ان سفلی اور علوی مملکت کے ذریعے ایک تو وہ ہر قسم کے ادنیٰ و اعلیٰ لوگوں کو مسخر اور طالب برید کر لیتا ہے۔ اور لوگ اس کے حکم کے تابع اور فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی ہر طرح دل و جان سے خدمتگار بن جاتے ہیں۔ اس طرح طالب لایحتاج ہو جاتا ہے۔

دوم طریقہ یہ ہے کہ طالب باطن میں جب عالم غیب کے وسیع میدان میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور وہاں کے تماموں اور نظائر میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور ہر روز نئی واردات اور نئے عجیب و غریب روحانی مقامات دیکھتا ہے۔ اور عالم غیب کی لطیف نورانی مخلوقات جن ملائکہ اور ارواح سے ملاقات کرتا ہے۔ اور طرح طرح کے علوم و فنون کی تحقیق سے لطف اٹھاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قرب وصال اور مشاہدے میں محو اور مستغرق ہو کر دنیا و مافیہا کو بھول جاتا ہے۔
سوم طریقہ یہ ہے کہ طالب کو علم و دعوت کی توفیق سے باطنی مملکت ملائکہ اور روحانی کیمیا اکسیر (باقی اگلے صفحہ)

باب ششم

در بیان توجہ و نظر مرشد کامل و بیدار و مستی و طے و استغراق و غیر

شرح توحید

میں مدت سے ایسے طالب صاحب استعداد کی طلب و تلاش میں رہا ہوں کہ جو لائق توجہ ہو۔ توجہ کسے کہتے ہیں۔ توجہ ظاہر توفیق الہی ہے۔ اور توجہ باطنی اظہار حق کی گواہی ہے۔ توجہ یہ ہے کہ جب صاحب توجہ کا ذریعہ طرف جذب توجہ سے متوجہ ہوتا ہے تو کافر کے باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔ اور اس کا دل بے اختیار ہو کر کلمہ طیب خلاص سے پڑھ بیٹا ہے۔ اور اگر صاحب توجہ اہل دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو اہل دنیا فوراً تارک فارغ ہو کر دنیا سے نکل آتا ہے۔ اور اگر جہاں کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو جہاں علم لدنی سے آشنا اور گویا ہو جاتا ہے۔ اور اگر عالم فاضل کی طرف جذب تصور سے توجہ کرتا ہے تو عالم فانی اللہ ہو کر انوار توحید میں ایستاد ہو جاتا ہے کہ تمام ظاہری علم کو دل سے فراموش کر دیتا ہے۔ اور اگر صاحب توجہ جذب تصور سے زمین کی سیر و سیاحت کیلئے متوجہ

وجہ عربی میں مزہ اور چہرے کو کہتے ہیں۔ اور توجہ کے معنی کسی کی طرف منہ پھیرنے اور غور و فکر کرنے کے ہیں اور اصطلاح تصوف میں توجہ اس چیز کا نام ہے کہ مرشد کامل کسی مرید یا طالب کی طرف اپنی باطنی بہت اور روحانی توفیق سے متوجہ ہو کر اسے کوئی اپنا خاص فیض برکت یا طاقت پہنچانی چاہتا ہے۔ تو اسے اللہ ذات یا اسم حضرت سرور کائنات صلعم یا کلمہ طیبیات کے تصور میں استغراق حاصل کر کے طالب کی باطنی شخصیت کو اس تصور کے نور میں لپیٹ لیتا ہے۔ اور اسے اپنے معبود اور مراقبک پہنچا دیتا ہے۔ توجہ کی بیشمار قسمیں ہیں۔ بعض محنت و ریاضت اور مشق سے اپنے اندر توجہ کی طاقت پیدا کر کے دوسروں کو حسب المقدور متاثر کر لیتے ہیں۔ اور انہیں اپنے رنگ میں رنگ لیتے ہیں۔ توجہات اچھی بھی ہیں اور بری بھی۔ ہر زبردست اور قوی صاحب توجہ اپنے سے کمزور شخص کو اپنی توجہ سے متاثر اور مغلوب کر لیتا ہے۔ بعض یہ کام تقریر سے کرتے ہیں بعض نظر اور نگاہ سے یعنی چھونے اور ہاتھ لگانے سے۔ اور بعض سانس میں سانس ملانے سے۔ بعض اپنی باطنی توفیق سے کسی صورت کو تصور اور تصرف میں لانے سے اور بعض اس کے نام سے توجہ کرتے ہیں۔ توجہ سے قوی صاحب توجہ حامل کامل شخص اپنے سے کمزور معمولی آدمی کو ہر دو فائدہ اور نقصان پہنچا سکتا ہے۔ نیک طینت پاک باطن، خدا ترس عارف کامل شخص محض فی سبیل اللہ لوگوں کو اپنی عام اور خاص توجہ سے عالمگیر اور لازوال فوائد اور قسم قسم کے فیوضات اور برکات پہنچاتا رہتا ہے۔ اس کے برخلاف ایسی بری فطرت (باقی اگلے صفحہ پر)

ہوتا ہے۔ تو زمین اور آسمان کے اندر جس قدر کیا گر اہل ہنر اور عامل صاحب عمل زیر و زبر اور فقیر کامل صاحب نظر غرض
جملہ جن و انس اور ملائکہ و اولیاء اللہ اہل حیات و اہل ممات اس کے پاس اگر حاضر ہوتے ہیں۔ اور کلید گنج علوم و فنون باطنی و
مقاصد تصرفات روحانی پیش کرتے ہیں۔ یہ قرب الہی کی ظاہری توجہ توفیق ہے۔ لیکن توجہ باطنی تحقیقی یہ ہے۔ کہ جب
صاحب توجہ باطنی تصور اسم ذات سے جناب کبریا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اسی وقت نور حضور میں غرق ہو کر
مشرف دیدار پروردگار ہوتا ہے۔

ایبات

نہ وال عشتیٰ نہ دانش نہ علم نہ آواز نہ ذکر نہ فکر کی بجائے جہاں ہے عالم راز
اگر تو رویت حق کا طالب ہے بھائی تو زندگی میں ہواک بار نفس سے فانی
علم حلیہ کا مظہر جو اسم ذات ہوا یہ اسم ذات فقط چشمہ حیات ہوا

کے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنی باطنی شخصیت کو ماری اور شیطانی راستے میں قوی، مضبوط بنایا ہوا ہوتا ہے۔ سو وہ لوگوں کو
اپنی توجہ سے اپنے رنگ میں رنگ لیتے ہیں۔ اور اپنے اخلاق سے متخلی اور اپنی اوصاف سے متصف کر لیتے ہیں۔ خواہ وہ
اوصاف برے ہوں خواہ اچھے

اس قسم کا ایک واقعہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے اپنی ایک کتاب میں بیان فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ
ہمارے زمانے میں دہلی کے اندر ایک شاہ صاحب بند مشرب بے دین قسم کے آدمی تھے۔ لیکن لوگوں کو اپنی توجہ سے بہت
جلد متاثر کر کے اپنے مرید اور طالب بنالیتے تھے۔ اور اپنے رنگ میں رنگ لیتے تھے۔ چنانچہ وہ اپنے مریدوں اور طالبوں
کی دائرہ میں موچہ منڈا کر انہیں کون مولیٰ اور منڈ منڈ بنا ڈالتے تھے۔ اور دن رات بھنگ چوس اور گانچہ پینے میں لگا ڈالتے
تھے۔ اول نماز روزہ، حج زکوٰۃ جملہ شرعی حکام معاف کر ڈالتے تھے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں کہ اس
شاہ صاحب کا فتنہ بہت بڑھ گیا تھا۔ کونیکہ وہ ظاہری علم میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے۔ اور خوب چاق و چوبند
اور زبان کے طرار تھے۔ میں نے ایک دفعہ کسی شخص کے ہاتھ ان کو ایک پیغام میں مضمون کا بھیجا کہ، شاہ صاحب آپ
پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ آپ نے یہ کیا بدعت جاری کر رکھی ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے فرمان اور سنت نبویؐ کا کچھ تو پاس اور
لہند ہونا چاہیے۔ اگر آپ نے راہِ طاہر اختیار کر رکھی ہے۔ یا آپ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی خاص راز اور باطنی معاملہ
ہو تو وہ آپ کے ساتھ مخصوص ہو نا چاہیے۔ آپ انزل اللہ خلق خدا کو گمراہ نہ کریں۔ اسی کے جواب میں اس بند شاہ
صاحب نے جیسے لکھا، کہ مولوی صاحب! ہم الی راز ہیں اور آپ خالی صاحب الفاظ و آواز ہیں۔ اصل دین کا معر
ہاں سے پاس ہے۔ اور آپ لوگوں کے پاس محض بھڑکا اور بڑیاں ہیں۔

ماذکر اکمل مخیر العبد و المستقیم
استخوان پیش سگان اندریم

وجود میں خوف۔ عبرت۔ حیرت۔ اور وحشت کا ہونا نفس کے فنا کی علامت ہے۔ اور روز بروز شوق کی زیادتی۔ غلبہ۔ محبت۔ معرفت۔ مشاہدہ حضور کی قلب کی صفائی۔ روح کی یکسانی اور حق ثنائی کے دیدار کی بینائی کی علامت ہے۔ جو شخص ظاہر و باطن کو جوہر توفیق اور جوہر تحقیق پہرہ و کاراستہ جانتا ہے۔ وہ تمام عالم کو بین شش جہات کو مقلد اور قہنہ تصرف میں لا کر سب کا تماشا یا تھکی پھٹیلی یا پشت ناسخ پر لیتا ہے۔ کامل فرائض کی اس باطنی قوت سے تعجب نہ کر اور انکی اس نظر غیب کو عیب نہ لگا۔ کیونکہ ان پاک لوگوں کی غیبت اور شکایت ہی معرفت اللہ اور ہدایت سے محروم کر دیتی ہے۔

اے طالب! اگر تیرا سید ہے تو خلق محمدی کی سند حاصل کر۔ اگر قریش ہے تو دل ریش ہو۔ اگر عالم ہے تو دلش طلب کر نہ دیشی۔ اگر جاہل ہے تو علم حاصل کر۔ وہ علم جو حق تک پہنچا دے۔ اور بجز حق تجلہ یا سوئی باطل کو دل سے مٹا دے۔ مرشد کامل تو جسے یہ مراتب طالب کو نصیب کر دے۔ اُمیات

درہ درویشوں کے جاوید شام	تا کہ پوری ہو تیری حاجت تمام
گر تھے مایل تو سرگے کرو	مال و دولت انکے قدمین دہرو
ہاں سدا درویش ہی دالم حضور	وہ نہیں درویش جو ہیں پر غرور
کیسی درویشی تو دیشی کہے	ا غنیاء سے نسبت خویشی کہے
عارف درویش ہیں کامل فقیر	والی صاحب لایت ملک گیر
طالب مجھ سے طلب کر ہر مراد	فضل حق سے ہے مری ہر ایک داد

غرض اس قسم کی باتیں بھیس اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا۔ کہ اگر آپ کو بحث اور مناظرہ کرنا ہو تو بیشک آپ ایٹس میں بحث مباحثہ اور مناظرے کو واسطے بھی تیار ہوں یا مولانا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اس کی غلط اور باطل زعم پر اس قدر جرأت اور دلیری پر بہت تعجب ہوا۔ چنانچہ میں نے اپنے ایک بڑے معتد فارغ التحصیل نیک ہوشیار اور علم مناظرے میں پورے ماہر شاگرد کو ایک روز اس کے پاس اس عرض سے بھیجا کہ اس زند فقیر کو سمجھاتے۔ اور اگر وہ چاہے تو اس کے ساتھ بحث مباحثہ اور مناظرہ کر لے۔ چنانچہ ہمارا شاگرد جس وقت اس شاہ صاحب کے پاس پہنچا اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ تو شاہ صاحب نے کہا۔ کہ مولوی صاحب آپ اس گری میں بہت دوسے آئے ہیں۔ ذرا آرام فرمائیں۔ ظہر کے وقت اگر آپ چاہیں گے۔ تو بحث مباحثہ کر لیں گے۔ غرض شاہ صاحب کے چلے چانٹوں نے مولوی صاحب کے لئے لیٹر کھجیا دیا۔ اور مولوی صاحب لیٹ گئے۔ جب ظہر کا وقت قریب ہوا تو شاہ صاحب نے اپنے چیلوں سے کہا۔ کہ ہانڈی لاؤ اور چڑھاؤ۔ چیلوں نے عرض کیا۔ کہ جناب آج تو کوئی شخص مرید ہونے نہیں آتا۔ ہانڈی کا ہے کو چڑھائی جا رہی ہے۔ شاہ صاحب کے طریقہ بیعت میں ریات لازمی تھی۔ کہ جب کوئی نیا آدمی مرید ہونے لگتا (باقی اگلے صفحہ)

سُن لے اے عالم با اللہ اور اے عالم ولی اللہ غفلت شعار۔ کیوں ہر وقت تیرا مقصود اور مراد دنیا نہیں سمجھتا
مردار ہے۔ ان دو عملوں کے پیچھے لوگ بہت سرگرداں اور پریشان پھرتے ہیں۔ اور یہ دو عمل حاصل کرنا نہایت مشکل
کام ہے۔ ایک علم کیمیا کہ بجز عامل کے کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ دوم عمل معرفت قرب اللہ کہ بجز فقیر کامل دیگر کسی کو حاصل
نہیں ہوتا۔ الحمد للہ والمنة للہ کہ ہر دو عملوں کو زمانہ طلب میں حاصل کر چکا ہوں
میں ہوں کامل اور عامل حق بنائے کچھ نہیں حاجت مجھے حق کے سوا

تو آپ ایک ہانڈی میں پتھر پانی کے اندر ڈال کر اس کے نیچے آگ جلیا کرتے۔ اور مرد ہونے تک پانی ابلتا رہتا۔ چنانچہ اس وقت بھی
شاہ صاحب نے ہانڈی چڑھوا دی۔ اور مولوی صاحب کو توجہ دینے لگے۔ جب ظہر کے وقت مولوی صاحب بندے سے بیدار
ہوئے تو سیدھے جا کر شاہ صاحب کے پاؤں پر جا گرے۔ اور زار و قطار رونے لگ گئے۔ کہ خدا کے لئے مجھے جلدی اپنا
غلام بنالو۔ شاہ صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب آپ تو بحث مباحثہ کیلئے آئے ہیں۔ مرید کس طرح ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب
رود و کرہ ہی کہتے رہے کہ بس معاف فرمادیں اور دیر نہ کریں۔ مجھے اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرمادیں۔ محضیر کہ اسی وقت
تہام بلایا گیا۔ اور مولوی صاحب کی داڑھی، سر اور منجھیں منڈوا کر اسے چلا اور ملنگ بنایا گیا۔ اور کپڑے اترا کر اسے صرف ایک چوتی پہنا دی
گئی۔ اس کے بعد شاہ صاحب نے ہمارے اس شاگرد رشید کو ملنگ بنا کر ہمارے ساتھ بحث مباحثہ کے لئے بھیج دیا۔ شاہ عبدالعزیز
صاحب فرماتے ہیں کہ عصر تک میں اس کا بڑا انتظار رہا۔ عصر کے وقت جب ہمارا وہ سابق شاگرد ملنگ کے روپ میں ہمارے
ساتھ نمودار ہوا تو ہم اسے مطلق نہ پہچان سکے۔ اور یہ سمجھے کہ شاہ صاحب نے کوئی اپنا چلا اور ملنگ ہمارے پاس بھیجا ہے۔ ہم
نے اسے کہا۔ کہ کیوں فقیر بابا ہم نے تو ایک شاگرد مولوی صاحب آپ کے شاہ صاحب کے پاس بحث مباحثہ کیلئے کے لئے
دوپہر سے پہلے بھیج دیا تھا۔ کیا وہ مولوی صاحب آپ لوگوں کے پاس نہیں پہنچے۔ اس نے ہنس کر جواب دیا۔ کہ مولانا صاحب
میں تو آپ کا وہی شاگرد ہوں۔ اور آپ کے ساتھ بحث کرنے آیا ہوں۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں
نے اپنے اس شاگرد کی یہ حالت دیکھی تو میرے اوسان خطا ہو گئے۔ اور حیرت میں ڈوب گیا۔ اس کے بعد اس نے باتیں کیں
اس نے ہماری حیرت اور پریشانی میں اور بھی اضافہ کر دیا۔

مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ حیرت اور عجب کی وجہ سے کئی راتیں مجھے نیند نہ آئی۔ اور ہر رات استغاثہ کر کے ہوتا۔
چنانچہ ایک رات حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا زیارت فیض بشارت سے مشرف ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ کیا حضرت
اگر واقعی ان لوگوں کے پاس اصلیت اور حقیقت ہے۔ اور ہم خالی چھلکے اور ہڈیاں لئے بیٹھے ہیں۔ تو پھر ہم کو بھی خدا را اصلی راز
سے آگاہ کیا جائے۔ اس پر انحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ اے بیٹے عبدالعزیز! تو دیگر اور پریشان نہ ہو۔ اس باطل بدعت کا جلد خاتمہ
ہو جائے گا۔ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے اچھے برے اور نوری نامی قابلیتیں اور ملکہ ولایت کی ہیں (باقی آگے)

جو شخص دن رات اللہ کے مشاہدے میں غرق اور محو ہو۔ کل مخلوقات کو نہیں جانتا اور فرشتے سب اس کے تابع اور فرمانبردار ہوتے ہیں۔ اللہ میں ماسویٰ اللہ ہوس۔ اسے غافل بے شعور اور معرفت قرب اللہ سے دور سن لے کہ آدمی کے اعمال کے دو وقت ہیں۔ ایک اعمال ظاہر یعنی جو کچھ بوتا ہے یا ظاہر اعضا و جوارح سے کرتا ہے اسے کرامات کہتے ہیں لکھتے ہیں۔ دوم اعمال باطن یعنی خیالات جو دل میں گذرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے صی و قیوم کے دفر خاص قدرت سے مرقوم ہوتے ہیں۔ لیکن طالب مرشد رومی اللہ سے سبق فنا فی اللہ پروردگار اور درس انوار میں اس طرح منہمک اور محو ہوتا ہے۔ کہ ظاہر اقرار لسان اور باطن تصدیق القلب کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ اور ہر دو وقتوں سے فارغ البال ہو جاتا ہے جو شخص اس طرح مشرف دیدار پروردگار ہے اسے اقرار زبانی اور تصدیق قلب کیا دیکھا ہے۔ حسنات اکابر اور مسیقات المتقین ترجمہ نیکو کار لوگوں کی نیکیوں کو مقربین لوگ گناہ سمجھتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ۔ الحسنات یذہبن اسیات۔ ترجمہ تحقیق نیکیاں گناہوں کے اثر کو زایل کر دیتی ہیں۔

جو شخص جس جگہ اور استعداد کی تربیت کرتا ہے۔ اسی میں ترقی کر کے طاقت اور قوت حاصل کر لیتا ہے۔ اور اسی باطنی برقی طاقت سے دوسرے لوگوں کو متاثر کرتا اور اپنے رنگ میں رنگتا ہے۔ یہ بزرگی ہے اور نہ کرامت بلکہ یہ بھی ایک سفلی باطنی قوت اور استدرج ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ ایک ہفتہ کے اندر وہ بدعتی فقیر بیمار ہو کر بڑی ذلت کی موت مر گیا۔ اور اس کے چیلے چانٹول کا مجمع جلدی منتشر ہو گیا۔ اور ان کا شیرازہ بچھ گیا۔ اور یوں اس قدر کا خاتمہ ہو گیا۔

سو یاد رہے کہ انسان کے اندر اچھی برائی، نوری اور تاری اور رحمانی و شیطانی قابلیتیں اور طے ہوا کرتے ہیں۔ اور جو شخص جس قابلیت کی تربیت کرتا ہے۔ اسی میں ترقی حاصل کرتا ہے۔ اس لئے ہر صحبت اثر رکھتی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ بری صحبت سے احتراز اور اجتناب کرے جیسا کہ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ ولا تقوا لی الذین ظلموا فتمسکوا انہا۔ یعنی ان لوگوں کے نزدیک نہ جاؤ جنہوں نے ظلم کیا ہے تمہیں ان کے ظلم کی آگ لگ جائے گی۔ صاحب توجہ قوی توجہ سے بہت کام کرتا ہے۔

توجہ دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک توجہ جلال دوم توجہ جمال۔ توجہ جلال سے کامل اہل توجہ کسی دشمن بدخواہ موزی آدمی کو جس وقت قہر اور غضب سے توجہ کرتا ہے۔ اگر وہ صاحب فیض و برکت ہے۔ تو اس کے فیض و برکت کو سلب کر لیتا ہے۔ اگر آدمی دنیا دار صاحب منصب امیر کبیر بادشاہ ہے تو ایک ہی توجہ سے اس سے منصب اور دولت اس طرح چھین لیتا ہے۔ کہ یک دم اسے مفلس تلاش اور گداگر بنا لیتا ہے۔ تندرست اور توانا آدمی کو بیمار کر لیتا ہے۔ یا دیوانہ مجذوب بنا دیتا ہے۔ کسی گھر مکان کی آبادی یا ملک کو مہارکیا، جنگ و جلال اور قحط سے ویران کر لیتا ہے۔ قہر اور غضب فقر و غم و قہر خدا ہوتا ہے۔

دوم توجہ جمال سے کامل فقیر جس شخص کو چاہے اپنے باطنی فیض سے بہرہ ور اور مال مال کر لیتا ہے۔ کسی مفلس کنگال کو امیر کبیر اور گداگر کو بادشاہ بنا لیتا ہے۔ ہر قسم کے لاعلاج مرض کو اپنی نظر اور توجہ سے سلب کر لیتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

واضح ہو کہ سلک سلوک کے اس باطنی راستے میں ہمیشہ عجب حجاب پیش آتے ہیں۔ بعضے حجاب سکر، صفا اور قریب، بعضے نورانی، بعضے حجاب فرشتگان، مگانی، بعض حجاب خلق اور قسم جہل و نادانی، چنانچہ شریعت حجاب طریقت، حقیقت اور معرفت غرض عمدہ کل و جز ذاتی و صفاتی، کلماتی اور درجائی کسرت کر و قس لاکھ بہتر حجاب ہوتے ہیں۔ مرشد کامل ایک ہی تصویر، تصرف، فکر اور توفیق سے بذریعہ حضرات اسماء ذات اور کلمہ طیبات طالب مردہ کو زندہ کر دیتا ہے۔ اور ایک ہی ساعت میں عجب عجب حجاب سے سلامتی سے گذر کر حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم و تلقین دلا دیتا ہے۔

مرشد و مرید ہوا ایسا بانہدا لے چلے طالب کو پیش مصطفیٰ
یہ مرتب محض اللہ تعالیٰ کے فضل انہی اور مرشد کامل کے فیض سے حاصل ہوتے ہیں۔ حسب نسب محض سادات
اور قریش کو نصیب نہیں ہوتے بلکہ درویش دل ریش صداقت کیش کے حلقے میں آتے ہیں۔
خلد کو دیکھے نہ ہرگز بالہر دیکھے وہ دیدار اللہ بالظر
و انہی حاصل تھے دیدار ہے اسم اللہ سے یہ دل بیدار ہے
نور رویت سے مری فطرت پڑی ہے یہ وقت قوت سری ہر گھڑی

شرح طے

واضح ہو کہ اسم اللہ ذات کی طے سے طالب کا نفس مردہ اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ابدی حیات سے زندہ ہو کر نجات پا جاتا ہے۔

طے طاقت و وجہ حاصل تمام ہوتا ہے دیدار اس کو ہر دم
کیونکہ چاروں اسماء کتابوں انجیل، زبور، توریت، خاقان حمید کے علوم اور تخییر کل مخلوقات جن
والس اور ملائکہ اہل طبقات ذات و صفات وغیرہ مرشد کامل اسم اللہ ذات کی طے اور کلمہ طیبات
سے کھول دیتا ہے۔

کسی مکان گھر شہر اور ملک کو آباد کر دیتا ہے۔ جاہل نادان کو ایک نظر اور توجہ سے علم بے واسطہ عطا کرتا ہے۔ غرض
بہت سے کام کرتا ہے۔ اس لئے اہل اللہ کی صحبت ان کی نظر اور شفقت کو غنیمت سمجھا جائے۔ اور برہوں کی صحبت
سے بچنا چاہیے۔
(اگلے صفحہ پر)

مثنوی

اک نظر میں طے کو گرو لائے گا۔ سب مطالب طے طالب پائیگا۔
 لیکن استغراق توحید کی طے کئی قسم کی ہے۔ اور کئی اہم اور کئی رسم پر ہے۔ چنانچہ غرق۔ توفیق، غرق تحقیق
 غرق طریق۔ غرق دریائے عمیق۔ غرق نفسانی شیطانی بحظرات دنیا پریشانی جو نیت زندقہ۔ غرق فرشتگان
 طیر سیر آسمانی اعلیٰ رفیق۔ لیکن بعض صاحب استغراق طے ظاہر صاحب توفیق اور باطن اہل تحقیق اور بعض غرق
 ظاہر صاحب تحقیق اور باطن اہل توفیق اور بعض ظاہر باطن موافق تو ہم خیال راستن بطریق ہوتے ہیں۔ مگر کامل فقیر
 برکونین حاکم امیر حروف اسم ذات میں طے حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے نور میں اس طرح غرق ہو جاتا ہے
 کہ اسے مقام برزخ سوال و جواب کی خبر نہیں رہتی۔ محض صور اسرافیل سے بیدار ہوتا ہے۔ اور بعض کو اس قسم کا
 استغراق ہوتا ہے۔ کہ قیامت کے قیام اور حشر نشر سے بھی آگاہ نہیں ہوتے۔ انہی سے اب تک غرق انوار
 اور محو ویدار رہتا ہے۔

اول فت بعثش بقا آخرقا۔ روز اول این مراتب اولیاء

لیکن اس قسم کے استغراق اور محویت کے باوجود کامل فقیر پابندی شریعت میں خبردار اور ہوشیار رہتا
 ہے۔ اور کوئی فرض، سنت وغیرہ اور نماز باجماعت قضا نہیں کرتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا مندی
 پابندی شریعت میں ہے۔ اس لئے فقیر ہر دو نماز والگی اور نماز وقتی کو دوست رکھتا ہے۔ اور اسی سے فقیر دوام

عقل با عقل دگر دو تاشود
 برکہ بانار استال ہم سنگ شد
 رو بگو یا وحش آئے راتوزود
 اند لقتلے ہر کے چیزے نیکی
 از قرآن مردوزن نہ اند لپیر
 یک نمانہ صحبت با اولیاء
 گو تو سنگ خارہ یا مر شوی
 ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
 مہر پاکال در میان جان نشا
 از حضور ادیا۔ گر مجلسی
 چول شوی و دراز حضور ادیا
 نور اند دل گشت دراہ پد اشود
 دلی افتاد و غفلت سنگ شد
 چول چپاں کردی خدا یا ربوب
 وز قسیر اک ہر قری چیزے برکا
 فدو قرآن سنگ و آہن ہم شرر
 بہتر از صد سال طاعت بے یا
 چول بھ صاحب دل دلی گوہر شوی
 اول شینہ در حضور ادلیاء
 دل مدد الہیہ دل خوشاں
 تو بلا کی زانکہ جزوی نے کلی
 در حقیقت گشتہ دور از خدا

مستطوری نظر ذوالجلال اور صاحب مرتبہ لازوال ہوتا ہے۔ کیونکہ راز نمازیں اور نماز رازیں ہے۔ فقیر ولی اللہ کیلئے نماز اور راز ہر دو مثل بال و پر ہوتے ہیں۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوں۔

اگر طالب اپنے مرتبے سے سلب ہو گیا ہو۔ یا راہ سلوک سے رجعت کھائی ہو۔ یا طالب کو بھوک اور تنگدستی نے گھیر لیا ہو۔ اور اسی وجہ سے دن رات اللہ تبارک سے شاکہ اور بدایت سے محروم ہو۔ یا طالب مرشد کے کینلاف مردودا اور مردہ ہو کر معرفت اللہ و مجلس محمدی صلعم کا منکر ہو گیا ہو۔ یا طالب غلبہ حسرت اور کمال عبرت سے دیوانوں کی طرح دن رات بے قرار اور بے آرام رہتا ہو۔ یا علم دعوت کشیدہ حاصل نہ ہوتا ہو۔ یا علم ظاہر و باطن سے طبیعت، ملک، اندرین اور قہم نہ کھتا ہو۔ یا جملہ مقامات ذات و صفات اور کل مخلوقات مثلاً جن، فرارک اور روحانیات کا عمل اور تصرف اسم اللہ ذات سے حاصل کرنا چاہتا ہو۔ یا یہ خواہش ہو کہ وجود ظاہر سے لوگوں میں مشغول اور مہکلام ہو اور باطن میں مجلس انبیاء و اولیاء میں حضور دوام ہو یا تحقیقات احوال ماضی مستقبل اور واقعات حال سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہو ان سب باتوں کا واحد علاج یہ ہے کہ طالب مرشد سے مرتبہ علم کیمیا اکیسیر یعنی تصور اسم اللہ ذات نور اور مرتبہ علم کشیدہ دعوت قبول حاصل کرے۔ طالب ان مراتب غیایت و ہدایت سے لایحیاج ہو جاتا ہے۔

مرشد حق بین ہو صاحب نگاہ
مرشد حق بین ہو صاحب نگاہ
مرشد حق بین ہو صاحب نگاہ
مرشد حق بین ہو صاحب نگاہ

گر طالب صادق حال خدا طلب موعی میں یا خلاص تیار ہے تو پھر مرشد باہر قاری کو توجہ سے ایک دم میں حق سے واصل کرنا کیا مشکل اور دشوار ہے۔

مرحباے طالب حق حق پسند
مرحباے طالب حق حق پسند
مرحباے طالب حق حق پسند
مرحباے طالب حق حق پسند

تصور توفیق اور تصرف تحقیق مثل عصائے حضرت موسیٰ علیہ السلام یا جام جہاں نما جیشید یا اسنیہ سکندری یا دم حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام یا خاتم حضرت سلیمان علیہ السلام یا مثل معراج حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

گنج ہے کامل عطا کرتا ہزار
گنج ہے کامل عطا کرتا ہزار
گنج ہے کامل عطا کرتا ہزار
گنج ہے کامل عطا کرتا ہزار

یہ سکھاتا کیمیا ہے بشما
یہ سکھاتا کیمیا ہے بشما
یہ سکھاتا کیمیا ہے بشما
یہ سکھاتا کیمیا ہے بشما

خاتم کو پے کیا دینی خطا طالب صادق جو پے لگتی عطا

شرح ظاہر و باطن

واضح ہو کہ ظاہری دنیا باطن کے لئے قائم ہوئی ہے۔ یہ ظاہر جہان فانی نفسانی مثل خواب و خیال ہے۔ اور باطنی دنیا یعنی روحانی جہان جاودانی اور لازوال ہے۔ اور ان ہر دو جہان میں اہل علم مصفت حق شناس کے ظاہر ثواب تلاوت اور اعمال قرآن محض حقیقت موافق باطنی احوال ہے۔ باطن اصل ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور وصل ہے۔ اور ظاہر دنیا مومک تائبان زمستان زریح خروید مصل ہے۔ اور اس زندگی کی اصل غرض عالم غیب لاریب پر ایمان لانا ہے۔ **قوله تعالیٰ - الْكُفْرُ ذَالِكُ الْكِتَابِ كَرِيبٌ حَيْثُ هَدَىٰ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ** تبصرہ : یہ ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب ربی اس کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے ان پر ہر گار لوگوں کیلئے جو غیب پر ایمان لے گئے ہیں۔ جو شخص راہ غیب اور صاحب باطن اولیا و دانش کو عیب لگاتا ہے۔ اور ان کی غیبت کرتا ہے۔ وہ شخص مومن اور مسلمان نہیں ہے۔ بعض لوگ باطن میں محض اہل باطل زندقہ ہوتے ہیں۔ جو ظاہر میں علم سے آراستہ پیرائے اہل تحقیق ہوتے ہیں۔ اور بعض باطن صاحب تحقیق کو ظاہری صورت میں زندقہ نظر آتے ہیں۔ یہ ہر دو ظاہر و باطن مراتب علم قرآن میں مندرج ہیں۔ بلکہ کثرت تفسیر قرآن کی طے میں ہے۔ اس طے کو عالم با اللہ صاحب تاثیر عادت ولی اللہ اور روشن ضمیر اہل نظر بر کوین امیر کھوتا ہے۔

بند جو کرتا ہے آنکھیں وہ ہے کور ہر طرف جو دیکھے ہے گویا ستور
با عیال جو دیکھے ہے انسان صفت دیکھنا ظاہر ہے راہ معرفت
دیکھنا منظور ہے گر عاقل آنکھ سے وہ دوسری لائق تھا
آنکھ وہ نوری ہے جو دیکھے حضور جو دیکھے غیر حق ہے بشعور

باطن کے بہت طریقے ہیں۔ بعض کو وسیل کی راہ سے باطنی توفیق پہنچتی ہے۔ یعنی باطن سے ان کا دل آگاہی حاصل کرتا ہے۔ بعض کو الہام کے ذریعے باطنی اعلام ہوتا ہے۔ اور اسی طرح ظاہر میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ بعض کی توجہ میں وہ طاقت اللہ توفیق آجاتی ہے کہ جس کام کے لئے توجہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو جاتا ہے۔ بعض کو تصور اسم اللہ ذات سے اور بعض کو تصرف و فکر و فرائض کلمہ طیبات سے باطن میں توفیق حاصل ہوتی ہے۔ جس سے وہ ظاہر میں تصرف کرتے ہیں۔ بعض کو باطن میں اہل توجہ اور بعض غوث قطب متصفین اہل نکوین سے ہر امر کیلئے پیغام اور اعلام حاصل کرتے ہیں۔ اور بعض مجلس انبیاء و اولیاء اور مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلعم و اصحاب کبار میں حاضر ہو کر وہاں سے جو حکم احکام حاصل کرتے ہیں۔ وہ اسی طرح صحیح طور پر رہنا ہو جاتے ہیں۔ بعض کو باطن عیال طور پر نظر آتا ہے۔ اور ایسے صاحب

عیال سے کوئی چیز مخفی اور پنهان نہیں رہتی۔ بعض کامل اللہ تعالیٰ کے قرب و حضور سے جواب با صواب اور اسام
 بالکلام پاستے ہیں۔ بعض فقیر باطن میں روشن ضمیر اور کوئین پر امیر ہوتے ہیں۔ جو کچھ باطن میں دیکھتے ہیں۔ ظاہر میں پا
 لیتے ہیں۔ یہ سب مراتب مرشد قادری رفیق برحق کو حق سے حاصل ہوتے ہیں۔ جو شخص باطن میں صحیح طور پر معاملات
 دیکھتا ہے۔ لیکن ظاہر میں اس کا کوئی اثر نہیں پاتا۔ اس کا کیا علاج ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ وہ مرشد سے
 مطالعہ علم نغم البدل حاصل کرے۔ علم نغم البدل سے اس کا ظاہر باطن یکساں ہو جائیگا۔

یاد رہے کہ راہ باطنی تین طرح پر ہے۔ اول راہ باطن مشاہدہ طبقات یعنی طیر سیر رفتے زمین و آسمان تک کہ
 عرش سے بالا تدریجاً سوار مقامات ہیں۔ اور ہر مقام ایک دوسرے سے ستر سال کی مسافت پر واقع ہے۔ اور غوث
 قطب اہل درجیات ان سب مقامات کو ایک طرفۃ العین میں طے کر لیتا ہے۔ لیکن فقیر کے لئے یہ بھی ایک کمرہ خیر ہے۔
 کیونکہ یہ مرتبہ طیر سیر واسطہ ہے اور بعد از قرب خدا ہے۔ دوم راہ باطن مقام محمود و شرف مجلس حضرت سرور کائنات صلی
 اور ملاقات جملہ روحانیات ہے۔ سوم راہ باطن غرق دریا ہے تو حیدر اور شرف مشاہدہ نور حضور اور مقام تاقی اللہ
 ذات ہے۔ یہ ہے انتہائی فقر اذا اقر الفقر فهو الله (حدیث) اور فقیر خدا بحق مع فتنہ لذات الجہا
 دن عا ینکم ترجمہ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کو سچے طور پر پہچان لیا۔ تو تمہاری دعا سے پہاڑ بھی ٹل جائیں گے۔
 حدیث: من اخلص الله تعالى اربعين صباحاً ظهرت له مینا یح الحکمة من قلبہ الی لسانہ و جوارحہ۔
 ترجمہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو چالیس روز تک متواتر صبح کے وقت اخلاص سے یاد کیا تو اس کے دل سے علم اور
 حکمت کے چشمے پھوٹ کر زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔

عالم علم لدن ہوں فاضل فضل خدا
 دیگر طالبان ہوں حاضر مصطفیٰ

شرح عشق

فقیر کامل مکمل عاشق اور فقیر اکمل جامع اللہ تعالیٰ کا معشوق ہوتا ہے۔ اور فقیر عاشق کی ابتداء متوسط اور
 انتہائی مرتبہ شرف و یدار ہے۔

شاہرگ سے ہے وہی نزدیک تر
 راز پر پایا ہے ہم نے دیکھ کر

وحنن اتر ب المیہ من جبل اورید ترجمہ ہم اس کی شاہرگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں جو فقیر عاشق خدا
 ہے۔ وہ معشوق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور عاشق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم معشوق خدا ہے۔ ایسے
 عاشق جانی اور محبوب ربانی کے قلب کو زندگی نور دیدار سے حاصل ہوتی ہے۔ قولہ تعالیٰ و فی انفسکم افلا تبصرون
 ترجمہ: میں تمہارے نفسوں میں ہوں مگر تم نہیں دیکھتے۔

نفس کو چھوڑا تو حق سے مل گیا حق سے مانع نفس ہے یا ہم نہ ہوا

ترک کرنا نفس کا ہے صعب کام غرق فی التوحید رہنا صبح و شام

حدیث دہی : مَنْ طَلَبَنِي وَجَدَنِي وَمَنْ عَافَنِي أَحْبَبَنِي وَمَنْ أَحْبَبَنِي عَشَقَنِي وَمَنْ عَشَقَنِي مَثَلَهُ وَمَنْ مَثَلَهُ فَعَلَى وَجْهِهِ وَأَفْأَدِيَّةٌ تَرْجَمُهُ تَحْسَبُ نَفْسُكَ طَلَبَ كَيْفَ اسَے تجھے پایا جس نے تجھے پایا اس نے تجھے پہچان لیا۔ اور جس نے تجھے میچا نا وہ میرا محب ہو گیا۔ اور جو میرا محب بن گیا۔ وہ میرا عاشق ہو گیا۔ جو میرا عاشق ہو جاتا ہے میں اسے قتل کر دیتا ہوں۔ اور میں جسے قتل کرتا ہوں اس کی دیت یعنی خون بہا تجھ پر لازم ہو جاتی ہے۔ اور میں وہ دیت اس طرح ادا کرتا ہوں کہ میں خود اس کا ہو جاتا ہوں۔

عاشق پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ اہل عاشق نظر مشرف دیدار کہ سوسے اللہ تعالیٰ کے دنیا و عقبے ہر دو اس کی نظر میں یسج اور خواہ ہوتے ہیں۔ دوم عاشق ہوشیار۔ سوم عاشق دیدہ بیدار اور صاحب توجہ پر وہ بیدار چہاں عاشق جانِ فدائے اختیار پہنچ عاشق ہمیشہ صاحب انتظار۔ عاشق کیلئے عشق کی بہا ترک نفس و ہوا ہے۔

خون بہا میرے دیدار خدا خون بہا میں نے لیا حق سے لقا
سمسختن میں حق سے عاشق بن رہا دیکھتے بیدار ہیں حق کو عیاں
گر تو چاہے وصل کر سر کو فنا تاکہ پائے معرفت و وحدت لقا
ایسا عاشق راہ حق منظور ہے ابتدا بھی نور آخر نور ہے

قولہ تعالیٰ : نُوْرٌ عَلَى نُوْرٍ یَهْدِیْ اِلَیْهِ لِنُوْرِہٖ مِّنْ یَّشَآءُ تَرْجَمَہُ وہ نور بالائے نور ہے۔ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔

جو کہ غائب دیکھنا رویت خدا غرق فی التوحید ہو فی اللہ فنا

غرق بھی ناقص ہے بن رہا شفیق دیکھتا ہے با عیاں کامل فقر

قاضی عشق عاشق حقیقی اہل دیدار سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک یہ کہ اگر عاشق اہل دیدار ہے تو حقیقہ دنیا مراد سے بیزار ہو۔ دوم یہ کہ شرک کفر بدعت حیلہ نامشرورات سے مطلق دست بردار ہو۔ ان دو مراتب سے وہ دوم مرتبہ حاصل کرتا ہے۔ ایک ذوق لازوال دوم شوق باوصال ہے

ہوں میں عاشق لایزال با کرم

ہیں کہاں عاشق جو ہیں اہل عنعم

حسن ظاہر چھوڑ دیکھ حسن اندل

محرم اسرار ہو گا بے حسد!

شرح وجودیہ

آدمی کے وجود میں جسم باطنی جسم ہیں۔ اور ان جسموں کی کئی قسمیں ہیں۔ اور ہر قسم کے مطابق اس کا ایک اسم ہے۔ کیونکہ آدمی کا اپنا وجود باطنی خزانے پر مشتمل غلسم ہے۔ اس غلسم جسم کا معنی صاحب غلسم بذریعہ اہم حکمت کھول دیتا ہے۔ اور دولت و نعمت باطنی لے لیتا ہے۔ وہ باطنی جسے مفصلہ ذیل طور پر ہوتے ہیں۔ چنانچہ بعض جسے مثل روحانی۔ بعض جسے زندہ قلب

انسان کے اندر مختلف غیبی لطیف جسے ہوتے ہیں۔ ان میں سے جس غیبی لطیف جسے کو بیدار اور زندہ کر کے اسکی باقاعدہ طور پر معنی تربیت کی جائے۔ تو اس میں بڑی باطنی طاقت اور روحانی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نفس کے لطیفے اور باطنی جسے الگ ہیں۔ اور قلب کے ملکوتی جسے غیبی ہیں۔ اسی طرح روح کے روحانی لطائف الگ ہیں۔ اسی طرح نور، حق، انحق اور انا کے لطیف در لطیف غیبی جسے ہوتے ہیں۔ حال ہی میں اہل یورپ نے انسان کے اندر ابتدائی لطیفہ نفس کا پتہ لگایا ہے جسے نفس تحت الشعور سی یا سب کالشن مائنڈ (SUBCONSCIOUS MIND) کہتے ہیں۔

مسیزیم اور نیٹرم کا ماہر یعنی ایک قوی توجہ حاصل اپنے سے مکر و شخص کو معمول بنا کر اسے توجہ اور پاشنگ کے ذریعے متناطیس اور مصنوعی نیند سلا دیتا ہے۔ اور اس کے اندر لطیفہ نفس کی باطنی شخصیت کو بیدار کر دیتا ہے یہ باطنی شخصیت چونکہ غیبی عقل اور ادراک سے بہرہ ور ہوتی ہے۔ اور اسے غیبی روحانی طاقت حاصل ہوتی ہے اس لئے عامل اس سے بڑے بڑے کام نکالتا ہے۔ اس کے ذریعے وہ لوگ سب امراض کرتے ہیں۔ اور باطنی مستقبل کے حالات اور مخفی واقعات معلوم کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں یورپ میں اسی باطنی شخصیت کے ذریعے اور واسطے سے ایک نیا علم ایجاد ہوا ہے جسے مسیرویزم یعنی علم روحانیات کہتے ہیں۔ ان میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے اندر فطرتی اور پیدائشی طور پر یہ لطیفہ زندہ اور بیدار ہوتا ہے۔ جسے یہ لوگ میڈیم یعنی وسیط کہتے ہیں۔

میڈیم کے جسے پر ایک قیما روح مسلط ہوتی ہے۔ جسے ہم اپنی اصطلاح میں جن بھوت یا مہزاد کہتے ہیں۔ اور وہ لوگ اسے سپرٹ یعنی کسی متوفی روح بتاتے ہیں۔ اور گائیڈ سپرٹ بھی کہتے ہیں۔ میڈیم یعنی وسیط پر اس جن یا روح کو مسلط کرنے کیلئے گانا بجانا یا قوالی وغیرہ کی جاتی ہے۔ اس طرح وہ جلدی حاضر ہو کر میڈیم یا وسیط پر مسلط ہو جاتا ہے۔ میڈیم اور وسیط خواہ مرد ہو یا عورت اکثر اس جن بھوت اور روح کی ہجستیلار سے بہوش ہو جاتا ہے۔ اور وہ جن بھوت یا روح اس کے منہ سے بولتی اور ہر کلام کرتی ہے۔ ہمارے ملک میں بھی اس عمل کا رواج ہے۔ اور لوگ اس جن بھوت سے بعض غیبی باتیں پوچھتے ہیں۔ یعنی بعض گم شدہ اشیاء یا بعض امراض کی دوا وغیرہ دریافت کرتے ہیں۔ یورپ کے لوگوں نے اس سفلی عمل کو بہت ترقی دی ہے۔ اور اسے ڈویلپ (develop) کیا ہے۔ یورپ کے لوگ چونکہ جن شیطانی، ملاکر اور فرشتوں وغیرہ (باقی اگلے صفحہ پر)

باجایست جاوردانی۔ بعض جیسے غرق قافی اللہ در مقام قرب سجانی۔ بعض جتے دوام صاحب مطالعہ علم علوم از کتاب
مطلوب معرفت حی قیوم در ورق تختی برق انوار رحمت دریں دیدار خوانی۔ بعض جسم صاحب عقل و شعور و حکمت انسانی
بعض جتے ناسوتی مردہ دل مطلق نفسانی۔ بعض جیسے پر خطرات و سوسہ و ایسات کچھن گاہ تناسل و طبع شیطانی۔ بعض
جیسے مشغول اکل و شرب و شہوت مثل گاؤں و خراج حق حیوانی۔ بعض جیسے مشرق و مدار، شرک و کفر سے بیزار مطابق بشری
شریف محمدی صلعم عارف صاحب عیانی۔ بعض جیسے بد خصالت (الحادۃ کلا یورہ اکثراً بالمویت) ترجمہ "عادت نہیں
جاتی مگر موت سے" مثل طفل نادانی۔

گو نہیں مانتے۔ وہ انہیں مردہ اور متوفی لوگوں کی روحیں کہتے ہیں جو زندہ لوگوں پر کسی نامعلوم وجہ سے مسلط ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ وہیں
خود حلقوں میں آکر رہتی ہیں کہ ہم فلاں متوفی کی روح ہیں۔ اگر بالفرض وہ کوئی سفلی روح بھی ہوں تو وہ متوفی انسان کا کوئی لطیف فنی
سفلی حبیبہ یا اسکا بیزار ہوگا۔ جو موت کے بعد رہ جاتا ہے۔ اور قبرستان اور گڑھی میں کچھ مدت بھرتا رہتا ہے۔ اور کبھی
کبھار متوفی کے کسی خویش واقارب پر یا کسی غیر شخص پر مسلط ہو جاتا کرتا ہے۔ یہ انسان کا اصلی رہ جانی جسے ہرگز نہیں ہو سکتا
جیسا کہ حضرت سلطان العارفين نے اس جگہ بیان فرمایا ہے کہ انسان کے اندر بشیما رینی لطیفہ جیسے چھوٹے ہیں۔ اور حدیث
میں آیا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ پیدائش کے وقت ایک جن شیطان پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ اس کا ایک لطیف جسم ہوتا ہے۔ چنانچہ
صحابہ نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ آپ کے ساتھ وہ شیطان اور جن پیدا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میرے ساتھ
بھی ایک شیطان پیدا ہوا ہے۔ لیکن میرا جن شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔ غرض یہ وہی چیز اور غیبی حبیبہ ہے جسے یوپیپ کے
سپیرسٹ یا ارواح spirits اپنے روحانی حلقوں میں حاضر کرتے ہیں۔ اور ان سے طرح طرح کے کام لیتے ہیں۔
اسی لطیفہ کی تربیت (DEVELOP) کر کے روشن ضمیری حاصل کی جاتی ہے جس کے ذریعے سے لوگوں کو ماہی اور
مستقبل کے حال بتاتے ہیں۔ اس کو انگریزی میں (clairvoyance) کہتے ہیں۔ بعض میڈیم کسی چہرہ میں سے کراگلی پھپھی سا
تاریخ بتا دیتے ہیں۔ اس علم کو (psychometeorology) کہتے ہیں۔ بعض میڈیم روجوں کو حاضر کرتے ہیں۔ اور ان سے کلام
کرتے ہیں۔ کبھی تو روح میڈیم یعنی عامل کی زبان پر بولتی ہے۔ گاہے علیحدہ ڈاکٹر کے دوا سے کلام کرتی ہے۔ یورپ میں اس علم کا بڑا چرچا
ہے۔ مگر گھر اس کی سوسائٹیاں ہیں۔ روح ان کے حلقوں میں آتی جاتی ہے۔ ہم کلام ہوتی ہیں۔ بند مقفل کمروں کے اندر باہر کی چیزیں لاکر
ڈال دیتی ہیں۔ اور اندر کی چیزیں باہر لے جاتی ہیں۔ ان روجوں کی ٹھوس جسم صورتوں کے باقاعدہ فوٹو لئے جاتے ہیں۔ ان حالات
واقعات اور قسم کے عینی مشاہدات اور تجربات کی ہزاروں کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور بشیما ر سائے اخبارات اس علم کی
اشاعت میں مصروف ہیں۔ اگر ان کا حال دیکھنا ہو تو ہماری کتاب "عرفان" کا مطالعہ فرمائیں۔

ان مذکورہ بالا جسموں میں سے ہر ایک اپنے عمل کیلئے پیشوا ہے۔ اور سچی سزا و جزا ہے جو شخص چاہے کہ مطلق
بے حساب دے عجب ہو کہ جلد ثواب ایک ثواب میں حاصل کرے۔ اور نوری ایمان سے منور ہو کر سدا بہشت میں داخل ہو
جائے تو اس کو چاہئے کہ نہ کن سے کلمہ طیب پڑھے **اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَحَدٌ مَّحَمَّدٌ رَسُوْلٌ اَحَدٌ** لیکن عام طور پر
لوگوں کا ہم دوسری طرح پر ہوتا ہے۔ اقل جلالی۔ دوم جمالی۔ اسے عالم حکیم عارف غافل اور اسے احمق غافل جاہل سن لے
تکلم کلام الحکماء عند الجہال یعنی ایسی حکمت کی باتیں جاہلوں کے سامنے نہیں بیان کی جاتی۔

دیکھنا ہے سر پہ دیدارِ خدا

چشمِ مخلوق کہاں دیکھے اسے

جسے نور ہوتا ہے عارفِ بادر وار

ہوتے ہر جہت میں ہیں جیسے منور

واضح ہو کہ مرتبہ مولود کی ان تہوں کی شرح یہ ہے کہ اس مرتبہ معرفت کو انتقالِ معرفت بھی کہتے ہیں۔ اور اس کو حیاتِ القرب
مشافہۃ الی نور اور شرف و بزرگی بھی کہتے ہیں۔ اہل ناموس نفسانی لوگ جب مرتبہ میں تو قریب ان کا حشر گندہ خراب اور مذہب
پوکہ فاک و خاکستر اور ناوود ہو جاتا ہے۔ لیکن عارف اہل لاہوت لا مکان کا باطنی جسم یعنی لطیفہ قلب زندہ اور جسمِ قدسی
روح القدس پاک زبیر خاک شمع سلامت قبر میں شادال و مسرور ہوتا ہے۔ اور مجلسِ انبیاء و اولیاء اللہ میں دوام
حضور ہوتا ہے۔ اس موت کو قرب المعبود کہتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی نظر نگاہ میں عالم حیات اور عالم ممات برابر ہوتے
ہیں۔ بلکہ عالم حیات سے عالم ممات میں ان کا درجہ بسبب قرب الہی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ **اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَحَدٌ** اولیاء
اَللّٰہُ کَا یَمُوْقُوْنَ ہِیْ یَنْتَقِلُوْنَ مِّنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ ترجمہ اولیاء اللہ مرتبہ میں نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے
مکان میں چلے جاتے ہیں۔ جو عارف عالم حیات میں عالم ممات کے حالات اور مقامات حاصل کر لیتا ہے وہ فقیر و رقیق
و اصل ہو جاتا ہے۔ اہل نفس ماسوی اللہ ہوس۔

انسان کی شرافت اس نوری حشر و بزرگی میں سے ہے جس طرح مکان کی شرافت میں سے ہے۔ اے جان عزیز!
تیرے اندر وہ نوری حشر ایسے پوشیدہ ہیں۔ جیسے مغز و رستہ میں مفصلہ ذیل اعمال کے ذریعے باطنی حشر زندہ
ہو کر عارفِ سانیپ کی مانند سابقہ جسموں کو پوست کی طرح اتار لیتا ہے۔ اور باہر آ جاتا ہے۔ اقل غایت تاثیر تصور اسم
اللہ ذات و قرب حضور۔ دوم عمل شہسواری دعوتِ قبور سوم توجہ اور اخلاص سے تلاوت قرآن باطنِ محمود۔ چہارم
نمانیا نیانہ صاحب وجود مخفوق پنجم کہن کن سے کلمہ طیب کا پڑھنا بلذت و شوق فوق کلمہ مسرور ششم تصور اور فکر سے
نور و نور نام باری تعالیٰ مرقوم کر کے کوئین پر صاحب امر امور ہونا۔ غرض مذکورہ بالا امور سے عارف یا اللہ کے وجود
سے نور جیسے باہر آ جاتے ہیں۔ چار جتنے نفس کے ہیں۔ اول حشر نفس امارہ۔ دوم نفس لوازمہ۔ سوم نفس ملہمہ
چہارم نفس مطمئنہ۔ اور تین جتنے قلب کے ہیں۔ اول حشر قلب سلیم۔ دوم حشر قلب منیر۔ سوم حشر قلب شہید اور

دو جبر روح کے باہر کرتے ہیں۔ اول جبر روح جامدی۔ دوم جبر روح نباتی۔ جب تمام جبر ہاں ہو سکے ساتھ ہم کلام ہوتے ہیں۔ اور ہم صحبت ہوتے ہیں۔ ایک جبر غیب لغیب جسے جبر توفیق الہی کہتے ہیں۔ مثل نخلی برقی انوار منور ہوا جاتا ہے۔ اول نفس کے جسموں کو حکم کرتا ہے کہ جبر ہاتے قلب سے بغیر ہو جائیں۔ پس بغیر ہوتے ہی نفس کے جسم مر جاتے ہیں۔ اور قلب کے جسم زندہ ہو جاتے ہیں۔ بعد جبر ہاتے قلب کو روح کے جسموں کے ساتھ بغیر ہونے کا حکم کرتا ہے جس سے قلب کے جسم مر جاتے ہیں۔ اور روح کے جسم زندہ ہو جاتے ہیں۔ انہیں جبر ہاتے روح کو جبر توفیق الہی اپنی نعل میں پکڑ لیتا ہے جس سے روح کے جسم مر جاتے ہیں۔ اور جبر ہاتے سر اسرار اور نور انوار زندہ ہو کر طالب کا سر سے قدم تک تمام جسم سر نور ہو جاتا ہے۔ اور دوام حضور ہو جاتا ہے۔ مرشد کامل کیلئے طالب صادق کو اس مقام پر پہنچاتا عین فرغ اور ضرورت ہوتا ہے۔

ہو چکے جب نفس و روح و دل خدا زندہ تب سالک ہوا نور خدا

شرح خواب

زندہ دل روشن ضمیر فقیر جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے اسے صحیح اور درست پاتا ہے۔ لیکن مردہ دل نفسانی خواب میں اپنے نفس کے اطوار بد اور مثالی صورتیں حیوانوں اور دندوں کی شکل میں دیکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص خواب میں

۱۔ یہاں پر ہم اپنے مشاہدے اور تجربے کی بنا پر بعض خوابوں کی تعبیرات بیان کرتے ہیں۔ جو بالکل صحیح اور آزمودہ ہیں۔ انشاء اللہ ان کے مطالعے سے ناظرین کو بہت فائدہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص کسی بیمار کو غسل کرتے دیکھے یا بیمار خود خواب میں غسل کرتے دیکھے تو یہ صحت اور شفا یابی کی علامت ہے۔ اور بیمار کے گھر میں قضا یوں کو پھریاں تیز کرتے دیکھنا۔ یا اسے کسی نامعلوم منزل مقصود کی طرف سفر کی تیاری کرتے دیکھنا یا اس کا مکان گرتا ہوا یا گرا ہوا دیکھنا۔ یا وہاں کوئی شادی رچی ہوئی دیکھنا بیمار کی موت کی علامت ہے۔ اگر کسی گھر میں دیکھے کہ چل چھپٹ کر مرغی کا بچہ اٹھا لے گئی ہے تو اس گھر میں کوئی چھوٹا بچہ مر جاتا ہے۔ اگر کسی کا کوئی مقدمہ پیش ہو اور کمرہ عدالت یا عدالت کی میز سے کسی باجے یا گانے کی عمدہ آواز سنائی دے تو یہ فتح اور کامرانی کی علامت ہے۔ خواب میں بچہ، سانپ یا کسی کتے یا دندے سے کٹا جانا دشمن سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ اور ان چیزوں کا قتل کرنا ان کی ایذا سے بچنے کی علامت ہے۔ خواب میں اگر کوئی شخص فوت شدہ خویش یا عزیز کوئی شے پیش کرے یا عطا کرے تو کسی نامعلوم جگہ سے فائدہ پہنچنے کی علامت ہے۔ اور اگر برعکس اسکے مردہ کوئی عزیز مانگے تو نقصان کا احتمال ہے۔ خواب میں فلاں تو قسم گندم جو۔ باجرہ جو اور غیرہ دیکھنا سختی اور مصیبت کا پیش خیمہ ہے۔ لیکن پکی ہوئی روٹی۔ بھونا ہوا اور پکا ہوا گوشت ملنا اور کھانا دولت اور نعمت پر دلالت کرتا ہے۔ باقی آگے

گھوڑے، اونٹ اور شہباز دیکھے یا اپنے آپ کو ایک بلند عالی شان مکان پر دیکھے تو ترقی نجات اور بلند اقبال کی علامت ہے۔ اور اگر خواب میں گل بہار اور لب جو دریا یا سبزہ زار نظر آئے یا کشتی پر سوار ہو کر اپنے آپ کو دریا سے پار ہوتا دیکھے۔ یا خواب میں بہشت دیکھے اور حورانی بہشت حجاموت کر سکتے ہوئے لذت بہاشرت پاتے لیکن ظاہر طور پر احتلام نہ ہو اور منی باہر نہ آئے۔ تو یہ تقویتِ تقویٰ۔ توفیقِ انسی اور ایمان کی سلامتی کی علامت ہے۔ سو یہ فتنہ اور فتنہ کا مرتبہ مومن مسلمان حقیقی باطن آباد کو مبارک ہو۔ اور اگر کوئی غیر راہ سلوک میں خواب کے اندر مجلس اہل کفار یا مجلس جوگی سیاسی، تارک الصلوٰۃ بدعتی، اہل شراب یا اہل کذاب منافق لوگوں کی مجلس دیکھنے لگ جائے تو جانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اور مجلس حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پہنچ گیا ہے۔ اس لئے شیطان علیہ اللعنة ہر رات صحبت مخالف غیر سے اس کی راہ مانگا ہے۔ تاکہ راہ باطن سے اس کا دل سر ہر جائے اور راہ سلوک سے رہ جائے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ دن رات تصور اسمِ اقدس اور تصور اسمِ حضرت محمد رسول اقدس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور تصور شیخ کامل میں اس طرح محو اور مشغول ہو جائے کہ ہر ایک تصور طالبِ لوحات شیطانی اور تاثیر مجلس ناشائستہ و پریشان سے چھڑا کر حضور حق متعالم کا تحفہ و کائنات میں پہنچا دے کہ باطل مطلق یاد نہ رہے۔

خواب میں آنکھیں بجلی کی کرطک۔ بندھن کی آواز خطرے کی علامت ہے۔ اور آسمان ابر آلود۔ باران رحمت بہتا ہوا صاف پانی دیکھنا بہتری کی علامت ہے۔ سبز اور سفید پوشاک دیکھنا اور پہنا بہتری کی علامت ہے۔ زرد و سرخ اور سیاہ اس کے برعکس برائی پر دل ہے۔ زلزلے سے ٹکی انقلاب مراد ہے۔ موٹے خوشنما تندرست جافر مثلاً میل۔ بکری دینے خواب میں دیکھنا آبادی ملک و ولایت کہتے ہیں۔ اور لاغر و بجا یہ قحط سالی کی علامت ہے۔ خواب میں کسی پرندے کو پکڑنا مطلب برکری کی علامت ہے۔ نیا جوتہ، نیا تہبند ملا عورت ملنے کی نشانی ہے۔ اور ان کا گم ہونا اس کے برعکس ہے۔ کسی کا جسم سے خون بہتے دیکھنا مال اور دولت فلاح ہونے کی علامت ہے۔ بلی دیکھنا مرعہ ہے۔ کیمڑی شراب اور فساد کی علامت ہے۔ خواب میں مردوں سے ملاقات کرنا موت کی علامت نہیں ہے۔ لیکن قبرستان کی طرف جانا یا قبرستان میں اپنا گھر دیکھنا موت پر ولایت کرتا ہے۔ خواب میں عورت یا اس کے خاوند کو اگر کوئی شخص مبالغہ وار سے تو نیک فرزند پیدا ہونے کی علامت ہے۔

خواب میں میوہ یا کوئی پرندہ یا بچہ اگر کوئی پیش کرے تو یہ بھی نیک فرزند پیدا ہونے کی علامت ہے۔ اگر خواب میں کوئی شخص کسی خوبصورت عورت سے نکاح کرتے دیکھے تو دولت ملنے کی علامت ہے۔ اپنے کپڑے میں گندگی لگی ہوئی دیکھنا یا گھر میں گندگی دیکھنا دنیا کے حصول کی علامت ہے۔ اسی طرح اور بھی تعبیر ہیں۔

شرح الہام

الہام کئی قسم کا ہوتا ہے۔ اور کئی طرح پر ہوتا ہے۔ ہر ایک الہام حق اور باطل کو اس کے آثار سے معلوم کرنا چاہیے۔ الہام ایک قسم کا پیغام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضور سے پہنچتا ہے۔ اور خاص الہام جو تصور اسم اللہ ذات سے اللہ تعالیٰ کے حضور سے وارد ہوتا ہے۔ وہ الہام غیر مخلوق ہوتا ہے۔ اس الہام میں آواز نہیں ہوتی۔ بلکہ الہام کا ایک غیر مخلوق لوزر دل کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ اور صاحب الہام کے دل سے عبارت اور الفاظ کی صورت میں زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا پیغام اور الہام محض عارف باللہ کو مقام فی مع اللہ میں ایک قسم کا خاص اعلام العلام ہوتا ہے۔ یہ شخص فقرہ ذاتی کے لئے ایک خاص غوث کا مقام ہوتا ہے۔ جسے **وَمِنْ أَحْوَبِ أَمِيَّةٍ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ط** (ترجمہ۔ ہم انسان کی شاہرگ سے بھی اس کے زیادہ نزدیک ہیں) یا **فَاذْكُورَنِي اِذْ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ** (ترجمہ تم مجھے یاد کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا) سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ایسا فقرہ اللہ تعالیٰ سے روبرو حضور حضور۔ دور بدور۔ جواب با صواب بے کام و زبان سخن و ہم کلام ہوتا ہے۔ یہ ہے مرتبہ **اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَخَوَّاهُ**۔ یہ مرتبہ الہام خاص الخاص کامل فقیر، قافی اللہ، باقی باللہ عاشق معشوق اور محبوب و مرغوب کا ہے۔ **اَللّٰهُمَّ الْقَائِمُ الْخَيْرُ فِي قَلْبِ الْخَيْرِ جَدِ كَسْبِ** (الہام بلا سبب خیر کی بات کا دل میں ڈالنے کا نام ہے۔ اور جو الہام آواز مخلوق کے ذریعے انبیاء و اولیاء اللہ یا شہیدوں کی طرف سے ہو وہ الہام سامنے سے یا دائیں طرف سے ہوا کرتا ہے۔ اور اس میں روحانی خوشبو ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اور فرشتوں کی طرف سے الہام بھی اسی قبیل کا ہوتا ہے۔ اور جو الہام بائیں طرف سے یا پشت کی طرف سے ہو اور اس میں بدبو آکھنڈ ہو تو جانے کہ یہ الہام جنات اور شیاطین کی طرف سے ہے۔ اور جس الہام سے وجود میں حرم اور طبع وغیرہ پیدا ہو وہ الہام آواز دنیا ہے۔ اور جس الہام اور آواز سے وجود میں شہوت اور ہوائے نفسانی کا جذبہ پیدا ہو اور طبیعت اس سے بے قرار ہو۔ تو یہ

یہ الہام فیہی آواز کو کہتے ہیں۔ جو بے واسطہ کسی غیبی لطیف مخلوق کی طرف سے اتارا ہوتا ہے۔ اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ہر ایک کو اس کے آثار اور اطوار سے معلوم کرتے ہیں۔ ایک الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ الہام بے کیف، بے جہت اور بے واسطہ دل پر وارد ہوتا ہے۔ اور زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ اس الہام میں آواز اور حروف نہیں ہوتے۔ لیکن زبان پر جاری ہوتے وقت حروف الفاظ اور آواز کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ایک قسم کا الہام انبیاء اور اولیاء کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ الہام آواز مخلوق اور حروف و الفاظ کی صورت میں اکثر دائیں طرف سے یا سامنے سے سنائی دیتا ہے۔ اور اس میں خوشبو ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اور ملکہ اور فرشتوں سے جو الہام وصول ہوتا ہے۔ اس کی بھی تقریباً یہی صورت ہوتی ہے۔ لیکن جنات اور شیاطین کی طرف سے جو الہام اور آواز پہنچتی ہے وہ بائیں طرف سے یا پشت سے سنائی دیتی ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

روحانی کتاب ہے کہ میرا رب اللہ واحد لا شریک ہے۔ اور میرا دین اسلام ہے۔ اور یہ میرے آقا سے نامدار
 احمد مختار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رسول پروردگار ہیں۔ تو منکر و تکبر کے سوال سے چھٹکارا پالیتا ہے۔ اس
 کے بعد روحانی کو ایک اور فرشتہ آمان نامی قبر میں بیدار کر کے کھڑا کر دیتا ہے۔ اس کی اپنی انگلی کو بطور قلم اور
 لعاب دین کو بطور سیاہی اور کفن کو کاغذ بنا کر اس کے اعمال اس میں لکھ کر بطور تقوید اس کے گلے میں ڈال
 کر چلا جاتا ہے۔ اگر روحانی صالح ہے تو مقام علین میں اور اگر طالح بد بخت ہے تو مقام سجدین میں داخل کیا جاتا
 ہے۔ تین روزہ کے بعد روحانی قبر میں آتا ہے اور اپنے جسد عنصری کو دیکھتا ہے کہ گندہ و بدبودار ہو چکا ہے۔
 اور کپڑے اسے کھائے ہیں۔ تو اسے اس حالت پر سخت افسوس ہوتا ہے۔ اور نہایت غمگین اور ادا اس ہوتا ہے۔
 بارہ سال تک روحانی اپنی قبر پر اپنے جسے کی حالت دیکھنے کیلئے وقتاً فوقتاً حاضر ہوتا ہے۔ تین شخصوں کا جسد
 قبر میں سلامت رہتا ہے۔ ایک عالم عامل۔ دوم فقیر کامل۔ سوم شہید اکمل مکمل۔ جو کہ بعد از ممات بھی عالم
 حیات میں اگر لوگوں سے بمقام اور ہم سخن ہوتے ہیں۔ مرشد کامل حاضرزات اسم اللہ ذات کے ذریعے عالم ممات
 کو مذکورہ بالا سب مراتب زندگی ہی میں خوب یا مراقبہ کے اندر یا اعلانیہ طور پر وکیل کی آگاہی میں یا نظر گاہ میں
 کھول دیتا ہے۔ اور عالم ممات کے سب مذکورہ حالات آنکھوں سے دکھا دیتا ہے۔ بعد طالب کا
 دل دنیا اور اہل دنیا سے سرد ہو جاتا ہے۔
 تجھ پر کھل جائے گی سب کیفیت نیریزندہ
 قلب ہو تیرا سلیم اور آشکارا ہر مقام
 قبر کے حالات خود آنکھوں سے تو دیکھے اگر
 ایشیے غم میں حال ہو تجھے عبرت تمام

ارواح زندہ رہتی ہیں اور یہ علم جسے وہ لوگ سپرولیم کہتے ہیں۔ بہت ترقی کر گیا ہے۔ آج سے سو سال پہلے جب
 یوہن نے سامعنی اور صافی ترقی کی طرف رخ کیا تو اس نے قدر تمام مذہب اور روحانیت سے منہ موڑ لیا تھا۔ اور
 کھلے بندوں اللہ تعالیٰ کی ہستی۔ روح کے وجود اور موت کے روح کی زندگی کا انکار کر دیا تھا۔ اور مذہب اور
 روحانیت کا انکار اس زمانے کے ہر تعلیم یافتہ اور مذہب انسان کے لئے ایک لازمی امر اور اس کی
 ذہنیت کا ایک جزو لا ینفک تھا۔ لیکن سو سال گزشتہ کے اندر ایسے عجیب واقعات رونما ہوئے جس
 نے تمام یوہن کی کایا پلٹ دی۔ وہ غول میں ایک بھیاں برپا ہو گیا۔ حضرات ارواح کے حلقوں میں اس علم
 کی صداقت آزمائے کیلئے سامعنی و افول۔ ڈاکٹرول۔ فلاسفرول اور انجینیرول نے اپنے تمام آلات استعمال
 کئے اور اس کو صحیح پایا۔ اور ان سب اکابر قوم نے ان کی صداقت کا عام اعلان کر دیا۔ اب یہ علم
 وہاں ایک باقاعدہ آرٹ اور فن بنا ہوا ہے۔

طالب طریقہ سروری قادری کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جب وہ مرجاتا ہے تو موت کے وقت اس کا دل ذکر سے جنت میں آجاتا ہے۔ اور آواز بلند سے **اللہ۔ اللہ۔ اللہ** سے گویا ہوتا ہے۔ ایسا ذکر اللہ تبارک کے مشاہدے میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نہ اسے فرشتے کی خبر ہوتی ہے۔ اور نہ قبر اور حد کی زمین کے اندر فی امان اللہ مقام قافی اللہ میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور روز قیامت بلا حساب و بلا عذاب بہشت میں داخل ہو کر مشرف و دیدار ہو جاتا ہے۔ بلکہ اسے خود حضور اور بہشت بہار بھی یاد نہیں رہتے۔ ایسے طالب مرید قادری سروری کیلئے حیات اور ممات برابر ہو جاتی ہے۔

باب (۹) ہم

حقیقت و شرح انسان و امت و فنا فی اللہ و شرح بلا حاجی وغیرہ

شرح انسان

اول انسان حضرت آدم علیہ السلام ہوتے ہیں جو شخص اپنے عبد امجد حضرت آدم صلی اللہ کے مراتب کو پہنچ جائے وہ صحیح معنوں میں آدم اور انسان ہے۔ ورنہ آدم نما حیوان ہے۔ اگر کوئی کہے کہ کیا فرزند آدم کو یہ طاقت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام پیغمبر کے مرتبے کو پہنچے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کمال کرامت اور عزت بخشی ہے۔ و نقد کرنا بنی آدم (ترجمہ اور تم نے بنی آدم کو معزز اور کرم کیا ہے) اور یہ شرف اور عزت خاص امت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ حدیث شریف **عَلَّمَائِیْ كَا بُنِیَاءِ بَنِیْ اِسْمَاعِیْلَ** ترجمہ (میرا امت کے علمائے بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہونگے) لیکن خاص امتی بنی اسرائیل مشکل کام ہے۔ امت پیرو کو کہتے ہیں۔ خاص امت وہ ہے کہ جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چل کر اپنے آپ کو مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے اسے امتی کا خطاب عطا فرما دے۔ مجھے ان لوگوں پر بہت تعجب آتا ہے کہ جو خود تو ان مراتب کو نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے اس راستے کے انکار سے اپنی تسلی کرتے ہیں۔ اور جو ان مراتب کو پہنچ گئے ہیں انہیں حسد کے مارے دیکھ نہیں سکتے۔

شرح مرتبہ قنانی الشیخ!

بعض اصحق طالب مرتبہ قنانی الشیخ میں پریشان رہتے ہیں۔ قنانی الشیخ کا مرتبہ یہ ہے کہ طالب کے قال، افعال، احوال اور اس کی تمام خصوصیات۔ صورت و سیرت غرض تمام ظاہری باطنی قوی و حواس الشیخ کی طرح ہو جائیں۔ اور سر سے قدم تک تمام وجود الشیخ کے وجود میں تبدیل ہو جائے۔ لیکن الشیخ ایسا ہو کہ یحیی القلب و یحیی الوقوع و یحیی الشریعت و یمیت النفس، یمیت البدعت و یمیت الشهوة ہو۔ یعنی الشیخ طالب کے دل۔ روح اور شریعت کو زندہ کرنے والا اور نفس۔ بدعت اور شہوت کو مالتے والا ہو۔ الشیخ قوی توجہ ہو کہ طالب کے ہر حال اور اعمال سے نگاہ ہو۔ بشرط جب طالب کے ہوتے ہیں تمام۔ الشیخ دکھلاتا ہے تب سائے مقام

شیخ اور طالب ہر دو کیلئے فرض عین ہے کہ سادات کی خدمت میں ہمیشہ سرنگوں رہیں۔ جو شخص سادات کو رخصت نہیں کرتا اس کا باطن ہرگز صاف نہیں ہوتا۔ اور معرفت الہی کو نہیں پہنچتا۔ کیونکہ جو سادات کا خادم ہو وہ آخر مخدوم ہو جاتا ہے۔ اور جو آل نبیؐ اور اولاد حضرت علیؑ اور اولاد حضرت فاطمہ الزہراؑ کا منکر ہے۔ وہ معرفت سے محروم ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ قل لا استلکم علیہ من اجوراکم اللہ فی القیامی ۛ

خالص سید نسل از نور نبیؐ نور دیدہ فاطمہ نور علیہ

دوست ان کا دوستار مصطفیٰ ان کا دشمن ہے نفیم کبریا

لیکن سیدوں کو کن احوال۔ افعال و اعمال سے پہچانا جاتا ہے۔ خالص سید وہ ہے کہ شریعت نبویؐ اور قدم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مستقیم ہو۔ اور خلق محمدیؐ سے آراستہ ہو اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدیق۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عدلی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ جسی شجاعت رکھتا ہو۔ اور غزائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام المومنین فاطمہ الزہراؑ سے ترک اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سعادت و رفا و ارادت و رشتے میں پائی ہو۔

اے سید! اگر تو صحیح معنوں میں سید اور سردار بننا چاہتے ہو تو اپنے عہدِ احمد کے قدموں پر چلا جا۔ اور ان کے اخلاقی۔ اعمال اور افعال اختیار کر۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید کیلئے مرشد کامل کو تلاش کر۔ اگر تو نے کامل فقیر کو پایا اور اس کا دل ہاتھ میں لے لیا تو بس دونوں جہان سے بے غم ہو گیا۔

شرح حاجی

حاجی دو قسم کے ہیں۔ ایک حاجی کرم ال باطن۔ دوم حاجی حرم ال باطن۔ جب حاجی ال کرم ولی اللہ باطن و باطن حرم کعبہ میں داخل ہوتا ہے۔ تو حرم کعبہ سے نور حضور کی تجلی نمودار ہوتی ہے۔ اور حاجی داخل کعبہ نور ہو کر مشرق و بیدار ہو جاتا ہے۔ ایسا حاجی ال باطن جب ایک دفعہ داخل کعبہ حضور پروردگار ہو جاتا ہے۔ تمام عمر جگہ ماسویٰ اور دنیا جیفہ مردانہ سے بیزار ہو جاتا ہے۔ لیکن حاجی صاحب لطف حرم دنیا میں گرفتار ہو کر ہر وقت اور ہر آن رونی کپڑے کا طہکار ہے۔ حاجی ولی اللہ جبہ جبل عرفات میں بیٹھ بیٹھ و حد و حد شکوہ و شکایت پکارتا ہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے تو اس وقت اس کے سامنے سے سب حجاب ہٹ جاتے ہیں۔ اور جب حاجی ولی اللہ حرم نبوی اور روضہ اقدس پر حاضر ہوتا ہے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حرم مبارک اور روضہ خضر سے باہر نکل کر حاجی ولی اللہ سے مصاحبت فرماتے ہیں اور اس کا ہاتھ پکڑ کر منصب و مراتب فقر و ولایت خانی سے سرفراز اور ممتاز فرماتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خاص تعلیق و تسلیم فرما کر کمال شفقت اور نوازش سے رخصت فرماتے ہیں۔ اس قسم کا حاجی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص فرمانبردار تارک فارغ۔ بیزار از دنیا جیفہ مردار۔ باطن مست اور ظاہر شریعت میں ہر خیال ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ بس۔ آیات

کعبہ ہے میرے تصور میں مدام
ظاہری چلوں کی کیا حاجت وہاں
ہوں مدینہ میں نبی سے ہمکلام
کیا کہوں میں شرح ان احوال کی
رات دن میں بابتی ہوں ہر ماں
واقعہ احوال ہے میرا نبی
اور ہوں دائم حضور مصطفیٰ
رات دن حال ہے دیدار خدا

باب دوم

شرح فقر و صفت فقیر و مرشد کمال

فقر کے کہتے ہیں اور فقر کیا صورت ہوتی ہے۔ اور فقیر سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور فقیر کن احوال اور احوال سے پہچانا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ ابتداء میں مشق و جود و تہ اور تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے طالب کے سر سے

قدیم تک تمام وجود ایسا پاک اور عاف ہو جاتا ہے۔ گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اور شوق و جھویر کی پاکی اور برکت سے مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کمال لطف، شفقت اور مرحمت سے اس نوری بچے کو اپنے اہل بیت پاک میں جناب امہات المؤمنین حضور حضرت فاطمہ الزہراء و حضرت بی بی خدیجہ الکبریٰ و حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہن کے سامنے لے جاتے ہیں۔ وہاں ہر ایک ام المؤمنین سے اپنا فرزند کہتی ہیں۔ اور اپنا نوری دودھ پلاتی ہیں۔ اور وہ شیر خوار اہل بیت خالص ہو جاتا ہے۔ اور اس کا نام فرزند حضوری اور خطاب فرزند نوری ہو جاتا ہے۔ باطن میں ہمیشہ اسی نوری حضوری لطیف جتنے کے ساتھ مجلس نبوی میں حاضر رہتا ہے۔ اور باطنی تعلیم و تربیت پاتا ہے۔ اگر چہ ظاہری جتنے کے ساتھ عام لوگوں میں رہتا رہتا اور بدو و باش رکھتا ہے۔ یہ ہے مرتبہ فقر خاص الخاص۔ فقیر کامل سے روز اقل طالب ان مراتب کو حاصل کر لیتا ہے جس شخص کو باطن میں حضرت محمد رسول صلعم فقیر کا خطاب دیدیتے ہیں۔ تو چاہے اس کا نام فقیر اور بصورت گھڑا ہے لیکن باطن میں بادشاہوں سے بہتر سردار ہر دوسرا اور غنی بقرب خدا ہوتا ہے۔ جو شخص اس مرتبے کو نہ پہنچے اور فقر کا دعویٰ کرے وہ مطلق جھوٹا اور لاف زنا ہے۔ فقر کا یہ مرتبہ خاص طریقہ نوری میں ملتا ہے۔

ذیر پائیے ہے دائم ہر مقام
کر لیا توحید کو میں نے تمام
کل و جز میرا ہے اور میں با خدا
آپ سے فانی ہوں و ائیم بالحق
باپ ہے آدم نبی ہے مصطفیٰ
کیوں نہ ہو گا قرب مجھ کو با خدا

حضرت سلطان العارفین جو کچھ اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں وہ آپ کے حالات اور واقعات کا حقیقی نقشہ اور آئینہ ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ اکثر حکم فرماتے ہیں۔ ایں قال من بر حال من و کھن علیہ جلال یعنی میرا یہ قال میرے حال کے مطابق اور میرے اس قال کا شاید حال وہ ذات پاک ذو الجلال کافی ہے۔ سو اسی بیان کے مطابق آپ فرماتے ہیں کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس فقیر کو باطن میں اپنے حرم محترم کے اندر کمال شفقت اور مرحمت سے لے گئے اور حضرت امہات المؤمنین حضرت فاطمہ الزہراء اور حضرت خدیجہ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے اس فقیر کو دودھ پلایا۔ اور اس مجلس صلعم اور امہات المؤمنین نے مجھے اپنے نوری حضوری فرزند کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ آپ نے رسالہ روحی میں اس کا ذکر کیا ہے۔

پس فقیر تصور ائیم اللہ ذات اور مرشد کامل کی توجہات سے زندہ نوری زائیدہ محصور بچے کی طرح معنوی طور پر اس عنصری جتنے کے اندر تولد ہو جاتا ہے۔ ایسے پاک طفل معنوی کو مرشد کامل حضور سرور کائنات کے حضور میں پیش کرتے ہیں۔ بھوٹے اسے اپنی نوری حضوری تربیت میں داخل فرماتے ہیں۔ اور وہ فقیر حضوری نوری فرزند کہلاتا ہے۔ اور خاص الخاص سید بن جاتا ہے۔ اگر ظاہری جتنے کے ساتھ فقیر گوگول میں شامل ہوتا ہے۔ لیکن باطن (باقی اگلے صفحہ پر)

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طلب اور محبت میں ثابت قدم اور پائیدار رہتے ہیں وہ دنیا اور اہل دنیا سے ہمیشہ الگ رہیں گے۔
طلب میں مثل غلام قربان رہتے ہیں۔

میں نے کچھ دیکھا نہیں تھی کہ سوا گو کے مجھ پر کوئی جوہر وحیف

جو شخص معرفت - ہدایت اور فقر کے خاص الخصال مرتبے پر پہنچے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت میں دوام منظور اور
جلس حضرت محمد رسول صلعم میں دوام حضور ہو جائے۔ وہ شخص بے شک اشرف البشر حضرت آدم علیہ السلام کا لائق فرزند اور
حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا خاص الخصال اور برگزیدہ امتی ہے۔ علماء امتی کا نبیام بنی اسرائیل - آنحضرت صلعم
کی امت کے خاص علماء میں بھی عارفین و اہلین اور فقرا کا ملین ہیں اور پس۔ یہ لوگ صاحب نفس مروہ فنا
اور اہل روح بقا اور دوام محو و مستغرق لذت مشاہدہ تقاریر ہیں۔ نہ خدا اور نہ خدا سے جدا ہیں۔ ان مراتب
غیب کو عین نگاہ کیونکہ کبیرہ گناہ یہ عیب ہے۔ ان لوگوں کو محض ازل سے ہی یہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور ہدایت لاریہ ہے۔
فقیر قیامت تک ایک دوسرے کے قائم مقام چلے جائیں گے۔ فقیر لوگ دنیا ہی میں معنوی طور پر اس طرح مر جاتے
ہیں کہ ان کا قالب مثل قبر اور قلب مثل لحد اور روح و اصل بذات رب العالمین واحد احد ہو جاتا ہے۔ یہ
سے مرتبہ لا قد ولا قدر۔ اور فوا لبعثی اور فبعثہ کہہ۔ بلکہ حاضرات اسم اللہ ذات میں اس طرح
غرق ہو جاتے ہیں کہ حیات اور ممات سے بھی بخیر رہتے ہیں۔ جو شخص ایک دفعہ مشرف تقاریر ہو جاتا ہے۔
اس کے بعد اس کا نام ادیاء ہو جاتا ہے۔

سے دلی کو قبر خلوت با خدا زندہ دل مرتے نہیں ہیں ادیاء

قبر میں حاصل ہے انکو قسم نور رہتے ہیں توحید میں دائم حضور

لوگ سمجھیں قبر میں ہیں زیر خاک رہتے ہیں دیار میں با جسم پاک

میں نے پایا فیض اور فضل خدا ہم سخن ہوں و اما با مصطفیٰ

زندگی میں پایا ہے ہر مقام میں نے پائی محبت پر فتح مدام

لیکن اس بار گرائی۔ دیار ربانی کی برواشت کی طاقت محض عارف کا مثل روحانی کو ہی ہوتی ہے۔ نفسانی لوگوں کا

میں اس کا ایک معنوی غیبی نوری لطیفہ ہر وقت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہتا ہے۔ اور اس
کی وہاں دن رات بے واسطہ تعلیم۔ تلقین اور باطنی تربیت ہوتی رہتی ہے۔ آخر میں جب یہ معنوی انسان کامل اور
بالغ ہو جاتا ہے تو اسے دیگر طالبوں کو زندہ کرنے اور تعلیم و تلقین اور ارشاد و ہدایت کی اجازت ہو جاتی ہے۔ اور
مقام ارشاد میں پہنچ جاتا ہے۔

کام سرگز نہیں ہے فقیر کامل کی ہر بات اللہ تعالیٰ کے قرب و حضور سے ہوتی ہے۔ اگرچہ اس فقیر کی تصنیف کی ظاہری عبارت فارسی خام ہے۔ لیکن اس عبارت خام کے ساتھ جو حق کلام اور منہر معانی معرفت تمام مل جاتا ہے تو وہ اس طرح لذیذ اور مزدا لین جاتا ہے جس طرح کہ خام مکھن میں خالص شہد مل جائے۔ شعراء کے کلام کی پختگی محض عقل و دانش اور شعور سے ہوتی ہے اور فقر آ کی بات محض نور حضور سے ہوتی ہے پس جہاں مقام حضور ہے۔ وہاں سے عقل و دانش اور شعور شعراء بالکل دور ہے۔

مرشد بے مرشدان ہوں از خدا
قادر کی کامل مرا با تو خطاب
ہے وہ مرشد جو کہ بنخشے بچکانچ
قید میں میسے میں عالم سب تمام
مرشد و نکار ہوتا ہوں از حضور
آج تک پایا نہ طالب حق تھا
پیر ہوں بے پیر کا اند مصطفیٰ
باتو ہوں کلمہ تو ہے بے حجاب
طالبوں کو لکھتے ہیں نس و نسینج
ہوں حضور مصطفیٰ حاضر نام
ہے وجود طالبان امر از نور
خام طالب میں بہت اہل توا

گدا اگر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ گدا ہے جس نے شہوت و ہوا کو مار لیا ہے۔ وہ مقرب خدا ہے۔ ایسے فقراء سلم اور بمقدم محمد صلی علیہ وسلم ہیں۔ نہ انہیں کسی سے التماس آرام اور نہ امید ورم و دام رہتی ہے۔ یہ لوگ فقر گدائی اور نورانی کے حامل ہیں۔ حدیث۔ الفقیر فخری والفقیر منی (فقر میرا فخر ہے اور فقر میرا در شہ ہے) ایسے فقیر لوگوں کے رہنما اور شکل کشا ہوتے ہیں۔ دوم قسم کے گدا اگر (فقر) مطلق مردود۔ ریش تراشیدہ۔ خلاف شرع۔ بے حیا محروم معرفت و مردود و گدا خدا ہیں۔ اسے فقر مذکب کہتے ہیں۔ حدیث۔ لخذوا باللہ من فقر المذکب۔

بعض فقراء جب اپنے انتہائی کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو اپنی باطنی دولت کو اغیار کی نظروں سے چھپانے کے لئے طرح طرح کے گم نامی اور بیگانگی کے لباس اوڑھ لیتے ہیں۔ بعض اپنے آپ کو دیوانے مشہور کر لیتے ہیں۔ بعض گدا گد بن کر در بندہ بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ بعض رند بے دیوں کا سا لباس پہن لیتے ہیں۔ چنانچہ خواجہ حافظ فرماتے ہیں۔ غلام بہت آں مرد عافیت موزم کہ در گدا صفتی کیسا گری داند
حضرت سلطان العارفین نے بھی اپنے زمانہ زندگی میں اس قسم کے لباس گم نامی میں اپنے آپ کو چھپائے رکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔
نفس زار سوا کنم بہر از خدا بدہر درے قدے زخم بہر گدا

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ج ہر کسے راسے نائم ز شمت رو۔ یعنی میں ہر شخص کو حقیر صورت دکھاتا ہوں۔ غرض بعض اہل اللہ محض غنی لایحتاج اور باطن میں بادشاہ ہوتے ہیں۔ لیکن نفس کو رسوا (باقی اگلے صفحہ پر)

میں فقر کو شمار سے بڑا مانگتا ہوں۔ فقر ملک یہ ہے کہ یا تو دام مکر و تزویر پیدا کر دولت دنیا جمع کرنے اور دشمن اسلام خلیل ظالم مالک مال حرام بن جائے۔ دوم فقر ملک یہ ہے کہ ہمیشہ فقر اور افلاس کی آفت تھالے اور لوگوں سے شکوہ شکایت کرتا پھرے۔ جو شخص فقر ملک سے گذر جاتا ہے مقام فقر محبت کو پہنچ جاتا ہے۔ اور فقر محبت یہ ہے۔ **المتطعم من اكله فطاع والشفقة على خلق الله فطاع وتخلقوا باخلا الله تعالى**۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعظیم کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم اور شفقت کی جائے اور اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے مستحق اور متصف ہو جائے۔

اسے اہم مقام فقر کے جھوٹے مدعی! تجھے معلوم ہے کہ فقیر کسے کہتے ہیں۔ اور فقر کے کون سے مراتب ہیں۔ ابھی تک تیرے دماغ تک فقر کے باغ کی بو بھی نہیں پہنچی۔ فقیر کی راہ پر شکاری و کم آزادی کو فقیر بازاری کیا جانے کہ اس میں نعمت چھپا ہے کو ریاضت سے آزاد دینا مقصود نہیں بلکہ اسے حرص و آز سے باز لانا ہے۔ انسان کے دو مراتب ہیں۔ ایک انسان اشرف الالسان۔ دوم صورت انسان و سیرت حیوان ہمیشہ ایسے جمعیت پریشان۔ اصل انسان وہ ہے جو ہمیشہ مشرف و یدار کسجاں ہو۔ انسان کو جمعیت مشاہدہ و مطالعہ سے ہے۔ اور پریشانی خاطر اور بے جمعیتی محبت و نیا جیفہ مردار سے ہے۔ چنانچہ اس راستے کی اصل اور وصل اللہ تعالیٰ کے قرب اور مشاہدے میں نظر نگاہ حاصل کرنا ہے۔ اور یہی اصل غنایت ہے۔ غنایت بھی پانچ طرح کی ہے۔ جو شخص یہ پانچ طرح کی غنایت حاصل کر لیتا ہے۔ اور اپنے عمل اور تصرف میں لے آتا ہے اور اس سے بھل نکھالتا ہے۔ وہ شخص زندہ صحی فی الدارین ہو کر کبھی نہیں مرنے والا۔ بلکہ سب کام اللہ کے اجر سے کرتا ہے۔ **قوله تعالى - واغنى امری الی الله ان الله بصیر بالعباد**۔ غنایت کے پانچ مراتب یہ ہیں۔ اقل مرتبہ غنایت یہ ہے کہ صاحب تصور جب خاک پر نظر ڈالے سونا بنائے۔ ایسے صاحب نظر اہل غنایت کے سامنے مٹی

کرنے اور لوگوں کی نظر میں سے چھپنے کے لئے گداگر بن جاتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ لاکھوں کروڑوں میں کوئی ایک آدمی کسی زمانے میں پیدا ہوتا ہے۔ ہر گداگر بواہوں کو ال پر قیاس کرنا حماقت ہے۔ جیسا کہ بعض نادان کم ظرف لوگ جہاں کسی پاگل یا دیوانے آدمی کو دیکھتے ہیں۔ اسے مجذوب منسوب الحال فقیر سمجھ کر اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اور اسے ولی شہید کو دیکھتے ہیں۔ غرض اہل حقیقی ولایت نہایت مشکل کام ہے۔

مراتب غنایت کے یہ پانچ مراتب ہم تجھے بیان کر رہے ہیں۔ لیکن یہ غنایت کے مراتب طالبانِ مادی کو مرشد کامل عطا کرتا ہے۔ لیکن جو طالب ال مراتب کے حصول کیلئے طالبی اور فقیری اختیار کرتا ہے۔ وہ ہرگز ان مراتب کو نہیں پاتا۔ بہت لوگ گمراہ چھوڑ چھاڑ کر اور دنیا وغیرہ ترک کر کے اس لئے فقیر بن جاتے ہیں کہ جب فقیر بن جائیں گے تو لوگ (باقی اگلے صفحہ پر)

اور غوناہ پر پور جاتا ہے۔ دوم مرتبہ غنایت یہ ہے کہ صاحب تصور اسم اللہ ذات کل مخلوقات کو جذب الطلب ہے اپنے سامنے حاضر کر کے ان سے جو کچھ چاہے حاصل کر لیتا ہے۔ سوم مرتبہ غنایت یہ ہے کہ تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے سنگ پاریں وغیرہ ہوا میں مغموم کر کے حاصل کر لے۔ اور پھر اسے کسی کی احتیاج نہ ہے۔ چہارم مرتبہ غنایت یہ ہے کہ تصور اسم اللہ ذات سے آنکھیں کھل جائیں اور زمین کے نیچے پانے دینے اور غنی خزانے معلوم کر لے۔ جو مرشد یہ پانچ قسم کے خزانے پانچ رو میں طالب اللہ کو عطا نہ کرے وہ احمق ہے کہ اپنے آپ کو مرشد کہلاتا ہے۔

طالب احمد ہو گرا حمد صفت ایک دم حاصل ہوا اس کو معرفت
بعض طالب ہوتے ہیں عیسیٰ صفت مردہ کو زندہ کریں یا معرفت
نعم بان اللہ ہے اک آوازِ راز ذکر فکر و غرق فی اللہ بے نیاز

غرق راہ فقر۔ راہ معرفت۔ راہ ہدایت اور راہ ولایت جملہ غنایت کے مرتبے سے حاصل ہوتے ہیں۔ کونیکہ مرتبہ غنایت کے بغیر طالب فقر فاقہ میں ہمیشہ رویا دہل شکوہ شکایت ہو جاتا ہے۔ پس جو شخص فقر کا گلہ کرتا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ آخر وہ شخص مردود اور مرتد ہو جاتا ہے۔ ۱ فقر سواد الوجه فی الدارین۔ فقیر صاحب مرتبہ اعلیٰ قرب حق تعالیٰ۔ راہ حق کا رفیق اہل دیدار با توفیق ہوتا ہے۔ ۲ ملک الملکی فقیر موصوف بصفۃ ان اللہ علی کل شیء قلیل۔ ولی اللہ۔ عالم باللہ۔ محقق روشن ضمیر۔ برکونین امیر۔ کل و جز مخلوقات اس کے قید تصرف میں قید و اسیر۔ دوام ناظر صاحب مطالعہ

مسخر ہو جائیں گے۔ پیری مریدی کا سلسلہ چل پڑے گا۔ تو کوئی پرواہ نہیں رہے گی۔ یا کیمیا سونا چاندی بنانے کے نسخے ہاتھ لگ جائیں گے۔ یا دستِ عیب کھل جائے گا۔ اور مملکت دنیا نقی بکرا آئیں گے۔ یا باطنی نظر کھل جائے گی۔ اور زمین کے نیچے دینے نظر آئیں گے۔ غرض اس قسم کے باطل خیالات لے کر جو شخص فقیر بن جاتا ہے۔ وہ ان مراتب کو ہرگز نہیں پاتا۔ اور جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی طلب کیلئے نکلتا ہے تو ایسے طالب کو دل کی غنایت کیلئے ایسے مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ ان باتوں کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے طالب صادق کو مرشد کامل جب غنایت دل کیلئے مذکورہ بالا تصرف کے خزانے غنایت کر دیتا ہے۔ تو دنیا سے اس کا دل سرد ہو جاتا ہے۔ طالب کو چاہیے کہ تصرف دنیا اور غنایت کا مرتبہ حاصل ہو جائے اسی وقت اسے ترک کر دے۔ اور اس تصرف میں سے ایک پائی بھی اپنے نقصان کیلئے مخرج نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرب شاہدے اور وصل کے سوا کسی طرف رنج نہ کرے۔ جبوقت سالک کو اللہ تعالیٰ کا وصل حاصل ہو جاتا ہے تو وہ دنیا جہان اس کے غلام ہو جاتے ہیں۔ اور دین و دنیا کے خزانے اور نعمتیں اسے مل جاتی ہیں۔ من لہ الموطا فلو لہ۔

روح محفوظ تفسیر حاضر مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابتائش حکم تو پر روحانی عیانی صاحب لفظ ختم باد فی اللہ
یا بصیر ہوتا ہے۔ فقیر مالک الملکی وہ ہوتا ہے کہ چودہ قسم کے علوم چودہ حکمتیں۔ چودہ توجہ۔ نقور۔ تصرف و تصرف
اور چودہ توفیق۔ طریق۔ تصدیق و تحقیق۔ چودہ طرح کی معرفت۔ ترک۔ توکل۔ تجرید۔ تفرید و توحید۔ چودہ قسم کے ذکر
مذکور اور قرب و حضور اور چودہ مقام قیافا باطن صفا۔ اور چودہ دم اور چودہ اسرار حاصل کر کے عامل کامل اکمل
جامع فقیر ہو جاتا ہے۔ اور ان سب کے جوہر وجود میں جمع کر کے فقیر لا محتاج بن جاتا ہے۔ یہ ہے مالک الملکی اور کوال مر فخر
صاحب ذات جامع کل صفات کہ تمام درجات اور کل مقامات اس کے اختیار میں ہوں۔ قولہ تعالیٰ۔ فاستقم کما
امرت اس راستے کی اصل تین طریقہ سے ہے۔ اول یہ کہ طالب صادق صادق زور اقل باقرار زبان صحیح و تصدیق القلب
و باخلاص خاص و ریائے اعتقاد میں غوطہ لگائے۔ کہ اس کے ہفت اندام پاک ہو جائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو
اعتقاد پاک بہت پسند ہے۔ تاکہ طالب کے وجود میں نہ چل رہے نہ چلا۔ نہ ہو جس رہے نہ ہوا۔ سر سے قدم تک
عجلہ لطن باطن صفا اور طالب با ادب و با حیا ہو جائے۔ دوم طالب صادق مقام فقر میں اس طرح پاؤں قدم رکھے
کہ مرتے دم تک اس راستے سے منہ نہ موڑے اور لب گو ترک با توفیق اطاعت و عبادت ثابت قدم رہے۔
قولہ تبارک و تعالیٰ۔ واعبد ربک حتی یا تبت الیقین۔ سوم طالب صادق محبت کی چھری سے اپنے سر کو تن سے
جدا کر دے۔ اور بے سراور بے زبان ہو کر اللہ تعالیٰ سے ہم سخن اور ہم کلام ہو۔ اس کے بعد طالب لائق شرف بقا
اور صاحب وجود بقا ہو۔

اے طالب صادق! دنیا نجس نجاست جفیہ گندگی دنیا کے کتوں کیلئے چھوڑ دے۔ اور پاکی پاکیزگی۔ شریعت
ادب و حیا اور معرفت خدا سعادت دین اس دنیا میں سے لے لے۔ جیسا کہ قصاب عمدہ انداز پالیزہ گوشت انسانوں
کیلئے سنبھال لیتا ہے اور گندگی وغیرہ کتوں کیلئے پھینک دیتا ہے۔ اصل شریعت یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
جوراستہ چلے ہیں ان کے قدم بقدم چل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جائے۔ اور آپ کی مجلس خاص میں داخل ہو کر وہاں
علم نفس و حدیث حضور حیات البنی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کر لے۔ یہ ہے شریعت صاحب توفیق اور راہ حق تحقیق جو شخص

یعنی مردہ دل نفسانی لوگ موت کے بعد زندگی اور خصوصاً انبیاء اور اولیاء کی ارواح کے باطنی استمداد اور
روحانی استعانت کے منکر ہیں۔ لیکن یہ کو چشم مردہ دل لوگوں کا باطل عقیدہ ہے موت سے انسان کا فائدہ نہیں ہوتا۔
موت کے بعد روح زندہ رہتی ہے۔ صرف وہ کثیف عنصری جسم کو تار کر پھینک دیتی ہے۔ اور لطیف روحانی بدنہ خلی جبر
اختیار کر لیتی ہے۔ انہیں ہمارے خیرات۔ صدقات اور کمالات طہیات کا ثواب دیا رہتا ہے۔ اور عالم لبر میں وہ
ہماری امداد اگر کرنا چاہے تو ہمیں بہت فائدے پہنچا سکتے ہیں اور ہماری پوری پوری امداد کر سکتے ہیں۔ (باقی آگے)

مجلس محمدی صلعم سے منکر ہے اور حیات الہی کو نہیں مانتا وہ کافر منافق زندقہ ہے۔ اہل شریعت دین اسلام فقہ اور معرفت فقر توحید وصال ہے۔ اور اصل کفر دنیا نفس ہوا۔ کبر عجب ناشائستہ ناروا ہوس دنیا فانی سامان زوال ہے۔ روضہ قیامت جب اہل قوت قبروں سے نکلیں گے۔ تو تمام اہل دنیا لوگوں کی پیٹھ قیلے کی طرف ہوگی جیسا کہ دنیا میں انہوں نے حق کی طرف پیٹھ کی اور باطل کی طرف رجوع کیا تھا۔ کوئی شخص راہ فقر و معرفت میں قدم نہیں رکھ سکتا جب تک اس راہ میں اپنا سر قربان نہ کرے۔ طالب بے سر ہو کر صاحب دیدار پروردگار ہوتا ہے۔ تو لڑتا لڑتا خاینا قتلوا فثم وجهہ اللہ۔ جس طرف تم منہ کرو اسی طرف اللہ نکلتا ہے۔

دیکھ لے جیسے چشم سر دیدار کو دیکھ اس دیدار میں انوار کو یہ سب راستے تصور اسم ذات میں ہی طے ہوتے ہیں۔

اسم اللہ میں گراں ہے لائزال	یہ حقیقت جانتے ہیں باوصال !
اسم اللہ ہے وسیلہ حق حضور	اس سے حاصل ہو ہمیشہ ذات نور
اسم اللہ سے توجو چاہے پڑے	ساتھ تیرے وہ سدا قائم ہے
ہر علم ہے اسم اللہ سے پڑھا	اسم اللہ ورد ہے میرا سدا
اسم غلیم طے ہے اسم ذات میں	مردہ کو زندہ کیسے ہر مات میں
ذکر کیا ہوگا جس نے یا لیا	ذکر موصوں فاختہ کتا رہا
ہو کہوتر فاختہ سے کم نہ تو	چاہے ہو ذکر دائم تیرا حق
قبر بابو سے ہو ذکر کھنڈ پور	ذکر وں کی انتہا ہو کا حضور

جس شخص کے وجود میں اسم اللہ ذات تاثیر کرتا ہے وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اور تماشائے کونین و دوزخ اور مہشت و عہد و عید کو آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ الا میان بین الخوف والرجاء۔ پھر طالب نفس و ہوا کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف آ جاتا ہے۔ واضح ہو کہ تمام کتب کے علم علوم اور کل حکمت ہائے اللہ صحت و قیوم ایک ہی لفظ سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ ہزار کتابیں ایک کلمے میں آ جاتی ہیں۔ اور ایک کلمہ ہزار کتابوں میں نہیں سماتا۔ وہ کلمہ کیا ہے۔ شرح کن۔ لفظ کن کی شرح اس رمز و ایما رکام مفہوم اور اس معنی کا حل فقر اور اولیاء اہل تقا ہی جانتے ہیں۔ دیگر لوگ اس سے مطلق بے خبر ہیں۔

دیگر باطن میں اولیاء اور انبیاء کی اپنی روحانی لطیف مجلسیں اور مجلس ہوتی ہیں اور ان میں بڑی بھائی کاروائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ہم نے ان باطنی مجالس اور روحانی محافل کو دیکھا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

یہ قاتل نفس کا کام ہے۔ نہ کہ اہل نور و نور کا۔
 تجھے ہے نفس کا فرکشی سے کام
 اگر مار سید در آسیتن سے
 نفس پرور کو نہیں اک ذرہ سود
 قتل کر اس نفس کو یا تیغ ذات
 فقر نہایت گراں بار اور عظیم الشان چیز ہے۔ اسم اللہ ذات کا جباری۔ قہاری۔ جلالی۔ جمالی
 بوجھ جو وہ طبق زمین و آسمان سے بھی بھاری اور وزنی ہے۔ اس بھاری بوجھ کو وہی شخص اٹھا
 سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں دوام منظور ہو۔ اور مجلس محمدی صلعم میں ہمیشہ حضور ہوا اور جمیع
 ماسوئی سے تارک فارغ اور دور ہو۔

فقر یا یا ہم نے از نور نی
 بولتا ہوں نور دیکھا تو ہے
 بولتا ہوں از زبان مصطفیٰ
 باہو تو میں گم ہوا باہو ما
 جس نے دیکھا ہم کو فرموا دلی
 خلق جسم و اہم و ان سے دو ہے
 ہوں سر یا نور از امر خدا
 ذکر باہو رات دن یا ہو ہوا
 جس شخص کا اصل نور کے ساتھ داخل ہوا۔ اس نے قوت وصل سے اپنی اصل کو پالیا۔ حدیث
 خلقت العلماء من صدی و خلقت السادات من صلبی و خلقت الفقراء
 من فدی و من نور اعدہ تعالیٰ ترجمہ۔ علماء میرے سینے سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور سادات
 میری پشت سے اور فقرا میرے اور اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔
 ابتدا بھی نور آخر بھی نور ہے نور ہے جو وہ سدا منظور ہے
 فقر اہل نور کا نفس مظہر نور خدا۔ تارک فارغ از شہوت و ہوا صدیقی آیت ما زاغ البصر و ما طفی

اور ان کے معاملات کو ہوش اور حواس کی حالت میں بار بار آزمایا اور پرکھا ہے۔ نیز قبروں پر جا کر دعوتیں
 پڑھی ہیں۔ اور ارواح سے ملاقات اور بات چیت کی ہے۔ اب ہر شخص کی مرضی ہے خواہ وہ ہماری بات
 کا یقین کرے یا انکار کرے۔

شنیدہ کے ہوں مانند ویدہ

ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ غنایت کا مرتبہ انسان کو اپنے فرزند بھائی بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اور فقیر نفس
 محتاج لوگوں کی نظر میں ذلیل حقیر اور بے دانش و بے تمیز ہے۔ لیکن فقیر صاحب غنایت وہ ہوتا ہے کہ حلیہ کچھ ہاتھ ظاہری
 و باطنی کا تصرف اس کی نظر میں ہو۔ اس کا نفس مطمئنہ نور نور اور وہ اپنے نفس پر قادر ہو۔ قولہ قل لئن لم یفزعنا
 من خاف مقام ربہ و کفہی النفس عن الہویٰ ذات الجنۃ ہی المادۃ تہجرہا ورجو اپنے رب
 کے سامنے رقیامت کے دن (کھڑا ہونے سے) اور اپنے نفس کو ہوائے نفسانی سے روکا پس جنت اس کا ٹکانا ہے۔
 اور اس کا قلب اللہ تعالیٰ کے قرب میں سلیم ہو کہ نور ہو گیا ہو۔ قولہ تعالیٰ۔ یوم لا ینفع مال ولا بنون الا
 من اتى اللہ بقلب سلیم (اس دن قادر نہیں رہے گا کسی کو مال اور نہ بیٹے مگر جو شخص لائے اللہ کے پاس دل سلیم) اور
 اس کی روح بھی اللہ تعالیٰ کے سر سے نور ہو۔ قولہ تعالیٰ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی (اے
 میرے نبی! لوگ تجھ سے روح کی حقیقت دریافت کرتے ہیں۔ انہیں کہہ دے کہ روح میرے رب کے عالم امر
 کی چیز ہے۔ اور لطیفہ سر بھی نور ہو۔ جب ہر حیاہ لطائف سالک کے وجود میں نور ہو جاتے ہیں۔ تو حواس ظاہر اور
 باطن نور ہو کر صاحب وجود و مغفور اور باطن محمود ہو جاتا ہے۔ طالب کو چاہئے کہ نفس امارہ کو مرتبہ غنایت سے جو حجب
 اس آیت لا یتحاج کہہ کے نیست و نابود کر دے۔ قولہ تعالیٰ۔ واللہ غنی و انتما لفقراء۔ نفس امارہ کو مرتبہ
 ہدایت سے جو حجب اس آیت بہرہ یاب کر کے ٹھکانے لگا دے۔ قولہ تعالیٰ و اسلام علی من اتبع الهدی
 (اس آدمی پر سلامتی جو جس نے ہدایت کی پیروی کی) نفس ملہمہ کو مرتبہ ولایت سے سرفراز کر کے مقام نور
 میں پہنچائے۔ قولہ تعالیٰ اللہ ولی الذین آمنوا ینزعہم من الظلمات الی النور ط اور آخر نفس
 مطمئنہ کو مرتبہ فیض فضل غنایت سے اللہ تعالیٰ کے جذب میں ڈال دے تاکہ وہ حضور الی اللہ اختیار کر
 جائے جو شخص اس طرح پاک و صاف ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف آتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و
 رحمت سے جذب کر لیتا ہے۔ اور دونوں جہان سے منہ موڑ لے تو مرتبہ مازناغ البصر و ما طغی کو پہنچ
 جاتا ہے۔ تمام ظاہری و باطنی خیرات اسے فقیر کامل کی نگاہ میں ہوتے ہیں۔ اور اس کے قدم کے نیچے پھرتے
 ہیں۔ فقیر حلیہ مقامات و درجات سے گذر کر ذات میں جا ملتا ہے۔ اللیس ماسوی اللہ ہوس
 مقامات پانچ ہیں۔ مقامات دنیا۔ مقام عقبتے۔ مقام انزل۔ مقام ابد۔ مقام لامکان لا ہوت
 جو شخص ان پانچ مقامات کے خزانے طالب کو حضرات اسم اللہ ذات سے پانچ دم۔ یا پانچ ساعت

۱۔ اس جگہ سلطان العارفین نے مرشد دل کے اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب اور ان کے اوصاف بیان فرمائے ہیں
 چنانچہ اعلیٰ مرشد کامل۔ دوم مرشد مکمل۔ سوم مرشد اکمل۔ چہارم مرشد جامع نور الہدیٰ (باقی اگلے صفحہ)

یا پانچ روز کے اندر کھول دے۔ وہ مرشد کامل ہے جو شخص کو بین کا تماشہ ہاتھ کی پھٹی یا ناخن کی پشت پر دکھا دے وہ مرشد مکمل ہے۔ دونوں جہان اسم اللہ ذات کی طے میں ہیں۔ اور اسم اللہ ذات الشان کے قلوب یعنی طے صفات میں ہے۔ مرشد اکمل وہ ہے کہ اسم اللہ ذات اور طے قلوب صفات کلید کلمہ طیبات سے کھول دے۔ اور عین بعین دکھا دے کہ نہ وجود میں کوئی غلطی اور غلاطی وغیرہ اور نہ غریب ہے۔ طالب صاحب نفس قنار۔ قلب صفا۔ اور اہل روح بقا و وام مشرف مشاہدہ نقار اور حضور مجلس حضرت محمد مصطفیٰ ہو جائے۔ لیکن مرشد جامع وہ ہے جو کلمہ اسم اللہ ذات کی چند حاضرات جانتا ہے اور ظاہر زبان سے کچھ نہیں کہتا۔ اور نہ پڑھتا ہے۔ بلکہ طالب کو حاضرات اسم اللہ ذات سے اس طرح لے جاتا ہے کہ جب طالب تصور حاضرات اسم اللہ ذات کرتا ہے تو ابتدا ہی میں اس کے گرد تمام جنات کے لشکر دست بستہ باادب کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے حکم کے منتظر ہوتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں کہ اے ولی اللہ کچھ حکم فرمائیے۔ حق کا طالب کہتا ہے حبیبی اللہ دکھنی یا اللہ (اللہ میرے لئے کافی ہے۔ اور اللہ میرا کفیل ہے) اللہ بس ماسوی اللہ ہوں۔

اس کے بعد جملہ فرشتے موعلات اور روحانی حاضر ہو کر عرض گزار کرنے لگتے ہیں اور اٹھاس کرتے ہیں اور علم و عمل کی سیر سنگ پارس اور عمل دعوت تکسیر بتاتے ہیں۔ کامل الٰہی طرف التفات نہیں کرتا۔ اس کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلعم باجملہ انبیاء مرسل اصفیاء اور جملہ اصحاب کبار و صغار و چار یار اور حضرت امام حسن و

کو درجہ بدرجہ ان کے اوصاف ذکر کیا ہے۔ چنانچہ مرشد کامل کی صفت یہ لکھی ہے کہ جو مرشد ان پانچ مقامات یعنی مقام دنیا۔ مقام عقبے۔ مقام ازل۔ مقام ابد اور مقام ہوت لامکان کو پانچ روز یا پانچ ساعت یا پانچ دم کے اندر طالب کو کھول کر دکھا دے۔ اور مرشد مکمل وہ ہے کہ جو ہر وہ ہزار عالم یعنی کوئین کا تماشہ طالب کو ہاتھ کی پھٹی اور ناخن کی پشت پر دکھا دے۔ اور مرشد اکمل وہ ہے کہ حاضرات اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبات سے کوئین شنش جہات اور قلوب کی کل صفات اور درجات طالب کو طے کر دے۔ کہ جس وقت طالب چاہے مجلس حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اسے۔ یا مشاہدہ حق ذات کا ناظر ہو۔ اور مرشد جامع وہ ہے کہ مذکورہ بالا جملہ مراتب اور درجات حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے اس کے اختیار میں ہوں۔ ایسا جامع مرشد محض توجہ سے کام کرتا ہے۔ اسے زبان سے کسب کی دعوت پر دھن کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کل باطنی مراتب اور روحانی درجات کا مالک اور حتماء ہوتا ہے۔ ایسا مرشد جامع جب طالب کو ایک دفعہ توجہ کرتا ہے۔ اس کی ایک ہی توجہ طالب کو منزل مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ اور دن بدن ترقی کرتی ہے۔ ایسے طالب کو کوئی شخص سلب نہیں کر سکتا۔

حضرت امام حسینؑ و حضرت شاہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاتے ہیں۔ اور طالب کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کرتے ہیں۔ اور علم معرفت کی تلقین و تعلیم فرماتے ہیں۔ اور منصب ہدایت و ولایت سے سرفراز فرماتے ہیں۔

بعض فقیر عالم علم صاحب تحصیل۔ بعض فقیر جاہل حاسد بخیل اور بعض فقیر عالم غرق قناتی اللہ فی التوحید ہم مجلس رب جلیل ہوتے ہیں۔ اور عالم صاحب علم بہت ہیں۔ عالم زاہد عابد متقی فقیہ بھی بہت ہیں۔ لیکن گناہم کا دل فقیر دنیا میں بہت کماب ہیں۔ ہزاروں لاکھوں میں کوئی ایک فقیر صاحب باطن نظر آتا رہتا ہے۔ کامیل ہمیشہ مجلس محمدی صلعم میں حضور یا ہمیشہ نظر رحمت اللہ میں منظور ہوتا ہے۔ یا کامیل ہمیشہ ساکن شہر خاموشاں۔ ویرانہ اس کا خلوت خانہ۔ اس میں اس کے خویش و اقارب۔ برادر فرزند آشنا سب بیگانہ ہوتے ہیں۔ جو شخص راہ حضور اور راہ قبور جانے اور طالبوں کو نظر تو مبر سے مراتب نور حضور قبول اور نظر رحمت اللہ منظور میں پہنچاتے وہ بھی کامل ہے۔ مرشد باہل اور اہل نفس شیطان خلق دنیا میں شامل بہت ہیں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک آدمی لائق دیدار پروردگار عالم ہوتا ہے۔ کہ عین نما ہو۔ اور عین کشا ہو۔

فقر کے تین حرف ہیں۔ ہر حرف کو اللہ تعالیٰ سے ہزار عزت اور صد شرف حاصل ہے۔ حدیث شریف فقر کے تین حرف ہیں۔ حرف ف سے فقیر کو فرض عین ہے قنائے نفس۔ بقائے قلب۔ بقائے روح اور الفقیر فخری و الفقیر حقینی۔ حرف ق سے مجلس صاحب انجمن ہو۔ حرف ق سے قالب قبر۔ قلب باقرب شفا سے بدین ہو۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ہم مجلس صاحب انجمن ہو۔ اور حرف ک سے کرمیت عین قاتل قہر نفس۔ قبلے کی طرف سر بسجود ہو۔ یہ قی قانقہ فقر کا اقل حرف ہے۔ اور حرف ک سے کرمیت عین حضرت رب العالمین۔ صاحب حق یقین اور غالب بر شیطان عین ہو۔ طالب صادق مرشد کامل کی نظر لطف و کرم سے قرب حق تعالیٰ کے اس مرتبے اعلیٰ کو پہنچ جاتا ہے۔ اور اگر فقیر قرب اللہ سے منہ موڑ لے اور حرص و طمع دنیا اور لذت دنیا میں قدم نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ سے عاق ہو جاتا ہے۔ یعنی فقر کے حرف ف سے فرعون کی طرح اہل فضیحت اور حرف ق سے قارون کی طرح معصوم اور حرف ک سے ردم و دوش مثل ابلیس ہو جاتا ہے۔

فقر سے دو گام ہوتا ہے قدم سرگرد کہ پاؤں پہ آ جا کر نہ غم فقیر ایک قدم دنیا سے اٹھاتا ہے غصے میں رکھتا ہے۔ اور دوسرا قدم عقبتے سے اٹھا کر آدھا قدم معرفت میں چلتا ہے۔ اس ڈیڑھ قدم میں منزل فقر تمام کو پہنچ جاتا ہے۔ اذنا لہم الغفر فہو اللہ

چھوڑ دینا خواہش عقبتے نہ کر
ترک سرگرد و نزل کو غافل ہے اگر

واضح ہو کہ صاحب درود وظائف و تلاوت و اہل ذکر و فکر مراقبہ کا شرف و نجات کمال صدق و اخلاص اور عجز و انکسار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صد آرزو الحاجہ و التجا کرتے ہیں۔ ان کی دعا بے شک ایک ہفتہ یا ایک ماہ یا آخر ایک سال کے اندر قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن فقیر مقرب اہل تصور اسماء و صفات کو دعا اور درخواست زبانی سے کیا کام۔ جب کہ فقیر کا دل کو صلبہ مطالب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے محض خیال اور نگاہ کرنے سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ جو فقیر اللہ تعالیٰ کے قریب سے توجہ جانے اس کی توجہ قیامت تک عمل کرتی ہے۔ اور جاری رہتی ہے۔ اقل جس شخص کے حق میں فقیر حضور سے توجہ کو مانا ہے۔ اس کا کام اسی وقت ہو جاتا ہے۔ دوم فقیر کو دولت دنیا کا تصرف حاصل ہوتا ہے جس شخص کے حق میں بخشش تصرف کو دیتا ہے قیامت تک اس کی آل و اولاد لایحیت ج رہتی ہے۔ سوم فقیر پر مقام و حدت سے بذریعہ وہم و غم الفنا عظم لدنی اور وارث الہام ہوتی ہے۔ اور اس وہم اور الہام سے فقیر کا ہر کام سر انجام ہو جاتا ہے۔ چہاں وہم فقیر کا فکر وسیل اور خیال ہے اس کا معاملہ کمال کو پہنچتا ہے۔

فقر کے تین حرف ہیں۔ ف۔ ق۔ ت۔ حرف ف سے فقیر فنا نقص۔ نہ وجود میں ہوا رکھے اور نہ ہو۔ اللہ اللہ اور حرف ق سے قدرت حق تعالیٰ کے اسرار سے خبردار اور سر سے قدم تک غرق مشاہدہ پروردگار ہو۔ اور حرف

ب۔ بارگاہ ایزدی میں عوام اپنی حاجت کیلئے عاجز ہوتے ہیں۔ لیکن خواص اور خدا کے محبوب لوگ جس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف کسی حاجت کیلئے توجہ اور حضور سے ملتی ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ عالم الغیب بغیر زبان ہلائے ان کے دل کا حال معلوم کر کے انکی حاجت پوری فرما دیتا ہے۔ انہیں گڑ گڑانے اور رونے پٹنے کی ضرورت نہیں ہوتی حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام ابتداء حال میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمایا کرتے تھے کیونکہ یہی تمام انبیاء کا قبلہ تھا۔ اس زمانے کے یہود اور نصاریٰ لوگوں کو یہ کہہ کر دین اسلام سے روکتے تھے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے۔ یہ بھی ہمارے پیغمبروں کا تابع اور مقلد ہے۔ اور ہمارے دین پر ہے۔ اس کے نئے دین کو قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال گذرا کہ کیا اچھا ہوتا کہ ہم اغیار کے اس طعن اور اعتراض سے نجات پالیتے اور اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اپنا الکت قبلہ اور کعبہ مقرر فرما دیتا۔ اللہ ایک روز اس خیال سے آسمان کی طرف منہ پھیر کر دل میں اظہار تمنا کیا تو فوراً جبریل امین یہ فرمان لیکر اترے قد نری قلب و جہک فی السماء فخلو لیلک و جہک فی السماء یعنی ہم نے تجھ کو آسمان کی طرف منہ پھرتے دیکھ لیا۔ پس ہم آج سے تجھے اپنے پسند کے قبلے کی طرف نماز میں منہ پھرنے کا حکم دیتے ہیں، چنانچہ آپ نے اسی وقت اپنا قبلہ بدل لیا۔ سو یہاں آپ کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پھرنے کا ذکر ہے و عا مانجھ کا کوئی ذکر نہیں تاکہ معلوم ہو کہ خواص کے دعا مانگنے اور اس کی اجابت کے طور اور طریقے کیا ہیں۔

سارے روشن ضمیر عالم علم تفسیر باتا تھیں۔ یہ ہے معنی فقیر برکونین امیر فقیر کامل کو چاہیے کہ ہر فرد طالب کو ایک
نیا مرتبہ عظیم اور نعمت بنیم عطا کرتا ہے۔ تاکہ طالب راہ سلوک میں بے جمعیت پریشان و طول خاطر نہ ہو جائے
اور مشاہدہ کعبہ نور میں غرق رہے۔ طالب صاحب تحقیق اور مشاہدہ ال توفیق۔

فقر پایا از حضور مصطفیٰ واقع امر ہوں میں از خدا

قوله تعالى: ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۵ ہزاراں ہزار
لوگ محض فقر کے نام کو پہنچتے ہیں۔ شاذ و نادر کوئی ایک آدھ ایسا ہوتا ہے کہ مقام فقر کو پائے۔ اور فقر
کو تحصیل میں لائے۔ اور فقر کی لذت سے حظ وافر اٹھائے۔ فقیر کے دو مراتب ہیں۔ ابتدا میں عاشق
اور انتہا میں معشوق۔ پس عاشق کی ریاضت اور مجاہدے سے مقصود محض مشاہدہ و دیدار ہوتا
ہے۔ اور ذکر فکر و رد و ظاہر کا مشغل عاشق پر مراد ہوتا ہے۔ عاشق کو نیک و بد پر نظر
کرنے سے کیا کام ہے

قلب سے قرب اور نفس باہوا	بے خبر ہے روح از قرب خدا
فقر اگر چاہے تو تنوں سے گند	فقر ہے توحید خالص سرسبز
فقر سلطانی ہے تو سمجھے گدا	بادشاہ ہے فقر در ملک بقا
ہے وہاں نے ذکر فکر و عقل و رائے	اس حکم جو پہنچے وہ دیکھے خدا

فقیر کے مراتب معشوق کے ہوتے ہیں۔ جو کچھ معشوق مانگتا ہے عاشق دے دیتا ہے۔ بلکہ جو کچھ معشوق کے
دل میں گذرتا ہے عاشق کو آگاہی ہو جاتی ہے۔ عاشق معشوق کی دلی مراد نگاہ اور توجہ ہی سے دے دیتا ہے۔ قَدْ نَدَى
تَقَبَّلَ وَجْهَكَ فِي السَّمَاءِ۔ عاشق اور معشوق میں کیا فرق ہے۔ عاشق اور معشوق ایک دوسرے کے
مطالعہ حُبِّہُمْ وَحُبِّہُمْ مِّنْ عِزِّہُمْ میں غرق ہیں۔ اس علم کیلئے دل و رقبہ ہے۔

واجب ہے کہ جو شخص اہل غنایت و ہدایت ولی اللہ صاحب ولایت اور اہل فیض فضل عنایت برکونین امیر
حاکم اولوالامر مالک الملکی فقیر روشن ضمیر ہوتا ہے۔ اس نظر میں بادشاہ دنیا کی کیا حقیقت ہے۔ وہ تو
اس کے سامنے نہایت عاجز و مفلس غریب مستحق گدا گدا اور سخت حقیر ہوتا ہے۔ کیونکہ فقیر صاحب توفیق
ظاہری باطنی خزانوں کا مالک اور سوسائے اللہ تبارک کے باقی تمام مخلوق سے بے نیاز اور لاجستاج
ہوتا ہے۔ اور باقی تمام مخلوق بادشاہ سے بے گدا تک سب اس کی محتاج ہوتی ہے۔ اور فقیر نافع
الخلائق ہوتے ہیں۔ خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ۔

فقیر اولیاء اللہ حضرات اسم اللہ ذات کی باطنی قوت سے جملہ ارواح انبیاء و اولیاء کو حاضر کر لیتے

ہیں۔ باپے آپ کو ان کی مجلس میں پہنچا دیتے ہیں۔ اور ان سے باطنی علوم و فنون اور ملتیں وارثانہ اور روحانی فیوضات و کمالات سببہ سببہ حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کو فقیر صاحب قوت العلوم اور صاحب طے حجتی و قیوم کہتے ہیں۔ اور اگر چاہیں تو حضرات اسم اللہ ذات کی طاقت سے جملہ ملکہ اور فرشتوں کو حاضر کر کے ان سے باطنی فہم اور نصیب حاصل کر لیتے ہیں۔ چنانچہ بعض فرشتے موکل سنگ یار میں کاپتہ دیتے ہیں۔ بعض خاص پوشیدہ صنعتی علوم یعنی کیمیا اکیہ سکھاتے ہیں۔ بعض موکل اسم اعظم قرآن میں بتاتے ہیں۔ بعض وحی جبریل کی طرح قرآن کے شان نزول اور آیات قرآن کے خواص اور حقائق و معارف بتاتے ہیں۔ غرض فقیر اولیاء اللہ باطنی توفیق سے سب کچھ بے واسطہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ مراتب طریقہ قادری میں ہیں۔ کہ ظاہر عمدہ لذیذ غذا کھاتے ہیں۔ اور ریشمی زلفیت قیمتی لباس پہنتے ہیں۔ لیکن نظر اور توجہ سے طالبوں کو یکدم حضور میں پہنچاتے ہیں۔ یہ مراتب لباس بیگانہ اور دل بچی یگانہ۔

پس فقر کیا چیز ہے۔ فقر آفتاب کی طرح تمام حیوان کی روشنی کا معدن انوار ہے۔ اور سرخان کیلئے مثل جاودانی نور دیدہ یا روح حیات اور جان عزیز یعنی فوز پروردگار ہے۔ افسوس کہ بہت لوگ محض فقر کا لباس پہنے ہوئے ریاکا دوکاندار راہ حق کے راہزن اور خدایں ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ فقر کے خاص بہشت محبت سرشت میں داخل ہو کر ساقی وحدت کے ساغر معرفت سے مست اور سرشار ہیں۔ یہ فہم نہیں ہیں جو دنیا پیم و ناچیز کی محبت میں گرفتار ہیں۔

اگر خواہتہ اسے لے کر نہایت تک فقر خاص الخاص کے مقامات پہ ہیں یعنی فقر برآمدن اور در آمدن کا نام ہے۔ پس برآمدن و درآمدن کیا ہے۔ اور کس چیز کا نام ہے۔ وہ یہ ہے۔ باہر آنا مقام ناموت سے اور داخل ہونا لاہوت میں۔ باہر آنا فنا سے اور داخل ہونا بقا میں۔ باہر آنا جہل شرک کفر و تواء سے اور داخل ہونا فنا فی اللہ شرف بقا میں۔ باہر آنا حالت نفس و دنیا پریشان سے اور داخل ہونا مقام اطمینان میں۔ باہر آنا تعلید سے اور داخل ہونا توحید میں۔ باہر آنا اطاعت سے اور داخل ہونا غایت میں۔ باہر آنا غایت سے اور داخل ہونا ولایت میں۔ باہر آنا ولایت سے اور داخل ہونا لاحد مرتبہ نہایت میں۔ باہر آنا عبودیت سے اور داخل ہونا ربوبیت میں۔ باہر آنا محنت طلب سے اور داخل ہونا محبت طلب میں۔ باہر آنا مجاہد سے اور داخل ہونا مشاہد سے ہیں۔ باہر آنا ذکر مذکور سے اور داخل ہونا مقام الہام حضور میں۔ باہر آنا ریاضت سے اور داخل ہونا راز میں۔ باہر آنا حالت احتیاج سے اور داخل ہونا مقام لا محتاج میں۔ باہر آنا لذت نفس و لقمہ سے اور داخل ہونا لذت باطن فقر فاقد میں۔ باہر آنا فقر ملک سے اور داخل ہونا فقر محبت میں۔

(حاشیہ اگلے صفحہ پر ملا خطہ فرمائیں)

باہر آنا کشف کرامات سے اور داخل ہونا حاضرات لقنور اسم اللہ ذات میں۔

آخر فقر کے جذبات کیا ہیں۔ ایک ذوق جو کہ وسیلہ اور راہبر حضور ہو۔ دوم ذوق کہ جس سے روح کو فرحت اور وجود مقصور ہو۔ سوم اشتیاق و یار کہ وسیلہ معرفت و مشاہدہ خاص نور ہو۔ فقیر کامل زندہ دم و ثبات قدم ان درجات کو حاضرات اسم اللہ ذات سے حاصل کر لیتا ہے اسے کہتے ہیں۔ اَلَا سَتَقَامَتُ فَوْقَ الْكَوَاكِسِ (استقامت کرامت سے بالاتر ہے) جب فقیر اس انتہائی مقام کو پہنچ جاتا ہے تو خلق میں نشانہ طاعت ہو جاتا ہے۔ اور اسی حالت ملامتی میں اس کی سلامتی ہوتی ہے۔ اَلَسَّلَامَتُ فِي الْوَحْدَةِ وَالْخَلَاتِ بَيْنَ الْكَلْبَيْنِ۔ (سلامتی وحدت میں ہے۔ اور دونوں میں آفات ہیں) اللہ تعالیٰ کے شغل و عدا نیت ہی میں حقیقی سلامتی ہے۔ اور باقی تمام ماسویٰ اشغال پر اند فتنہ و آفات ہیں۔ اس لئے ملامت خلق سے نہیں ڈرنا چاہیے۔ بلکہ آفات ماسویٰ سے و عدا نیت کے وار السلام میں بے دھڑک گذر جانا چاہیے۔ کَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَيْمٍ۔ ترجمہ۔ ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

ہر مال خزانے اور نعمت می سونے چاندی اور مال و متاع کی زکوٰۃ ہوتی ہے۔ اور اسی طرح دولت علم کی بھی زکوٰۃ ہے۔ کہ اسے محض برائے خدا بے طمع و ریاء طالب علموں اور شاگردوں تک پہنچائے۔ اور گنج معرفت اور خزانہ فقر کی باطنی دولت پر بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ کہ

(حاشیہ برائے صفحہ گذشتہ)۔ یہاں حضرت سلطان الصائغین نے راہِ طریقت میں مختلف طور پر دخول اور خروج بیان فرمائے ہیں۔ اور سب کی غرض و غایت اور خاصہ خلاصہ یہ ہے۔ کہ انسان اثنائے سلوک میں صدق اور اخلاص کے قدموں سے ہر مرتبہ۔ منزل اور مقام میں داخل ہو اور صدق اور اخلاص کے قدموں سے اس سے باہر نہ آئے۔ یہاں تک کہ جملہ مقاماتِ ظلمت باطل سے نکل کر مقام نور حق میں داخل ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ وَحَلِّدْ بِادْخَلْنِي مَدْحَلْ صَدَقْ وَآخِرْ جَنِّي مَجْزِعْ مَسْدَقْ وَآخِرْ جَعَلْنِي مَن لَدُنْكَ سَلَطًا فَالْضِيْرَةُ وَقُلْ جَابِرًا لِحَقِّ وَنَزْهَقْ الْبَاطِلَ ان الْبَاطِلَ كَاذٌ زَهَقًا ترجمہ: اور کہہ دے اے محمد صلعم یارب! مجھے داخل کر صدق کے مدخل اور نکال مجھے حرج صدق سے اور میرے لئے اپنی طرف سے اپنی غالب نصرت کا اہتمام فرما۔ اور کہہ دے کہ اب آگیا حق اور بھیگا باطل۔ تحقیق باطل ہمیشہ حق کے آگے بھاگتا ہی کرتا ہے۔

علم تصوف سلک سلوک طالبوں اور مریدوں کو سکھائے اور انہیں باطنی تلقین و ارشاد سے حضور میں پہنچاتے۔ عارفوں کا حال ہر روز نوبہ ہوا کرتا ہے۔ اور وہ کل یوم ہونی نشان کی شان سے نمایاں ہوتے ہیں۔ کہ موت کے ابتدائی حالات سے لیکر عذاب قبر حشر نشر مل صراط اور دخول جنت کے سب حالات زندگی میں آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ بعض فقراء حاضران اسم اللہ ذات کی برکت سے روحانی کو توجہ سے بیدار کر لیتے ہیں۔ اور قہم باذن اللہ یا قہم باذنی کہہ کر روحانی کو قبر سے باہر لے آتے ہیں۔ یہ مقام حضرت عیسیٰ روح اللہ بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں خواص کو حاصل ہوتا ہے۔ حدیث الحسناء امتی کا انبیاء ربی اسمائیل حملہ انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہونے کی آرزو کرتے رہے ہیں۔ جس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے آپ کو باطنی طور پر پیش کر دیا۔ اس نے گویا ذاتی فقر کے گوہر مقصود سے اپنا دامن بھر لیا۔ فقر سے علیٰ فضل اور بلند مرتبہ اور کسی چیز کا نہیں ہے جس کی دولت جاوید ہے۔

ألفقر فخری ولفقر منی

ہم سے گریو چھے کوئی ہے موت کیا
نفس حرص و طمع سے جب مر گیا
قبر میرے واسطے خلوت بنی !
موت سے پہلے میں دیکھے یہ مقام
قبر و گھر کیا ہیں میرے واسطے
مردہ دل کو موت۔ عاشق کو حیات !
عاشقوں کی قوت قوت ہے لقا !
تندگی تھی موت دروازہ فنا
ہو گئی اس موت سے حاصل لقا
موت سے خوش وقت میں ہم باہمی
نفس مردہ جاں ہے زندہ دوام
میں خلافت نفس میں جاں کے مزے
موت سے عشاق پاتے ہیں نجات
جو نہ دیکھے یاں وہاں اندھا رہا

نفس کی تحقیقت یہ ہے کہ اس کی طبیعت اور جبلت میں تمرد اور طغیان ہے۔ چنانچہ نفس مادہ حالت نصرت میں سیرمی کے وقت فرعون بن کر خدائی کے دعوے کرنے لگ جاتا ہے۔ اور فقیر فاقے تنگ دستی اور اور بھوک کیوقت دیوانہ کتا بن جاتا ہے اور غصے اور غضب کے وقت شیطان اور دیو خبیث اور ابلیس کی طرح جب سنگ جھگڑا لڑتا ہے۔ کہ فتنے فساد اور شور شرابا کرتا ہے۔ اور دود و دہش و سخاوت کے وقت قاروں کی طرح بخیل بن جاتا ہے۔ لیکن نفس مطمئنہ سیرمی کے وقت شاکر۔ فیض بخش اور تافع الخلاق ہوتا ہے۔ اور بھوک و تنگ دستی میں قانع و صابر ہوتا ہے۔ وقت شہوت باشتور اور وقت عفتہ و غضب متحمل بادبہ دار صاحب حضور ہوتا ہے۔ اور وقت سخاوت و داد و دہش صفت کریم۔ دست کشادہ اور دل دولت باطن سے معمور ہوتا ہے۔

نفس مطمئنہ اور انبیاء رکھتے ہیں۔ صاحبِ نفس مطمئنہ بھی مختلف قدر اور احوال کے ہوتے ہیں۔ صاحبِ نفس مطمئنہ خاص جس وقت مراقبہ کر کے استغراق میں جاتے ہیں تو مثل برق و نور حضور معراج میں غرق ہو کر ایک دم میں ہزار دفعہ مشرف و بار پروردگار ہو جاتے ہیں۔ قصص و حکایات سننے والے اور مسئلہ مسائل دان دنیا میں تکبر و تکبر موجود ہیں۔ لیکن ہزاروں لاکھوں میں کوئی ایک آدمہ ولی اللہ غیب دان و غیب خوار ہو کر نکلتا ہے۔

جو دیکھے عارفِ کامل عیاں نہیں ہے غیب !!

نظرِ عظام و باطن کھلی نہیں ہے غیب

جس طرح علماء کی نظر ہر دم مطالعہ کتاب میں رہتی ہے اسی طرح فقراء و رقیق دل پر مطالعہ قریب حق اور مجلسِ حضرت محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم میں ہر دم غرق اور محو حضور رہتے ہیں۔ بعض سادک مبتدعی مجلسِ حضور میں جاتے ہیں۔ لیکن اپنے آپ کو نہیں جانتے۔ بعض جانتے ہیں اور وہاں روحانی لوگوں سے ہم سخن اور ہم کلام ہوتے ہیں۔ بعض مقامِ جلالت۔ بعض مقامِ بھالیت اور بعض مقامِ کمالیت میں رہتے ہیں۔ ہم نے اس کتاب صورتِ باطنی دی ہے عین نمائے جس شخص نے اسے پایا اور دیکھا۔ عارف اور واصل با حشر ہوا۔ جس شخص نے اس کتاب سے مرتبہ فقر و معرفت حاصل نہ کیا اور واصل نہ ہوا وہ بد بخت محض مردہ دل متافق بے حیا ہے۔ اللہ لیں یا سوئی اللہ ہو۔ کھنی علیہ بحالی کا زوالی

تمام شد

ایات شکر غنیات تذکرہ فیوضات

حضرت مرشدی سلطان العارفین ^{سیدہ العزیزہ} ^{قدس سرہ}

از فقیر و مرید محمد نوری کاشانی

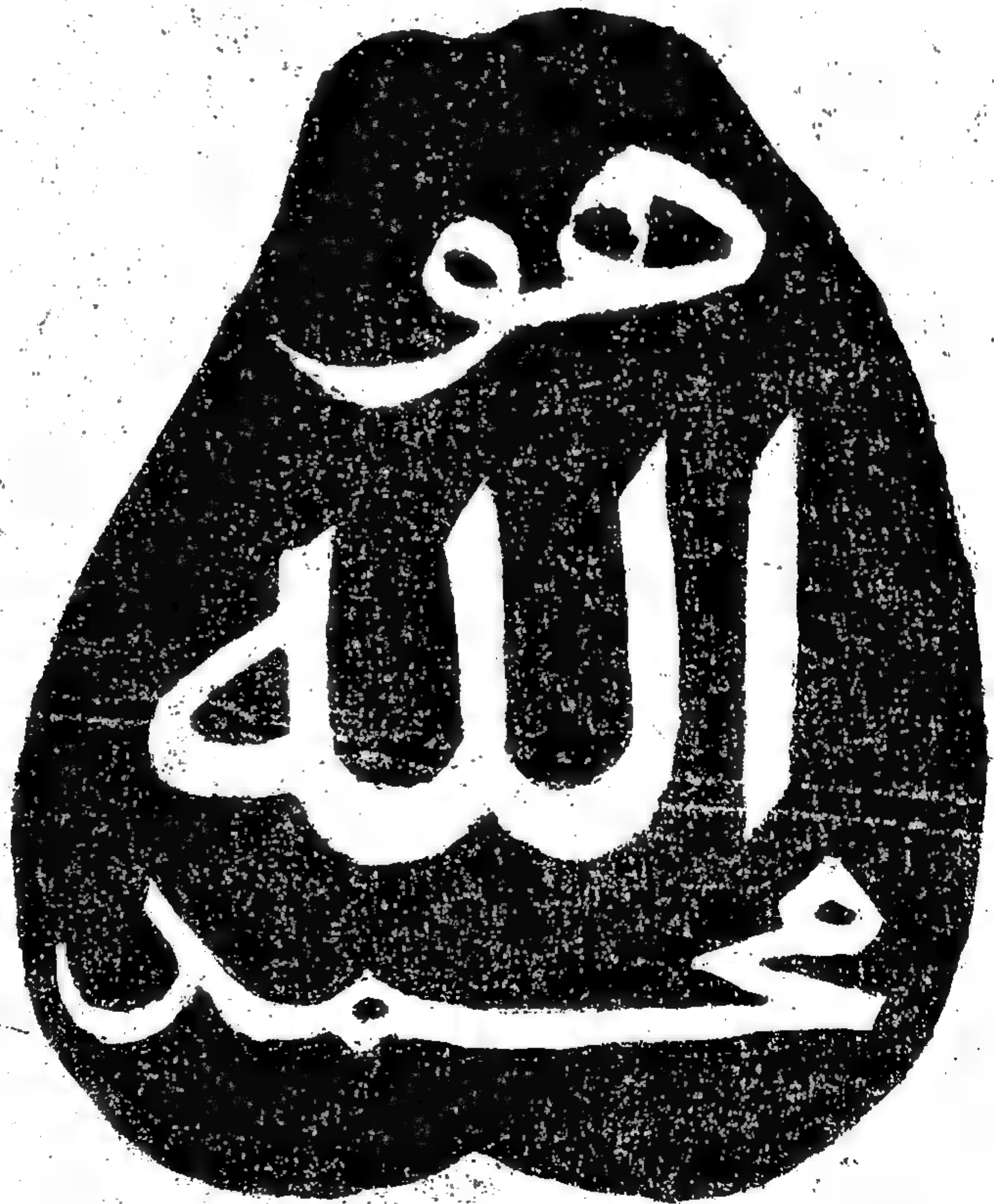
<p>بچہ پاک باز شہسازم! بوسے بانو شبنم ز آوازم درد پئے ہر یاد سرمازم نیست عجز یا محسرم رازم السب تازی مثال مے نازم زیر آہل شہر یار مے نازم</p>	<p>مکن اے یار غیب پر وازم مے بود و لہد خامی شربانی بے سرم سیر جوئے جو کم شربو یا کفتم من از جاہو شربو بر سرم سوار شدہ شہسوار است بر سرم بانو</p>
--	---

گشت نور محمد انعام
 بود نور محمد آفازم

تیسویں آئینہ کا طیف

صاحب تصور اسم اللہ ذات کو چاہیے کہ با وضو پاک کپڑے پہن کر پاک جگہ میں تنہا مریخ بیٹھے اور دل کو تڑپ سے خیر خواہ
و نیکی تفکرات و ماسوی خیالات سے خالی اور خالص کر دے اور ظاہری و باطنی شیطانی و خطرات نفسانی کا واسطہ بند
کرنے کیلئے اپنے اوپر ذیل کا حصار کر لے۔ یعنی الحمد۔ ایت اکر سی قل یا ایہا الکافرون۔ قل ہوا اللہ احمد اور
محمود من ہر بار پڑھے۔ اس کے بعد دو و شریف۔ استغفار۔ ایت سلام قرآن من سب الرحیم ء ایت شریف
واللہ المستعان علی بالتصفون۔ کلمہ تجید سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ و
اللہ اکبر و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ء کلمہ توحید لا الہ الا اللہ و محمد
لا شریک لہ لا المثل لہ والحمد للہ و لیت و هو علی کل شیء قدیو ء بعدہ درود
استغفار اور کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہر ایک میں بار پڑھ کر سینے پر دم کرے اور
دونوں ہاتھوں کی پٹھلیوں پر دم کر کے تمام بدن پر ہاتھ پھیرے۔ اس کے بعد آنکھیں بند کر کے اللہ تعالیٰ کی
یاک ذات کے مشاہدے اور مجلس حضرت سرور کائنات صلعم و مجلس حضرت انبیاء و اولیاء و پیادہ
و آخرت و قبر و حشر و غیرہ تفکرات دل میں جاگزین کرے۔ اور اسم اللہ ذات و اسم محمد سرور کائنات صلعم
کو تفکر کی انگلی سے اپنے ماتھے پر اور پھر اپنے دل میں بار بار کہنے کی کوشش کرے اور اگر کسی کا نفس سرکش ہو
اور اس کی سرکوبی مقلوب ہو تو نجات کے مقام پر بھی اسم اللہ ذات تصور سے لکھے۔ اپنی شہادت کی انگلی کو
تلم تھمال کر کے اسم اللہ ذات کو ماتھے پر لکھے۔ اس سے جانب جلالی پیدا ہوگا۔ بعد اسم محمد کو سینے پر لکھے۔
اس سے جانب جلالی حاصل کرے۔ اور ان دونوں مقامات پر ان اسم کو خوشحنا و نسیا۔ سرخ۔ آفتابی اور
سفید روشن ماتھائی رنگ سے موٹا مرقوم لکھا ہو خیال کرے اور ان پر انگشت تفکر پھیرتا جائے۔ اور ساتھ ہی دل
سے پاس انفس جاری رکھے۔ یعنی اندر کے سانس سے اللہ کہے۔ اور باہر کے سانس سے جھونکے۔ اس
طرح بار بار مشق کرے۔ اسم اللہ ذات یا اسم محمد اندر میں متغلی ہو جائے گا۔ اور طالب کے تصور و تفکر اور
مرشد کامل کی توجہ و تصرف یعنی طالب کی کوشش اور مرشد کی کشش موجب اسم اللہ ذات پر یحی و متحد
ہو جائے گا تو اس سے یا تو جلال کی بجلی پیدا ہو کر طالب کو باطن میں غرق و بخود کر دے گی۔ اس وقت

باطن میں جو واردات ہونگی اسے یاد نہیں رہیں گی۔ اور اگر اس کو جذب جمال کی بجلی نے پہنچ لیا۔ تو اس وقت اس کا
 ذکر نفسی قلبی روحی سرکاری وغیرہ جیسا کہ اس کو ہوش و حواس کے ساتھ باطن میں سے جائیں گے اور طالب
 مجلس حضرت سرور کائنات صلعم یا مجلس انبیاء و اولیاء کے حضور میں مشرف ہوگا۔ اگر نقش اسم اللہ ذات
 بسبب عیون و سوا میں شیطانی و ظلمت نفسانی دل پر قائم نہ ہو تو طالب کو چاہیے کہ نقش وجودیہ کرے
 یعنی نقش اسم اللہ ذات کو دماغ کے چاروں خانوں میں۔ آنکھوں میں۔ زبان۔ ہاتھ کی ہتھیلیوں
 پر سیٹھ اند ناف کے ارد گرد ہر پہلو پر نقش کرے۔ تاکہ شیطان کی قید سے چھوٹ کر پاک و صاف و مری کی
 ہو جائے۔ اس کے بعد اسم اللہ ذات کی استعداد کے قابل ہو جائے گا۔ اسم اللہ شئی ظاہر
 کا مستقر آلا بدکاف ظاہر، شغل تصور کیلئے وقت کا تعین نہیں جس وقت چاہے کر سکتا ہے۔ لیکن
 سب سے بہتر وقت صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب یا چاشت تک ہے۔



مناجات

یہ مناجات مولف کتاب ہذا فقیر نور محمد سرورسی نے حضرت پیر محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی حضرت محی الدین شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کی شان عظمت نشان میں خصوصاً آپ کے قصیدہ غوثیہ کے جواب میں نہایت مبارک اور منظوری کی حالت میں کہی ہے۔ جو شخص نماز مغرب یا نماز عشاء کے بعد دو رکعت ہدیہ حضرت پیر و شہید گدار کر قصیدہ غوثیہ کے ساتھ پڑھے گا اللہ اسے بہت ثواب دے گا۔ اور اس کی ہر حاجت اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے برآئے گی۔

چرا در مردم چشم نیانی
تو منظور جناب مصطفائی
خمر خوار خم خیر الودائی
عجب عطر گل خیر انسانی
دل آرام حسین کر بلائی
کلید قفل باب مرتضائی
چو صدیقی تو در صدق صفائی
امیر حسنہ شیر خدا فی
ترا زید خطاب ماطعانی
یہ ملک احدیت فرمانروائی
ولیکن دلیر اہل رضائی
بحق خالق ارض و سما فی
عجب چابک پری رود لبرائی
لطالِب بر مطالب می نمای
خورم ساز کی بہ نظر کیسائی

کجائی شاہ محی الدین کجائی
تو محمود شراب کبر بانی
ازال روز ازل مست النبی
خمیر حار عنبر پار یاری
حسن راقۃ العینی حسینا
مدینہ علم را تسخیر کردی
چوں عثمان با حیا عادل چو عمر
ز بہر قتل نفس و دیو ملعون
یہ مازغ تو زغال را چہ قدر
چو عبدالقادر سی امر قدیمی
توانی کرد زہ قوی حقنار
اغثنی و احضر و یا غوث ملکہ
اغثنی می کنم حاضر بیانی
مریدان را امر اے می رسانی
مریدم لا یمیدم فدہ دارم

میری لا تحت بر دل نوشتم	مے ترسم ز شیطان و غانی
میری ہم و طب را یاد دارم	تو بے شک ویرا اہل و غانی
گدا مال را دی شاہی بسکدم	کہ تو اوج سعادت را بمانی
گدا مان تو شاہان جہان نہ	سزد مارا بد گاہت گمانی
خوش نازیکہ یائے نازنیل را	نہا وہ بر سر ہر اولیائی
عجب نبود کہ سو تشے نازنینا	خدا مال بر سر ما ہم بیانی
خوشا ہے بیلستان بالو	کہ مدح شاہ جیلانی مسرانی
عجب غرض فستقی تو کہ حشر	
کہ دامن گیر محبوب حسدانی	

صاحبزادہ خان عبدالرشید سروری قادری پرنٹر پبلشر نے اردو پریس لاہور سے
 چھپوا کر سروری کتب خانہ کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
 سے شائع کی۔

اگر آپ کو اس زمانہ قحط الرجال میں مذہبی اور روحانی دنیا کے سچے چشم دیدہ حالات اور حقیقی آزمودہ مکاشفات آئینہ نص حدیث و کتاب میں دیکھنے منظور ہیں۔ اگر اپنی پیاری جان اور عزیز اہل و عیال کو ظلمت کدہ کفر و الحاد اور ابدی عذاب سے بچانے کا خیال ہے۔ اگر اسی دنیا میں یقین کے ہر سہ مراتب عیسائی علم یقین، عین یقین اور حق یقین کے حاصل کرنے والا ہے۔ یعنی اپنی زندگی ہی میں اپنے مذہبی اور روحانی معاملے کو شنیدہ سے دیدہ، دیدہ سے رسیدہ اور رسیدہ سے یافتہ تک پہنچانے کی خواہش ہے۔ اور آنے والی ابدی سرسبز دنیا میں زندہ جاوید رہنے اور وہاں کی لطیف غیبی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کا اشتیاق ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے ساتھ ابدی تعلق پیدا کرنے کی آرزو ہے۔ تو مذہب اور روحانیت کی ان سچی جڑیں اور نایاب و لا جواب کتابوں کا مطالعہ کریں۔ یہ کتابیں شریعت اور طریقت میں اس زمانے کی بہترین اور مفید ترین تصانیف ہیں۔ مذہب اور روحانیت میں اس قسم کی دلچسپی اور محققانہ کتابیں نہ پہلے کسی نے لکھی ہیں۔ اور نہ آئندہ انشاء اللہ کوئی لکھ سکے گا۔ ان کتابوں کی اصلی خوبیاں صرف دیکھنے سے ہی معلوم ہو سکتی ہیں۔

مشک آنست کہ خود بگوید۔ مگر عطار بگوید۔ اور شنیدہ کے بودمانند دیدہ۔ ان کتابوں کی چند ممتاز اور مخصوص خوبیاں ایسی ہیں۔ جو آپ کو کسی دیگر کتب میں ہرگز نہیں ملیں گی۔

اول۔ یہ کہ ان میں جملہ مذہبی حقائق اور روحانی دقائق کو دیگر کتب کی طرح قدیم عسر الفہم اور ناقابل درک سمجھ پیدہ فلسفیانہ اور دو منطقیانہ رنگ میں پیش کیا گیا۔ اور نہ ہی پرانے فرسودہ خیالات اور دقیانوسی روایات سے کام لیا گیا ہے۔ بلکہ قرآن اور حدیث کو سائنس اور علم جدید کی روشنی میں نہایت محقول اور مدلل طور پر پیش کیا گیا ہے۔ دوم۔ یہ کہ مصنف نے ان کتب میں جملہ مذہبی مسائل اور روحانی حقائق کو ہر دو نقلی اور عقلی دلائل اور براہین سے ثابت کرنے کے علاوہ ان پر اپنے سچے روحانی حالات اور باطنی مکاشفات سے پوری طرح روشنی ڈال کر معاملے کو ظن اور قیاس سے گزار کر درج یقین تک پہنچا دیا ہے۔ چنانچہ تمام عالم غیب یعنی جن ملائکہ اور ارواح کے وجود اور واقعات بعالمات کے ثبوت میں ایسے دیدہ تجربات اور عینی شواہد پیش کئے ہیں۔ کہ جن کے مطالعہ سے وہ جملہ شکوک اور شبہات جو اس زمانے کے ملحدوں، پیچیدوں، مادہ پرستوں اور باطل فرقہ والوں نے مذہب اور روحانیت کی نسبت پیدا کئے ہیں۔ یکدم دل سے دور اور باغ سے کافور ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برحق شاہد حال ہے۔ کہ یہ کتابیں اس زمانے کے الحاد زدہ مسموم قلوب اور کفر آلودہ ماؤف دماغوں کے لئے تریاق اکبر اور اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں۔

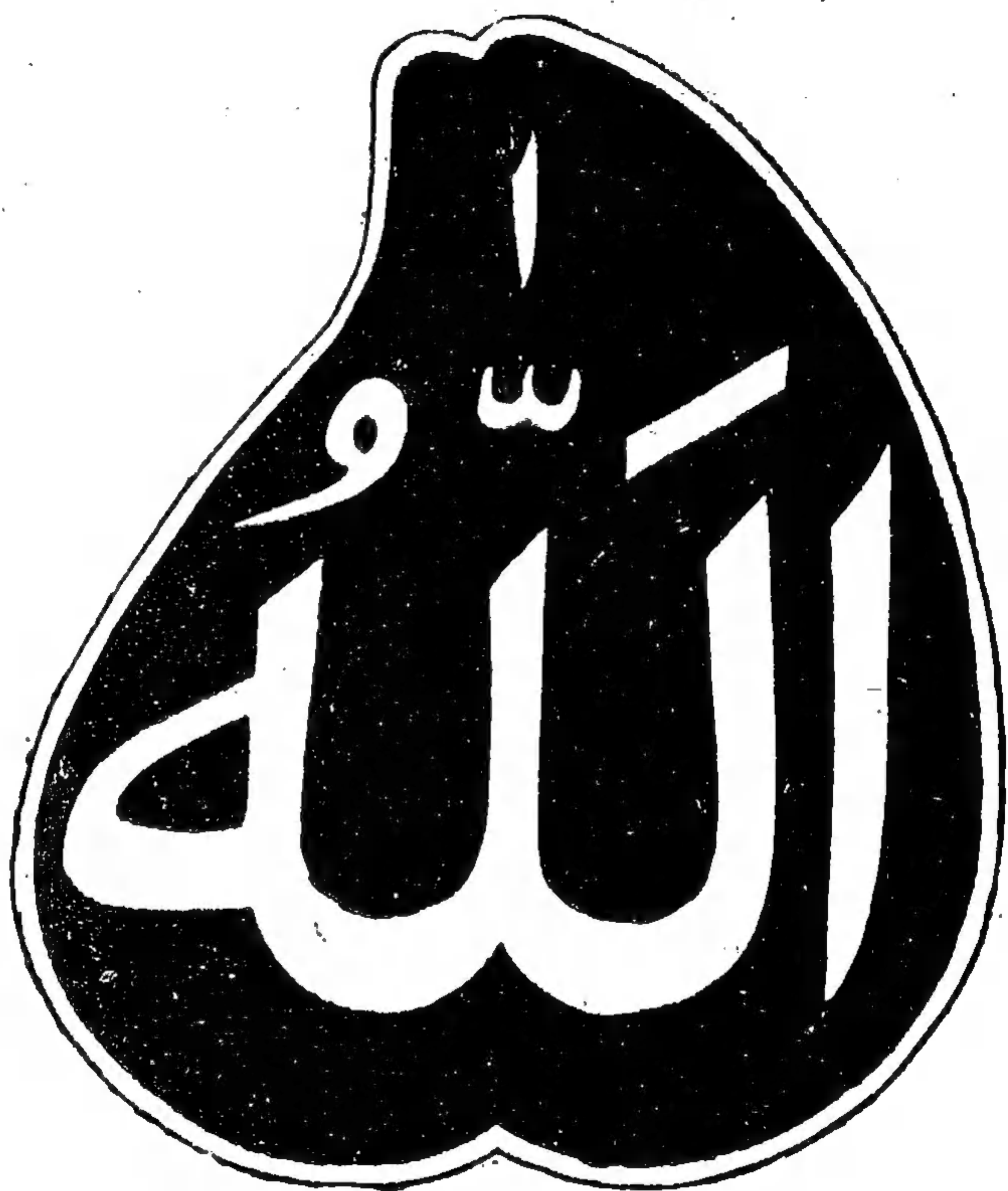
سوم۔ یہ کہ مصنف نے ان کتابوں میں اپنے خدا داد باطنی علم اور روحانی فراست سے قرآنی آیات اور سورتوں کی نہایت نرالی اور چھوٹ مضمونی المعنی اور تفسیر التفاسیر پیش کر کے ایسا قابل فخر کام کیا ہے۔ جس نے قرآن کریم کی صداقت اور حقانیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں اور اب انشاء اللہ کسی ملحد اور بے دین کو یہ کہنے کی ہرگز جرأت نہ ہو سکے گی۔ کہ قرآن کریم معاذ اللہ ایک بے ربط کلام یا دور از عقل اور بے قیاس خوارق عادات کا مجموعہ یا پرانی بے لذت اور بے کیف قصوں اور کہانیوں کا طومار ہے۔ غرض اگر سچ پوچھو تو یہ کتب جملہ مذہبی معلومات اور روحانی کمالات کے حصول کا ایک مکمل دستور العمل اور جامع انسائیکلو پیڈیا ہے۔ مختصر یہ کہ اسے برادر ناظر اگر تیر بخت یا دور ہماری بات پر یاد ہے اور اگر تو نے ان کتب کو حاصل کر کے ان پر عمل کیا۔ تو یقین جان کہ تو نے اپنا دامن گوہر مراد سے بھر لیا۔ اور اگر تو اب بھی ان کتابوں کے مطالعہ سے محروم رہا تو تیری عقل اور قہمت پر افسوس ہے۔ آخر حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ سے استدعا ہے۔ کہ ان کتب کو جملہ گمشدگان باذیہ ضلالت کے لئے شعل راہ تمام بے بصر کور باطن اور مردمان دیدہ یقین کیلئے نور نگاہ اور سالکان راہ طریقت کے لئے منہ راہ بنائے آمین۔ دماغینا الی بلبلغہ والحمد للہ رب العالمین۔

مذکورہ کتابوں کی فہرست ذیل میں درج ہے

نمبر شمار	نام کتب	زبان	تعداد صفحات	قیمت	کیفیت
۱	عرفان حصہ اول	اُردو	تین سو	پانچ روپیہ (ص)	فقیر نور محمد سروری قادریؒ کی نئی بے مثل جامع اور معرکتہ الٰہی کتاب ہے۔ اس اشتہار کے بلا مبالغہ
۲	" " دوم	"	"	"	مذکورہ بالا وجملہ صفات کی حامل ہے۔
۳	عرفان حصہ اول	انگریزی	چار سو چوبیس	دس روپے (ص)	حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے
۴	حق نماء	اُردو	دو سو تیس	پانچ روپیہ (ص)	جامع فارسی کتاب نور الہدیٰ کا اُردو ترجمہ مع شرح - فقیر نور محمد سروری قادریؒ قدس سرہ نے کی ہے۔
۵	مخزن الاسرار سلطان الاولیاء	اُردو	تین سو اسی	پانچ روپے (ص)	یہ فقیر نور محمد سروری قادریؒ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام عمر کے اندر نکتہ تیر بہدف اور مجرب اوراد کا مجموعہ ہے۔ اور دنیا بکتاب اندر و دریا بجا باب اندر کی مصداق ہے۔
۶	مجموعہ ابیات مع پنجابی شرح	پنجابی و اُردو	ایک سو	دو روپے	حضرت سلطان العارفین فنا فی عین ذات یا هو حضرت شیخ سلطان باہو کے صحیح پنجابی ابیات کی مکمل اور مدلل اُردو شرح فقیر نور محمد سروری قادریؒ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔
۷	مجموعہ ابیات مع چند مناجات	پنجابی	۸۸	آٹھ روپے	حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح پنجابی ابیات کا مجموعہ مع چند مناجات جو کہ آپ کی مقبول اور منظور ہیں۔

ملنے کا پتہ:

صاحبزادہ عبدالرشید خاں، پٹری کتب خانہ عرفان منزل، پتھا کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِحَمْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

ہست این تصنیف نوری پیر یا ہو با خدا
 کامل و اکمل مکمل جامع و نور الہی کے

فتوح

نور الہی کے

تصنیف لطیف سلطان العارفين حضرت سلطان باہو قدس سرہ العزیز

مترجم فقیر نور محمد سرری قادری قدس سرہ العزیز